ماہنامہ
یوتھ انٹرنیشنل
لاہور، پاکستان
ایڈیٹرانچیف: صدیق القادری

بینظیر پاکستان کو بیچ رہی ہے

بیک پرنس
بھٹو خاندان اور پاکستان کیلئے رسوائی
شہید بھٹو گروپ کے چیئرمین مرتضیٰ بھٹو کا سنسنی خیز انٹرویو

بھٹو میرے آئیڈیل سیاست دان تھے
بیگم شفیقہ ضیاء کا موت سے قبل آخری انٹرویو

غدار حکومت ہے ایم کیو ایم کے قائد نہیں

ریاستی جبر ہماری جدوجہد کا راستہ نہیں روک سکتا
ایم کیو ایم کے مرکزی رہنماؤں طارق جاوید اور قاضی خالد کے چونکا دینے والے انٹرویوز

۴ سیاستدانوں سے ۵ سوال

انیتا ایوب کی "پیاس" کوئی نہیں بجھا سکتا
سنسنی خیز رپورٹ

Development Through Friendship

A LIVING SYMBOL OF
JOINT ECONOMIC CO-OPERATION
BETWEEN THE BROTHERLY COUNTRIES OF
SAUDI ARABIA AND PAKISTAN
TO MEET GROWING FINANCIAL NEEDS
OF INDUSTRIAL & AGRO-BASED
VENTURES

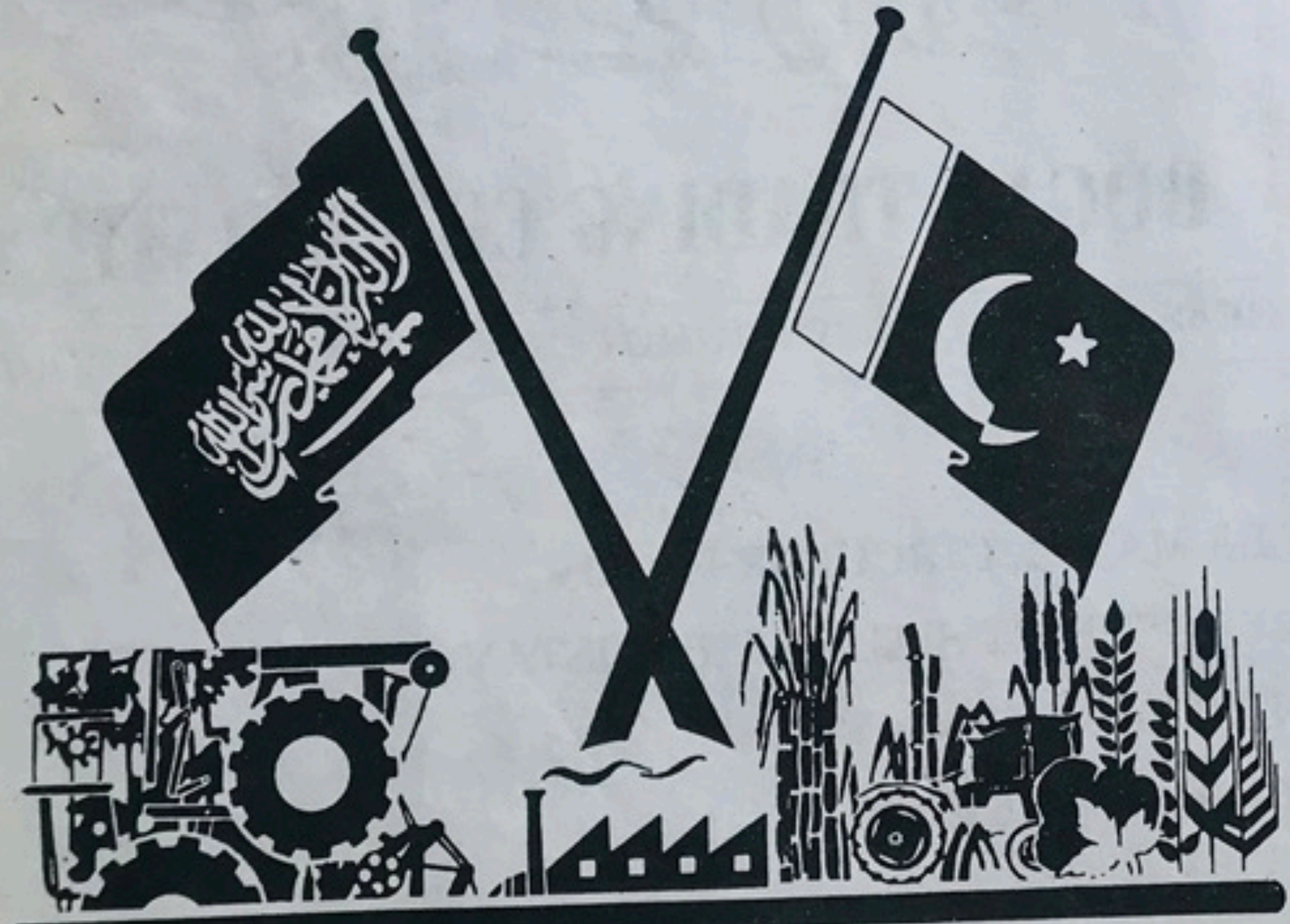

SAUDI PAK

INDUSTRIAL AND AGRICULTURAL
INVESTMENT COMPANY (PVT) LIMITED

44-East , Blue Area ISLAMABAD.
Phone: 815001-5 Grams: SAPICO IB Telex: 5663-SAPIC-PK FAX: 815005

meeting the
growing demand for

Integrated Engineering

As industrial plants grow complex, we keep in step by providing integrated engineering services through a 'one-window' concept. We are the largest engineering house offering services ranging from engineering to commissioning & maintenance. The inherent advantage to clients is a streamlined operation with achievement of milestones on schedule.

Our growth continues with each successful project and satisfied client.

DESCON

DESCON ENGINEERING (PVT) LIMITED

CORPORATE OFFICE:	P.O.BOX 1201, Akhavan House, 38-Sir S.M.S. Agha Khan-III Road, (Davis Road) Lahore. Phone: (042) 6365134-(12 Lines), Tlx: 44326 DSCON PK Cable: PLANTENG Fax: (042) 6364049
ENGINEERING WORKS:	2 Km Defence Road, Off 24th Km Multan Road, Lahore Phone: (042) 858652
KARACHI OFFICE:	Dawood Centre, Karachi-75530, Ph: (021) 5688237/5688238 Tlx: 23122 DESKI PK. Fax: (021) 5682129
ISLAMABAD OFFICE:	Kashmir Plaza, Blue Area, Islamabad. Phone: (051) 813379, 815662 Tlx: 54186 DESID PK
BRANCHES/AFFILIATE OFFICES:	ABU DHABI - SAUDI ARABIA

سیاسی، سماجی، تجارتی، سائنسی اور کھیلوں کی تازہ ترین خبروں حالات و واقعات پر مبنی رپورٹوں اور جواں جذبوں کا ترجمان اردو اور انگریزی زبان میں شائع ہونے والا بین الاقوامی میگزین

آڈٹ بیورو آف سرکولیشن سے باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت گورنمنٹ آف پاکستان وزارت اطلاعات کی سنٹر میڈیا لسٹ میں شامل

ماہنامہ

یوتھ انٹرنیشنل

لاہور پاکستان

جلد 8 شمارہ 3-4 ماہ فروری مارچ 1996ء قیمت عام فی شمارہ 40 روپے برائے پاکستان

اس شمارے میں

مضامین	صفحہ
کیا ہم خونی انقلاب کی طرف بڑھ رہے ہیں (اداریہ)	6
کھلی کچہری میں اس واقعہ کو بھول نہ سکوں گی	7
اسلامی تعلیمات رمضان المبارک فضیلت	8
ستاروں کا کھیل قابل اشاعت	11
میر مرتضیٰ بھٹو چیئرمین پیپلز پارٹی	12
شہید بھٹو گروپ کا تہلکہ خیز انٹرویو	-
چار سیاستدانوں سے پانچ سوال	20
اسفندیار ولی، بیرسٹر سلطان محمود چوہدری	
محمد اعجاز الحق، سردار فتح محمد حسنی	
اچھوتے آرٹسٹ لیاقت علی ابو نعمی	29
نوجوانوں میں نشہ کی وباء کب ختم ہو گی	31
انیتا ایوب کی پیاس کوئی نہیں بجھا سکتا	32
ایم کیو ایم کے مرکزی رہنماؤں طارق جاوید	
اور قاضی خالد کے خصوصی انٹرویو	
بیگم شفیقہ ضیاء الحق کا موت سے قبل آخری انٹرویو	44
افسانہ	46
فلم نگری	48
پاکستانی فلمیں	52
قلمی دوستی	55
وفاقی وزیر مملکت ملک عبدالقیوم کا خاں کا انٹرویو	56

ایڈیٹر انچیف

ایڈیٹر انچیف محمد صدیق القادری

مجلس مشاورت

چوہدری محمد ارشد، محمود انصاری، عزیز بھٹی، محمود مرزا، علی رضوی، نزو علی فرناش، انور ڈوگر، ایم وسیم بھٹی، ابوذر منصور، مس روبینہ، توصیف القادری، تصیر احمد، فرخ سہیل گوئندی

بزنس کمرشل ایڈورٹائزنگ تنویر صدیق
سرکولیشن منیجر حسین القادری
فوٹوگرافرز محمد عمران، تبسم نوید، فرمان قریشی

اندرون ملک نمائندگان

کوئٹہ : محمد انور شاہ فون 835562 فیکس : 820627
13-12 السید بلڈنگ جناح روڈ کوئٹہ بلوچستان
کراچی : عبدالودود خان 96 - فینسی کوڈ فیری مارکیٹ شاہراہ لیاقت کراچی فون : 7763414
اسلام آباد پولیٹیکل : شعیب بھٹہ ٹیلی فون : 221649
راولپنڈی سپورٹس ، اصغر علی فون : 470601
گلگت : شہزادہ حسین ایم سعید حسین فون : 2447
پشاور : شیراز پراچہ

بیرون ملک نمائندگان

دوبئی آفس : محمد جمیل خاں جیمی
فون 660181 - فیکس 628684
سعودی عرب : ارشاد احمد غوری
جدہ : فون 6516081 - فیکس 6652085
شارجہ : شمیم چوہدری
ابو ظہبی : صغیر احمد جعفری
مکہ : سلطان احمد
کویت : پروانہ
جرمنی : محمد عارف سلیمی

پبلشر ایڈیٹر انچیف : محمد صدیق القادری نے طیب اقبال پرنٹنگ پریس رائل پارک سے چھپوا کر دفتر "ماہنامہ یوتھ انٹرنیشنل" چھٹی منزل ایوان اوقاف بلڈنگ دی مال لاہور پاکستان سے شائع کیا۔

پتہ خط و کتابت : ماہنامہ "یوتھ انٹرنیشنل" پوسٹ بکس 2346 لاہور پاکستان فون : 042-7354729

جدید ترین مشینری سے مزین • شہر کے اعلیٰ معیار کا ہسپتال

سعدیہ نرسنگ ہوم سرجری

حیدری چوک سیدپور روڈ راولپنڈی

سہولیات :- جدید اپریشن تھیٹر

لیبر روم ، ایکسرے ، ای سی جی لیبارٹری

گائنی اور سرجری کا تسلی بخش سروس

میڈیکل ڈائریکٹر : ڈاکٹر یاسمین زاہد ، ایم بی بی ایس

فزیشن اینڈ سرجن ، آر ایم ۔ ڈی سی پاکستان فون نمبر ۴۱۳۹۱۹

اداریہ

ہمارا احتساب کون کرے گا کیا ہم خونی انقلاب کی طرف بڑھ رہے ہیں

الحمد للہ پاکستان اپنے قیام کے 50 ویں سال میں داخل ہونے کو ہے۔ حکمران بڑے جوش و خروش کے ساتھ پاکستان کی گولڈن جوبلی پورا سال منانے کے لئے کروڑوں روپے صرف کر کے تیاریوں میں مصروف ہیں۔ حکمرانوں اور اپوزیشن کو یہ سوچنے کی فرصت ہی نہیں کہ ہم اپنے پچاس سالہ ماضی کا احتساب کریں قوم کو بتائیں کہ ہم پچاس سالہ سفر کے بعد اب کہاں اور کس بھنور پر کھڑے ہیں ہم نے پچاس سال میں کس کس شعبے میں کیا کیا ترقی کی ہے۔ ہماری خود انحصاری اور خود کفالت سادگی اور کفایت شعاری کی پالیسیاں کیوں کامیاب نہیں ہو سکیں ہم بین الاقوامی اداروں کے قرضوں میں کس قدر جکڑ چکے ہیں ہم اپنے حریف ملک بھارت کے ساتھ کھیلوں کے علاوہ اقتصادی' معاشی' سماجی' ثقافتی' ملکی اور سیاسی میدان میں کیوں نہیں مقابلہ کر سکنے کی پوزیشن میں ہیں۔ ہمارے حریف ملک کی مصنوعات ہمارے دوست اور مسلمان ملکوں میں اپنا مقام بنا گئی ہے دھڑا دھڑ بک رہی ہیں اور ہم زندہ خودار اور آزادی قوم کی حیثیت سے اپنے ملک کے لئے کیا کر رہے ہیں۔

کیا ہمارے لئے افسوس اور شرم کی بات نہیں ہم سے کم وسائل اور افرادی قوت رکھنے والے ممالک جن میں جاپان' چائنہ' کوریا' سنگاپور اور ملائشیا سرفہرست ہیں۔ ان ملکوں نے اپنے آپ کو ہر لحاظ سے خودار' آزاد اور زندہ قوم ثابت کرتے ہوئے کفایت شعاری' خود انحصاری کی پالیسیوں پر سختی سے عمل کرتے ہوئے مختصر عرصے میں ایسی بے مثال برق رفتار ترقی اور خوشحالی حاصل کی ہے کہ پوری دنیا ان ممالک کو قابل رشک نگاہوں سے دیکھتی ہے۔

جبکہ ہم اپنے داخلی انتشار' گروپ بندیوں اور محاذ آرائی' مخالفت برائے مخالفت اور کھلم کھلا لوٹ مار اور کرپشن کے سبب ہر میدان میں پستی اور تنزلی کی طرف جا رہے ہیں۔ اندرونی طور پر عدم معاشی و سیاسی استحکام امن و امان کی خوفناک حد تک بگڑتی ہوئی صورت حال' بڑھتے ہوئے جرائم' قتل و غارت' تشدد کھلم کھلا ڈکیتیوں اور طاقتور بموں کے دھماکوں سے ملک کا ہر شہری عدم تحفظ کا شکار ہے کمرتوڑ مہنگائی' بے روزگاری کے خطرناک سیلاب کی زد میں عوام فاقہ کشی پر مجبور ہیں پڑھے لکھے تعلیم یافتہ نوجوان روزگار کے حصول میں ناکامی کی بدولت جرائم کی طرف بڑھ رہے ہیں امیر امیر تر' غریب غریب تر بن رہا ہے بااختیار لوگوں کے لئے قانون شکنی ایک فیشن کا روپ دھار گئی ہے۔

ملکی قومی وسائل کو چند طاقتور خاندان بڑی بے دردی سے لوٹ رہے ہیں۔ سرکاری و غیر سرکاری املاک پر زبردستی قبضے ہو رہے ہیں بنکوں کے قرضے ہڑپ ہو رہے ہیں۔ ملک کا قیمتی زرمبادلہ بیرون ملکوں میں منتقل ہو رہا ہے۔ پورا ملک عالمی بنک اور آئی ایم ایف کے ہاں گروی رکھ دیا گیا ہے۔ خود انحصاری کی بجائے ہم کشکول اٹھائے قرضے کی بھیک مانگ رہے ہیں۔ غیر ملکی سرمایہ کاری کے سارے دعوے ادھورے خواب بن کر رہ گئے ہیں۔ بین الاقوامی دنیا میں پاکستان کو کرپٹ ترین ملک کے نام سے پکارا جانے لگا ہے۔ ایسے حالات میں جب ہمارے اپنے اوورسیز پاکستانیز وطن عزیز میں آنے اور سرمایہ لگانے سے گریزاں ہیں تو غیر ملکیوں سے کیسے توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ سرمایہ کریں ہمارا دشمن ہماری خامیوں اور کمزوریوں سے بھرپور فائدہ اٹھا رہا

ہے۔ ان کے سفارت کار بڑی پلاننگ کے ذر[یعے] ... کے دوست مسلمان ممالک میں بھی بڑے متحر[ک] ... من حیث القوم ہمارے خلاف زہریلا پروپیگنڈا ... متحرک ہیں۔ جبکہ ہمارے حکمران رشوت کے ... سفارت کاریاں بانٹ کر نا اہل اور کرپٹ لوگو[ں] ... رہے ہیں جو ملک و قوم کے مفادات کے لئے ... ہونے کی بجائے صرف ذاتی مفادات اور لوٹ ... سرگرم رہتے ہیں۔

پیارے پاکستانی قارئین آیئے ذرا غور کر[یں] ... گزشتہ پچاس سال میں کہاں کھڑے ہیں اس ... ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا ہے یقینی بات ہے ... پایا نہیں صرف کھویا ہی کھویا ہے۔

تو کیا ہم ایسے ہی رہیں گے کیا ہم کشکو[ل] ... بھیک مانگتے رہیں گے کیا ہم عالمی بنک اور آئی ... کے غلام در غلام بنتے رہیں گے نہیں ہرگز ... پاکستان کے بارہ کرور عوام زندہ ہیں ہم اپنی ... اور آزادی پر ہرگز حرف نہیں آنے دیں گے ... اللہ کشکول کو پھینکیں گے ایسے حالات کے ہم ... ہیں کیونکہ ہم نے اپنا پنا فرض نہیں نبھایا۔

آیئے ہم آگے بڑھیں ملک و قوم کی عز[ت] ... کو بچانے دنیا کے عظیم تر مثالی ملک بننے کے ... اور اپنے حکمرانوں کا احتساب کریں اگر نہیں ... تو ہمارا احتساب کون کرے گا اگر احتساب ... ملک میں خطرناک عوامی انقلاب' کا کوئی ... روک سکے گا پھر صرف احتساب ہی نہیں ہوگا ... مارشل ہوگا حکمرانوں کا ہوگا۔ اپوزیشن کا ہوگا ... کے ناسوروں کا ہوگا۔

جاگ پاکستانی جاگ اپنے وطن کو بچا اپنے د...

محمد صدیق
ایڈیٹر

...میں اس واقعہ میں اپنے سگے ماموں محمد ... تبسم کے ساتھ بھلوال سے موٹرسائیکل پر ... منڈی بہاؤ الدین جا رہی تھی جب ہم ... سے آگے 2 چک دھوری کے پاس چیک ... پر پہنچے تو پولیس والوں نے ہمیں روک لیا ... ماموں سے موٹر سائیکل کے کاغذات مانگے ... نے دکھا دیئے پولیس والوں نے مجھے ... خون خوار آنکھوں سے گھورتے ہوئے کہا ... صورت نوجوان لڑکی کون ہے میرے ماموں ... پولیس والوں کو فورا بتایا یہ میری سگی بھانجی ... پولیس والوں نے انتہائی بدتمیزی سے کہا یہ ... بھانجی نہیں معشوقہ ہے۔ تم اسے بھگا کر ... ہے۔

... پولیس والوں نے مجھے علیحدگی میں لے جا کر ... کون ہے جس کے ساتھ جا رہی ہو میں نے ... پریشان کیا ہوا ہے۔ مجسٹریٹ صاحب پولیس ... سے پوچھا کہ ان کے بیان لئے ہیں یا کہ ... پولیس والوں نے کہا کہ ہم نے بیان لئے ... کے بیان نہیں ملتے میں نے بڑی جرت اور ... کر کے مجسٹریٹ صاحب کو بتایا کہ یہ جھوٹے ... پولیس والے جھوٹ بولتے ہیں یہ سچ مچ میرے ... ماموں ہیں اگر آپ یقین کرنا چاہیں تو میرے ... وہاں سے کنفرم کرلیں اگر ہم نے جھوٹ ... ہمارے خلاف جو قانونی کارروائی ہے کریں ... ہمیں منظور ہے علاقہ مجسٹریٹ صاحب ... کے پیچھے ہم موٹر سائیکل پر منڈی بہاؤ ... کی بجائے واپس بھلوال چلے گئے وہاں جا کر ... مجسٹریٹ صاحب نے ہمارے گھر اور اہل محلہ ... انکوائری کی کہ ہم سچ تھے ہماری سچائی ... آئی علاقہ مجسٹریٹ صاحب نے پولیس کی ... اور برتاؤ کے خلاف ایکشن لینے کی بجائے ... وجہ سے ہم سخت خوف اور ذہنی کوفت کا ... تھے الٹا ہمیں نصیحت فرمانے لگے بیٹا

آپ آئندہ شام ڈھلتے گھر سے باہر نہ جایا کریں تنہ سفر کیا کریں اگر میں نہ وہاں پہنچتا شائد پولیس والے تمہارے ساتھ کیا سلوک کرتے تمہیں کسی کیس میں ملوث کر کے جیل بھجوا دیتے۔

اب بات گزر گئی ہے جب بھی میں اس واقعہ کے بارے میں سوچتی ہوں مجھے ہیشہ اس بات کا

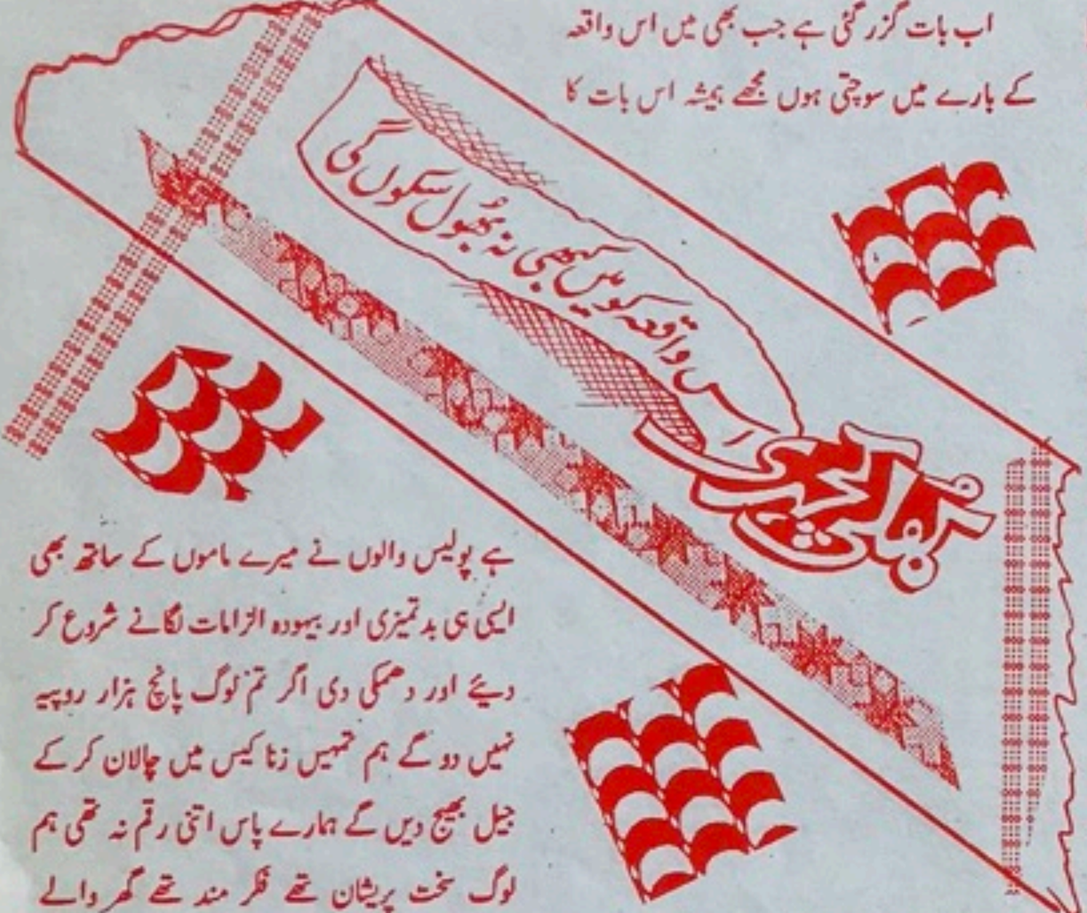

شدت سے دکھ رہتا ہے کیا ہمارے پاکستان میں پاکستانی پولیس بھی کبھی شریف شہریوں سے انسانوں جیسا سلوک کرے گی کیا کبھی ہمارے پاکستان میں مہذب ملکوں جیسا انصاف ملے گا یہ ایسا واقعہ میرے ساتھ پیش آیا ہے۔ جسے میں زندگی میں کبھی نہیں بھول سکوں گی۔

قوم کی بیٹی معرفت محمد افضال تبسم

عنائت محلہ چونگی نمبر2 پھالیہ روڈ منڈی بہاؤالدین

التجا کی یہ میرا سگا ماموں ہے میں اس کے ساتھ بھلوال سے منڈی بہاؤ الدین جا رہی ہوں پولیس والوں نے انتہائی گرج دار کھا جانے والی نظروں سے کہا یہ تمہارا ماموں نہیں تمہارا یار ہے جس کے ساتھ تم بھاگ کر جا رہی ہو یہ سنتے ہی میرے پاؤں سے زمین نکل گئی اے خدایا یہ پولیس والے غلط اور جھوٹے الزامات لگا کر شریف لوگوں کو

ایسے پریشان کیوں کرتے ہیں ہمارا قصور کیا ہے کیا اس معاشرے میں کسی بہن کا اپنے بھائی کے ساتھ' کسی بیٹی کا اپنے باپ کے ساتھ' کسی بھانجی کا اپنے ماموں کے ساتھ سفر کرنا اس قدر جرم کیوں

ہے پولیس والوں نے میرے ماموں کے ساتھ بھی ایسی ہی بدتمیزی اور بیہودہ الزامات لگانے شروع کر دیئے اور دھمکی دی اگر تم لوگ پانچ ہزار روپیہ نہیں دو گے ہم تمہیں زنا کیس میں چالان کر کے جیل بھیج دیں گے ہمارے پاس اتنی رقم نہ تھی ہم لوگ سخت پریشان تھے فکر مند تھے گھر والے پریشان ہوں گے ہمیں تین گھنٹے پولیس والوں نے سخت پریشان اور خوف میں رکھا پولیس کی خوف ناک دھمکیوں سے میرے پسینے چھوٹ رہے تھے اپنے آپ سے نفرت ہو رہی تھی یہ کیسی ظالم پولیس ہے۔ جو پاکیزہ رشتوں کو پامال کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اندھیرا بڑھ رہا تھا تقریباً رات کے آٹھ بج گئے تھے میں خدا سے دعائیں کر رہی تھی اے اللہ مجھے ان ظالم پولیس والوں کی ہوس سے بچا۔

پولیس والوں نے میرے ماموں کو مکوں' گھونسوں سے مارنا شروع کر دیا میں سخت خوف زدہ تھی اتنے میں علاقہ مجسٹریٹ آگئے وہ ہمارے لئے فرشتہ ثابت ہوئے انہوں نے پوچھا کیا ماجرا ہے میں نے ہمت کر کے بتایا سر میں اپنے گھر سے اپنے سگے ماموں کے ساتھ اپنا نانا کے گھر جا رہی تھی کہ ان پولیس والوں نے ہمیں ناجائز پکڑا ہے

اسلامی تعلیمات

رمضان المبارک فضیلت

حکیم سعید احمد

استقبال رمضان کے ایک خطبے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

انہ قد اظلکم شہر اولہ رحمۃ واوسطہ مغفرۃ واخرہ عتق من النار

(تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ فگن ہوا ہے۔ اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت کا ہے اور درمیانی حصہ مغفرت کا ہے اور آخری حصہ نار جہنم سے نجات کا ہے)

حیات انسانی میں انفرادی پہلو کی دو حالتیں ہیں۔ ایک وہ جس میں جبلی داعیات طبعی خواہشات اور نفسانی تقاضے غالب ہوتے ہیں اور دوسری وہ کہ جو اپنی اصل میں روحانی اور ملکوتی ہے۔ اسی وجہ سے زندگی کو مجموعہ اضداد کہتے ہیں اس خرابی کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ زندگی کو نظم و ضبط کا پابند بنایا جائے۔ زندگی کی روش میں یہ تبدیلی جدوجہد کی طالب اور ایک نصب العین کی متقاضی ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نظر میں پسندیدہ بننے کے لیے ہمیں راہنمائی درکار ہوتی ہے۔ یہ رہنمائی قرآن مجید سے میسر آتی ہے۔ قرآن مجید کا خود اپنے بارے میں یہ دعویٰ ہے کہ:۔

ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا

(المزمل: 19)

(یہ ایک نصیحت ہے، اب جس کا جی چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کرے)

قرآن مجید کے نزول کا آغاز رمضان المبارک میں ہوا۔ زندگی کی اصلاح کے لیے جو کتاب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی اس کے نزول کی ابتداء رمضان المبارک میں ہوئی۔ چونکہ ہدایت کا نازل ہونا انسان کے حق میں رحمت ہے اس لیے رمضان المبارک رحمت کے نزول کا مہینہ ہے۔

رمضان قمری سال کا نواں مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہونا شروع ہوا۔ رمضان کے روزے ہر مسلمان پر فرض کیے گئے اور روزے کی اہمیت یہ ہے کہ روزہ پانچ ارکان دین میں سے چوتھا رکن ہے۔ روزہ اس لیے فرض ہے کہ ہم اس کے ذریعے سے اپنے اندر تقویٰ پیدا کریں۔

کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون

(البقرہ: 183)

(تم پر روزے فرض کردیے گئے جس طرح تم سے پہلے انبیاء کے پیرو کاروں پر فرض کیے گئے تھے۔ اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوگی)

جن عبادات کی انجام دہی میں ان کی معنویت اور مقصدیت پیش نظر ہے وہ صحیح معنی میں عبادات متصور ہوتی ہیں اور زندگی پر ان کا اثر بھی مرتب ہوتا ہے، لیکن اگر ذریعہ مقصود بن جائے تو مقصود حاصل نہیں ہوتا۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے دولت کو جو حصول آسائش کا ذریعہ ہے اور آسائش مقصود ہے جب ایک آدمی کی زندگی میں دولت مقصود بالذات بن جاتی ہے تو وہ اپنے آپ کو ہر آسائش سے محروم کرلیتا ہے۔ اسی طرح روزہ حصول تقویٰ کا ذریعہ ہے اور تقویٰ مقصود ہے۔ اگر کوئی روزے کو مقصود بالذات بنالے تو وہ تقویٰ سے محروم رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیطان اور سرکش جن قید کردیے جاتے ہیں، دوزخ کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مہینے میں بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے اور اللہ کی طرف سے منادی کرنے والا فرشتہ سارے مہینے روزانہ ہر رات کو یہ اعلان کرتا ہے کہ اے نیکی کے طالب نیکی کی طرف متوجہ ہو اور اے بدی کا ارادہ رکھنے والے برائی سے باز آجا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کے آخری دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا، ایک بڑا مہینہ پر سایہ فگن ہے۔ یہ بڑا بابرکت مہینہ ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے"

عشرہ مغفرت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے عقیدت و ایمان کے ساتھ ثواب حاصل کرنے کے لیے روزہ رکھا اس کے تمام پچھلے گناہ بخشے جائیں گے۔ جو شخص رمضان میں رات کو اللہ کے آگے کھڑا ہوا یعنی اس نے عبادت کی اور تراویح پڑھی اور شب قدر کو جاگا یا تلاوت قرآن پاک کی تو اس کے تمام گناہ بخش دیے جائیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے ہر ایک عمل کا ثواب کئی گنا کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ ثواب سات سو گنا تک پہنچ جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزے کا ثواب اس سے بھی بالاتر ہے، اس لیے کہ روزہ میرے لیے ہے۔ یعنی

وہ اللہ کی خوش نودی کے لیے روزہ رکھتا ہے اور اللہ ہی اس کا اجر دے گا۔ روزے دار اپنی خواہشات اس کی خوشنودی کی خاطر چھوڑ دیتا ہے اس لیے وہی اس کی جزا دیتا ہے۔ روزے دار کو دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک خوشی روزہ افطار کرنے کے وقت اور دوسری اپنے پروردگار سے ملاقات کے وقت ہر روزے دار کی منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ پسندیدہ ہوتی ہے۔ دنیا میں شیطان کے شر سے اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے بچنے کے لیے روزہ ڈھال ہے۔ جب ہم میں سے کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ فحش باتیں کرے اور نہ بے ہودگی اور لڑائی جھگڑا کرے۔ اگر اس کو کوئی شخص برا کہے یا کوئی اس سے جھگڑنے کا ارادہ کرے تو روزے دار کو چاہیے کہ وہ اس سے کہہ دے کہ میں روزے دار ہوں، مجھے کسی کو برا کہنا یا کسی سے لڑنا منع ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کا مہینہ صبر کا مہینہ ہے۔ صبر کا ثواب بہت ہے۔ یہ مہینہ غم خواری کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے کہ جس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں کسی روزے دار کا روزہ افطار کرائے تو یہ اس شخص کے گناہوں کی مغفرت کا سبب ہوتا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے پوچھا یا رسول اللہؐ ہم سب کے پاس اتنا سامان نہیں ہے کہ اس سے ہم روزے داروں کے روزے افطار کرائیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس کو بھی عطا کرتا ہے جو پانی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور سے کسی روزے دار کا روزہ افطار کرائے۔ جو شخص کسی روزے دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن حوض کوثر سے ایسا سیراب کرے گا کہ اسے پھر کبھی پیاس نہ لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں چلا جائے۔

اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہے۔ مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ اس کا رحم اس کے قہر پر غالب ہے۔ وہ خطاؤں کو معاف کرنے والا اور مغفرت طلب کرنیوالوں کو بخشنے والا ہے۔ جو انسان اپنی کوتاہیوں اور خطاؤں کو خطا سمجھتے ہیں، غلطی کرنے کے بعد اس کا احساس کرلیتے ہیں اور توبہ و استغفار کرلیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے گناہ بخش دیتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ انسان سچے دل سے توبہ کرے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا خلوص دل سے عہد کرے۔ روزے انسان کو اللہ تعالیٰ سے قریب کردیتے ہیں اور اس کو موقع فراہم کرتے ہیں کہ وہ گناہوں سے بچے۔ نیکی کی راہ اختیار کرے اور ہر اس چیز سے احتراز کرے کہ جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناپسند اور نامرغوب ہے ہر وہ فعل کرنے کی کوشش کرے جو اللہ اور اس کے نبی کے نزدیک پسندیدہ ہے۔

رمضان کا دوسرا عشرہ مغفرت کا عشرہ ہے۔ اس عشرے میں مغفرت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ روزے دار اس عشرے میں اپنے قول سے اپنے عمل سے، عبادات سے، دعاؤں اور توبہ اور معافی کی طلب کی ذریعے سے اس عشرے کی برکتوں سے مستفید ہوسکتے ہیں۔

ہمارے سفر عمل کا اولین اور پہلا قدم یہ ہے کہ ہم توبہ کریں اپنی طاقتوں اور توانائیوں کے ساتھ اللہ کے آگے جھک جائیں۔ اللہ کی سرکشی اور بغاوت چھوڑ دیں۔ اللہ کے عشق اور محبت میں مست ہو جائیں اور اس کے آگے اس طرح گڑگڑائیں، روئیں اور تڑپیں کہ اللہ کو ہم پر ترس آجائے اور وہ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور ہمیں اپنی نعمتوں سے نواز دے۔ اللہ تعالےٰ خود فرماتا ہے:۔

یا ایھاالذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ویکفر عنکم سیاتکم ویغفر لکم واللہ ذوالفضل العظیم

(الانفال: 29)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم خدا ترسی اختیار کرو گے تو اللہ تمہارے لئے کسوٹی بہم پہنچا دے گا اور تمہاری برائیوں کو تم سے دور کرے گا اور تمہارے قصور معاف کرے گا۔ اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔)

عشرہ نجات

ماہ رمضان کا تیسرا عشرہ عذاب دوزخ سے نجات کا ہے ہر انسان کے لاشعور میں نیکی کی طلب اور بدی سے پرہیز کا رجحان موجود ہے۔ ایک ظالم اور غاصب کہ جو دوسروں کے حقوق کو غصب کرتا ہے۔ اور اس طرح اپنی فطرت کو مسخ کرلیتا ہے، اس کے سوا کوئی انسان ایسا نہیں جو یہ چاہتا ہو کہ نیکی بغیر اجر کے، بدی بغیر مکافات عمل کے اور ظلم بغیر داوری کے رہ جائے۔ ظالم اور غاصب فوری نتائج کو بھول جاتا ہے۔ صالح شخص کی تمنا ہوتی ہے کہ آخرت ضرور ہو تاکہ جن اعمال کی باز پرس اور جواب دہی اور جس ظلم کی داوری اس زندگی میں نہ ہوسکے، بعد از مرگ زندگی میں ان اعمال کی جزا و سزا ضرور ملے۔

انسان آخر خطا کا پتلا ہے، اسی لئے زندگی عذاب دوزخ سے محفوظ رہے۔ آخرت کا یقین، یعنی انسان کو اعمال کی بازپرس اور جواب دہی اور جزاوسزا پر یقین ہو تو یہ یقین اسے گناہ کے ارتکاب سے بھی بچاتا ہے۔ اور اگر گناہ سرزد ہو جاتے تو اسے توبہ استغفار سے معافی کی امید بھی ہوتی ہے۔

روزہ جو ایک عبادت ہے، اس کے ذریعے سے انسان کی ایسی تربیت ہوتی ہے کہ وہ نظم و ضبط کا پابند ہو جاتا ہے روزے دار کی زندگی تقوی سے معمور ہو جاتی ہے۔ تقویٰ پیدا ہو جائے تو مزاج اور طبیعت میں معصومیت کی زندگی سے پرہیز داخل ہو جاتا ہے۔ بروزے دار جو طلوع سحر سے لے کر غروب آفتاب تک اللہ تعالے کی رضا کی خاطر خود کو کھانے پینے سے روکے رکھتا ہے۔ روزے کی عبادت کے اثر سے اپنے نفس کو نظم وضبط سے روکے رکھتا ہے، روزے کی عبادت کے اثر سے اپنے نفس کو نظم وضبط کا عادی بنالیتا ہے۔ اس طرح اس کا کردار اتنا اعلیٰ اور مستحکم ہوجاتا ہے کہ وہ ناجائز اعمال کا ارتکاب کرنے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ وہ وہی اعمال اختیار کرتا ہے کہ جواللہ تعالیٰ کو پسند ہیں۔ اخلاقی اعمال پر تو ایمان باللہ کے بغیر بھی عمل ہو

دورِ جدید میں بہترین فنی و عملی مہارت و اعلیٰ صلاحیتوں

قومی تعمیر و ترقی اور خوشحالی میں پیش پیش

عبدالحفیظ اینڈ کمپنی

چیف ایگزیکٹو

ہیڈ آفس:

حمید پلازہ بنک روڈ

راولپنڈی صدر

فون ۵۶۳۴۰۰

منجانب: عبدالحفیظ چوہدری

عبدالحفیظ چوہدری صدر گورنمنٹ کنٹریکٹرز ایسوسی ایشن بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ

۱۱۰- آدم جی روڈ راولپنڈی

سینئر وائس چیئرمین

فیڈریشن آف پنجاب کنٹریکٹرز لاہور

سکتا ہے اور نیکی کی خاطر نیکی بھی انجام دی جا سکتی ہے۔ مگر ایمان باللہ کے بغیر غلطیوں کی تلافی اور گناہوں پر طلب مغفرت کی فکر پیدا نہیں ہوتی۔ ایمان باللہ اور ایمان بالا آخرت کے بغیر حق و باطل کی کشمکش میں جان دینے کا ولولہ بھی پیدا نہیں ہوتا۔

آخرت کے عذاب یعنی دوزخ سے نجات کے لئے اللہ تعالیٰ پر ایمان اور رسالت کا اقرار ضروری ہے۔ اس پر اس معنی میں یقین ہو کہ اللہ تعالےٰ ہی وہ ذات ہے جس کی قدرت، حکمرانی اور قانون اس کائنات میں متصرف ہے اور اس کے مقابلے میں باطل کی کوئی حیثیت نہیں۔ اللہ جو انسان اور کائنات کا خالق ہے، وہی انسان کو اس کی ساری غلطیوں اور خطاؤں کے باوجود محض اس کے احساس ندامت پر عذاب آخرت سے محفوظ رکھتا ہے۔

شب قدر

رمضان المبارک کے فضل و شرف کا ایک عظیم ترین پہلو یہ بھی ہے کہ اس کے دامن میں ایک تاریخ ساز رات کے زریں لمحات ہیں وہ ایسی فضیلت اور برکت والی رات ہے کہ جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے اور اسے نزول قرآن کی رات قرار دیا گیا ہے۔ مفسرین اور محدثین نے اس رات کی فضیلت اور عظمت کے مختلف اسباب بیان کئے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اس مبارک شب کی فضیلت کا ہر پہلو اپنے اندر گہری معنویت رکھتا ہے اس رات کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس میں تقدیروں کے فیصلے کیے جاتے ہیں۔ یہ تقدیریں افراد کی ہوں یا اقوام کی، ان کے فیصلے اسی رات کو ہوتے ہیں۔ ہم بہ الفاظ دیگر یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسی رات کو قوموں کے عروج وزوال اور افراد کے بننے اور بگڑنے کا فیصلہ ہوتا ہے۔

جب اس کرہ ارض پر حالات یہ تھے کہ انسان، انسان کا محکوم تھا۔ انسان نے انسانی غلامی کے طوق وسلاسل خود اپنے ہی ہاتھوں اپنی گردن میں ڈال رکھے تھے، وہ غلامی کی ذلتوں کے بوجھ تلے دب کر زندگی گزار رہا تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کو کہ جو رحمان اور رحیم ہے اور جو دانا اور حکیم ہے، انسان کی اس حالت زار پر رحم آیا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فیصلہ کیا کہ انسان کو استقلال اور حریت کا پروانہ عطا کیا جائے۔ مشیت ایزدی نے اپنے اس ارادے کی تکمیل کے لئے "شب قدر" کا انتخاب کیا۔ اس شب میں انسان اشرف ترین مخلوق قرار پایا اور اسے حریت کی اشرف ترین نعمت عطا ہوئی یعنی قرآن حکیم کا نزول ہوا۔

قرآن مجید کے نزول پر کفار قریش اور عام کفار کا جو ردعمل تھا وہ معلوم ہے۔ قرآن نے توحید کی دعوت دے کر ان کا اقتدار خاک میں ملا دیا اور ان کی ہوس رانیوں کے دورازے بند

رمضان المبارک
افضل ترین مہینہ ہے

کرکے ان کی بے مقصد زندگی کو لغو و لا حاصل قرار دے دیا۔ اس مقدس کتاب کی تعلیمات میں جو ہمہ گیری ہے وہ صرف قریش اور اہل مکہ کی قسمت بدلنے کے لئے نہیں بلکہ حق یہ ہے کہ ساری دنیا کی تقدیر بدلنے کے لئے ہے۔

سرور عالم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس مبارک رات میں جو کتاب اتاری گئی وہ ایسی تاریخی عظمت والی کتاب ہے کہ آج تک انسانوں کی فلاح و نجات کے لئے اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔ اس لحاظ سے اس کتاب عظیم کے نزول کی یہ یادگار رات انسان کے حق میں انسانیت ساز اور تاریخ ساز رات ہے کہ اس شب دنیا کی تقدیر بدل گئی۔ انسانی فلاح و کامرانی کا جو کام اس شب قدر میں ہوا وہ تاریخ عالم میں کبھی نہیں ہوا۔ اس لئے یہ رات تاریخ کی تمام راتوں سے افضل رات ہے۔

شب قدر کی فضیلت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق اس رات میں فرشتے اور حضرت جبریلؑ اپنے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں۔ یہ پوری رات ازشام تا سحر سلامتی کی رات ہوتی ہے۔ اس میں کسی شر کا دخل نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس تقدیر ساز رات کے متعلق باقاعدہ متنبہ کر دیا گیا کہ تم نادانی سے اسے معمولی رات نہ سمجھ لینا۔ اس شب میں اپنے عمل کا احتساب کرنا، پروردگار عالم کے حضور اپنی منعفرت کی درخواست پیش کرنا اور قرآن مجید کی تعلیمات پر ایمان و اعتقاد کی نئی قوتوں کے ساتھ عمل کی تجدید کرنا۔

حدیث میں وارد ہے کہ اسی مبارک رات میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبریلؑ کو قرآن پاک سناتے تھے۔ ترمذی اور ابن ماجہ نے یہ حدیث بھی بیان کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بدنصیب ہے وہ شخص جس نے یہ متبرک رات پائی اور اپنے رب سے اپنے لئے پروانہ مغفرت حاصل نہ کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مقدس رات اللہ تعالیٰ کے قلزم رحمت کے تموج کی وہ رات ہے جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں ملتی۔ اس رات سے پہلے کتابوں کا نزول ہوا تو ان کی مخاطب ساری دنیا نہیں تھی۔ اس سے پہلے انبیاء کی بعثت ہوئی تو ساری دنیا کے لئے نہیں ہوئی۔ پوری انسانی تاریخ میں محض یہ ایک ایسی انوکھی، خوبصورت اور بابرکت رات ہے جب رحمت الٰہی نے ہمیشہ کے لئے پوری کائنات کا احاطہ کر لیا اور اپنے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا آخری پیغام اس طرح نازل فرمایا کہ وہ عالم گیر اور ہمہ گیر تھا جس سے اس کائنات کی تقدیر سنور گئی اور حق وباطل میں ہمیش کے لئے امتیاز قائم ہوگیا۔

کرم یہ ہے کہ اس رات کی مبارک ساعتوں سے ہر سال رمضان میں ہم نوازے جاتے ہیں تاکہ ہم قوموں کے بداعمالی کے انجام سے عبرت حاصل کریں اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کے لئے یہ جان و دل آمادہ ہو کر اس نعمت بے کماں پر اس کے حضور سجدہ شکر پیش کریں اور کہیں کہ الٰہی! تو عفو و درگزر کو پسند فرماتا ہے ہمارے گناہوں سے بھی درگزر فرما۔

بے نظیر اور آصف زرداری پاکستان بیچ کر بھاگ جائیں گے

شہید بھٹوؒ کا وارث میں ہوں

بے نظیر زرداری لوٹ مار اور کرپشن کی سیاست

کر رہی ہیں، پیپلز پارٹی شہید بھٹو گروپ کے چیئرمین
میر مرتضیٰ بھٹو کا خصوصی انٹرویو

انٹرویو: صدیق القادری

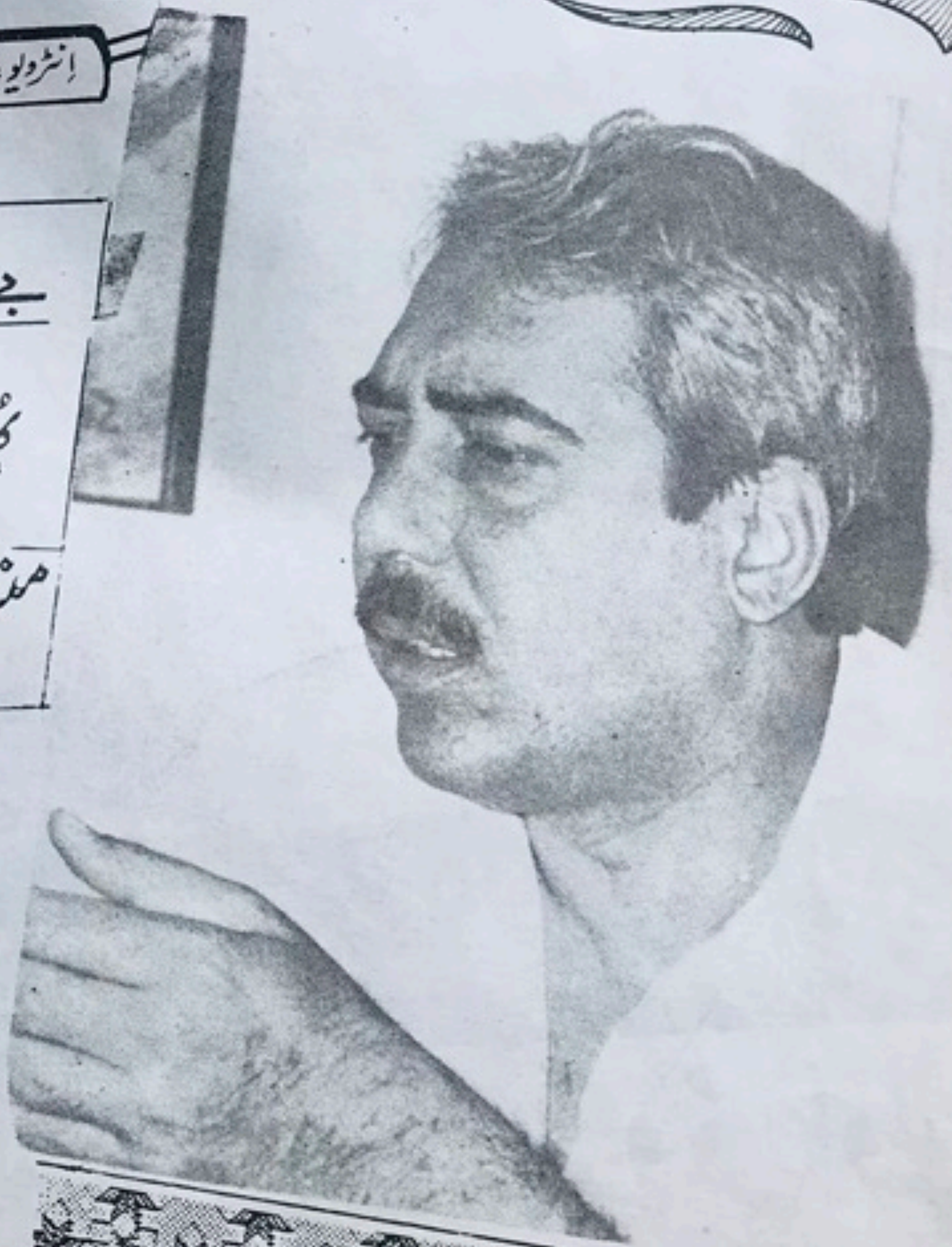

بے نظیر کا نہیں
بھٹو شہید کا
منشور ہمارا ہے

بلیک پرنس بھٹو خاندان اور پاکستان کے لیے رسوائی ہے

میر مرتضیٰ بھٹو پاکستان کی سیاست میں نیا نام نہیں ہیں لیکن ان کا باقاعدہ سیاسی کردار حال ہی میں شروع ہوا ہے۔ وہ سیاسی طور پر تو متنازعہ تھے ہی لیکن پاکستان آنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ خاندانی طور پر بھی متنازعہ شخصیت ہیں وہ اس وقت ملک سے باہر گئے جب پیپلز پارٹی زیر عتاب تھی ان کے والد ملک کی تاریخی سیاسی شخصیت ایک امتحان سے دوچار تھی ان کی جلاوطنی کے دوران ہی بھٹو شہید کر دیئے گئے اور اس عدالتی قتل کے بھائی ان کے بھائی میر شاہ نواز بھٹو کو سازش کے ذریعہ قتل کر دیا گیا۔ پاکستان میں ان کی آمد کے دروازے بند تھے چند سال قبل انہوں نے اس وقت پاکستان آجانے کا فیصلہ کیا جب ان کی بہن محترمہ بینظیر بھٹو ملک کی وزیر اعظم تھیں وہ سندھ اسمبلی کے رکن منتخب ہو چکے تھے آتے ہی انہیں جیل میں ڈال دیا گیا جیل سے رہائی کے بعد ان کا سیاسی کردار شروع ہوتا ہے انہوں نے کچھ عرصہ قبل اپنی بہن سے کھلا اختلاف کرتے ہوئے اپنے والد کی سیاسی جماعت پیپلز پارٹی (شہید بھٹو گروپ) کی بنیاد رکھی وہ اس وقت شہید بھٹو گروپ کے چیئرمین ہیں انہوں نے کئی مقدمات کا سامنا کیا۔ جن میں ملک کی عدالتوں نے انہیں باعزت طور پر بری کیا انہیں سرکاری پیپلز پارٹی میں شامل ضیاء الحق کے ساتھیوں کی شمولیت سخت ناگوار گذرتی ہے اس کے علاوہ وہ کئی امور پر پیپلز پارٹی (بینظیر گروپ) سے سیاسی اختلافات رکھتے ہیں لیکن انہوں نے محترمہ بینظیر بھٹو کے ساتھ سیاسی مفاہمت کے دروازے بند نہیں کئے ان کی سیاست میں "سندھی ازم" کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے لیکن وہ سیاست پاکستان کی کرتے ہیں ان کا لب و لہجہ شہید ذوالفقار علی بھٹو سے بہت ملتا جلتا ہے لیکن انہیں شہید ذوالفقار علی بھٹو کی طرح اچانک سیاسی پذیرائی حاصل نہیں ہو سکی۔ سیانے کہتے ہیں کہ "درختوں کی جگہ درخت پیدا نہیں ہوتے" اس لئے محترمہ بینظیر بھٹو ہوں یا مرتضیٰ بھٹو وہ بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ہونے کے باوجود سیاسی بصیرت اور قائد کے حوالے سے شہید بھٹو ہرگز نہیں ہیں سرکاری پیپلز پارٹی کی حکمت عملی کے باعث لوگ عام طور پر اور پیپلز پارٹی کے کارکن خاص طور پر سرکاری پارٹی کی قیادت سے بدظن ہو چکے ہیں ایسے حالات میں میر مرتضیٰ بھٹو ان سیاسی کارکنوں کی امیدوں کے مرکز بن کر ابھرے تھے۔ اور آج بھی میدان سیاست میں موجود ہیں انہیں اس میدان میں کیا کامیابیاں حاصل ہوئی ہیں اس کا تجزیہ پھر کسی وقت کیا جائیگا فی الحال آپ ان کے خیالات ملاحظہ کیجئے جن کا اظہار انہوں نے راقم الحروف کے سوالوں کے جواب میں کیا سوال و جواب من و عن قارئین کی خدمت میں حاضر ہیں۔

سوال:۔ میر مرتضیٰ بھٹو صاحب! لوگوں کو آپ سے بہت سی توقعات ہیں ماضی میں بھی عام لوگوں نے سیاستدانوں کے ہاتھوں بہت دھوکے کھائے ہیں اب آپ یہ بتایئے کہ آپ نے لوگوں کا اعتماد بحال کرنے اور ان کی توقعات پر پورا اترنے کے لئے کون سا پروگرام ترتیب دیا اور کیا لائحہ عمل ہے کہ لوگ آپ کے ساتھ آئیں اور ملک کی تقدیر بدل جائے۔ یہ بھی بتایئے کہ آپ نے جو منشور دیا تھا وہ کن مراحل میں ہے۔ یہ بھی وضاحت کیجئے کہ سیاسی طور پر آپ اس وقت کہاں کھڑے ہیں۔

جواب:۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم نے ملک کے اندر واپس آتے ہی اس پیپلز پارٹی کو بحال کیا ہے جو شہید ذوالفقار علی بھٹو کی پیپلز پارٹی تھی اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ سرکاری پیپلز پارٹی نے شہید ذوالفقار علی بھٹو کے منشور پر عمل نہیں کیا۔ اور ہمیں کہیں ان کے منشور پر عملدر آمد ہوتا نظر نہیں آتا سرکاری پیپلز پارٹی کی اب جو قیادت ہے وہ تو کہتی ہے کہ غریب طبقہ ہے ہی نہیں پاکستان میں ان کا سیاسی جائزہ یہ ہے کہ جو کارکن ہیں پاکستان کے مزدور اور طالب علم ہیں وہ بھی مڈل کلاس ہیں۔ سرکاری پیپلز پارٹی کا سیاسی جائزہ غلط ہے تو پھر ان کا منشور اور پروگرام کتنا نقصان دہ ہوگا اس کے بارے میں لوگ اور آپ خود سوچ سکتے ہیں۔ شہید بابا نے تو پارٹی بنائی تھی کسانوں ہاریوں مزدوروں طالبعلموں کی رہنمائی کے لئے ان کے حقوق کے حصول کے لئے لیکن آج ان طبقات کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔ سرکاری پیپلز پارٹی تو ان طبقات کو تسلیم نہیں کرتی اگر تسلیم نہیں کرتی تو ان کی بہتری کے لئے اقدامات کیوں کرے گی پیپلز پارٹی تو غریب طبقوں کے لئے بنی تھی سرکاری پیپلز پارٹی کسی کو مظلوم مانتی ہی نہیں ظاہر ہے اس کی پالیسی کیا ہوگی وہ تو کوئی ایسی پالیسی نہیں دیگی جو مظلوم طبقوں کے مفاد میں ہو ان حالات میں میں یہ کہتا ہوں کہ سرکاری پیپلز پارٹی مڈل کلاس وڈیروں اور سرمایہ داروں کی پارٹی ہے جو کردار مسلم لیگ ادا کر رہی تھی وہ آج پیپلز پارٹی سرکاری گروپ ادا کر رہا ہے دونوں کے کردار میں ذرا بھر بھی فرق نہیں ہے جس طرح قائد اعظم کی وفات کے بعد مسلم لیگ بٹ گئی تھی اور اس کی سیاسی قوت جاگیردار اور سرمایہ دار بن گئے تھے اسی طرح شہید بھٹو کے قتل کے بعد اب سرکاری پیپلز پارٹی جاگیردار اور سرمایہ داروں کی جماعت ہے اب تو دونوں میں مسلم لیگ اور سرکاری پیپلز پارٹی میں کوئی فرق ہی نہیں رہا ایک کہتا ہے کہ ہم حکومت کریں گے اور پیسہ بنائیں گے دوسرا کہتا ہے کہ ہم حکومت کریں گے اور پیسہ بنائیں گے یہ حال ہے منشور میں کوئی فرق نہیں ہے دونوں کا منشور ایک ہی ہے اس حد تک ان کا منشور غلط ہے کہ پہلے جو پارٹیاں رجعت پسند کہلواتی تھیں ان میں سے بعض کا منشور مسلم لیگ اور سرکاری پارٹی سے بہتر ہے دوسرا سوال کیا تھا آپ کا

سوال:۔ وہ سوال یہ تھا کہ آپ اس امر کی وضاحت کریں کہ سیاسی طور پر آپ آج کس مقام پر کھڑے ہیں

جواب:۔ یعنی آپ یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ہم رائیٹ پہ ہیں لیفٹ پہ ہیں یا سنٹر میں آپ جو مرضی لیبل دیں خواہ وہ لیفٹ کا ہو، رائیٹ کا لیکن ہم وہی باتیں کریں گے جو شہید بابا کہا کرتے تھے اور وہ ہے

"جنرل ضیاء کا اسلام

امریکی وائٹ ہاؤس کا اسلام تھا"

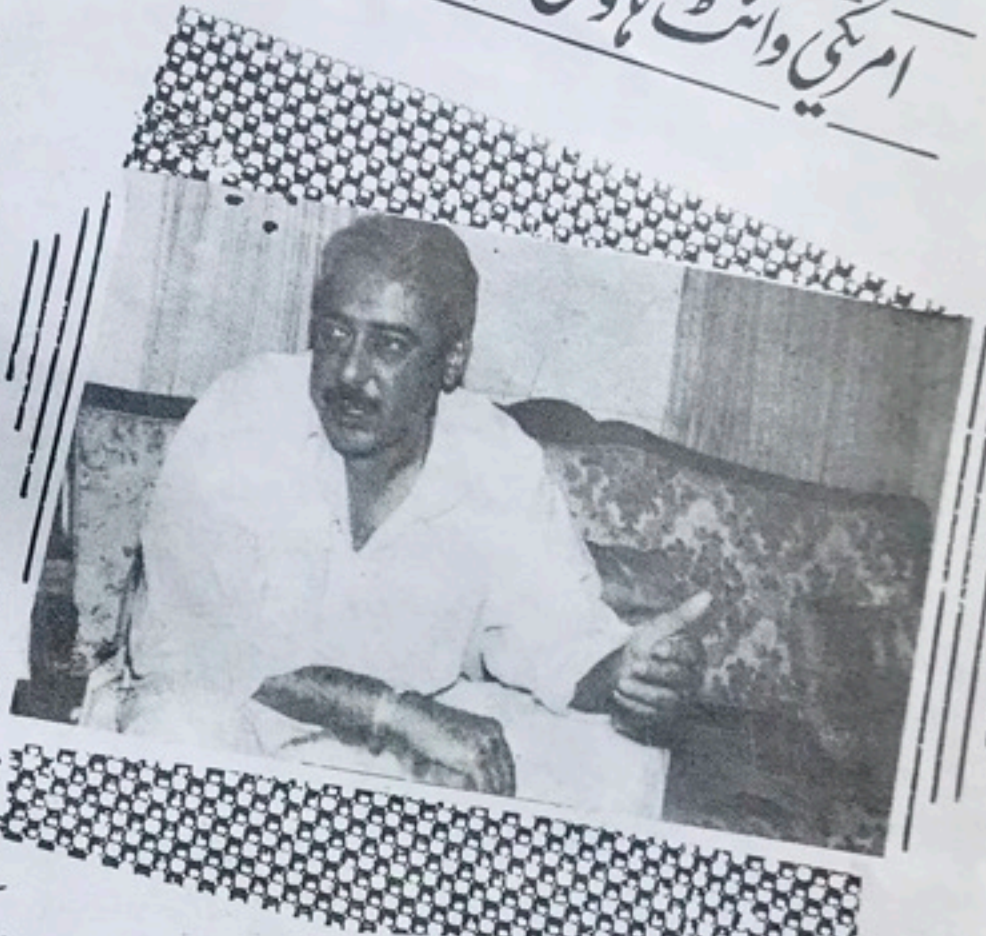

مزدور کی، کسان کی، طالبعلموں کی بھلائی اور بہتری

سوال :۔ میرا مقصد یہ تھا کہ آپ نے اس وقت پاکستان کے عوام کو "لیڈ" کرنا ہے اور لیڈ کرنے کے لئے کوئی منشور یا پروگرام دینا ہے ہم آپ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ آپ اس وقت سیاسی لحاظ سے کہاں کھڑے ہیں۔ تاکہ عوام کو رہنمائی مل سکے۔

جواب :۔ دیکھئے ناں! میں تو اپنے آپ کو کوئی لیبل نہیں دوں گا میں تو یہ نہیں کہوں گا کہ ہم رائیٹ کی سیاست کرتے ہیں یا لیفٹ کی میں تو اپنے آپ پر کوئی لیبل چسپاں نہیں کروں گا۔ سیاسی طور پر ہم مظلوم طبقے کی بات کریں گے مہنگائی کی بات کریں گے ہم بے روزگاری کی بات کریں گے ۔ ہم صوبائی خود مختاری کے بارے میں بات کریں گے یہ ہمارا نعرہ بنیادی نعرہ ہے روٹی کپڑا اور مکان ہم اس کے بارے میں بات کریں گے اس میں لیبل لگانا پھر آپ کا کام ہے کہ یہ رائیٹ ہے یا لیفٹ۔

سوال :۔ ہم آپ سے یہ پوچھنا چاہیں گے سندھ کے علاوہ پورے پاکستان میں کیا آپ کو وہ پذیرائی ملی ہے جس کے آپ حقدار ہیں اور کیا آپ ہی حقدار؟

جواب :۔ سائیں میں تو یہ نہیں کہوں گا کہ میں حقدار ہوں البتہ اتنا میں کہہ سکتا ہوں کہ سندھ کا میں نے تفصیلی دورہ کیا ہے اس سلسلہ میں ہم جہاں بھی گئے جس علاقے میں بھی گئے ہمارا بہت پرجوش استقبال کیا گیا لوگوں نے جس محبت کا اظہار کیا وہ ہماری توقع سے بھی زیادہ تھا اس کے بعد ہم لوگ فرنٹیئر گئے میں وہاں کے دورے کر چکا ہوں بے انتہا لوگوں نے ہمارے ساتھ محبت اور ہمدردی کا اظہار کیا۔ پنجاب میں بھی گیا ہوں جہاں بھی ہم گئے اس پورے ملک میں ہمیں پذیرائی ملی ہے یہ الگ بات ہے کہ پریس پر دباؤ ہے اور خبریں مسخ کر کے شائع کی جاتی ہیں یا سرے سے شائع ہی نہیں کی جاتیں لیکن میرے ساتھیوں کی اور میری اپنی رائے یہ ہے کہ ہمیں اپنی امیدوں سے زیادہ بہتر نتائج حاصل ہوئے ہیں ۔ اب انشاللہ عید کے بعد بلوچستان کا بھی دورہ ہوگا۔ وہاں بھی لوگ ہمارے منتظر ہیں۔

سوال :۔ میر صاحب آپ پر ایک الزام ہے کہ قائد عوام کی پھانسی کے بعد آپ نے تشدد کا راستہ اختیار کیا۔ اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

جواب :۔ یہ الزام اگر کوئی لگانا چاہتا ہے تو پہلے وہ یہ دیکھے کہ ضیاء نے کس طرح کا ظالمانہ رویہ اپنایا آئین کو توڑ دیا اس نے ملک کے پہلے منتخب وزیر اعظم کو قتل کیا عدلیہ کو ختم کر دیا برباد کر دیا لوگوں کو پھانسیاں دیں کوڑے لگائے عقوبت خانے آباد کئے پورے ملک میں دہشت گردی پھیلی ہوئی تھی دہشت گرد و جنرل ضیاء تھے ہم نے ان کے جواب میں اگر مزاحمت کی تو اسے دہشت گردی نہیں کہا جا سکتا یہ تو ہمارا قانونی اور سیاسی حق تھا کہ ہم اپنا دفاع کریں ہم نے جو دفاعی طرز عمل اپنایا وہ تو ہمارا قومی فریضہ تھا ہم پر یہ ڈیوٹی عائد تھی کہ اخلاقی طور پر ہم اس قسم کے دہشت گرد ٹولہ کی حکومت کا مقابلہ کرتے سو ہم نے مقابلہ کیا دہشت گردی کا الزام ہم پر نہیں لگایا جا سکتا دہشت گرد تو جنرل ضیاء اور ان کے ایجنٹ تھے ہم نے تو دفاع کیا تھا آپ ہمیں مجاہد کہہ سکتے ہیں دہشت گرد نہیں۔

سوال :۔ میر صاحب! یہ بتایئے کہ قائد عوام کی پھانسی کے بعد جمہوری جدوجہد سفر میں جن عام کارکنوں نے بے مثال قربانیاں دیں انہیں کیا صلہ ملا کیا آپ بھی ان لوگوں کے ساتھ وہی رویہ اختیار کریں گے جو ماضی میں کیا جاتا رہا ہے؟

جواب :۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سیاسی کارکنوں نے بے مثال قربانیاں دیں ہم ان کے ساتھ ایسا رویہ نہیں اپنائیں گے جو سرکاری پیپلز پارٹی نے اپنا رکھا ہے ہم نے تو شہید بھٹو کی سیاسی جماعت ہی

ان کارکنوں کو احترام دینے اور ان کے نظریات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے از سر نو بحال کی ہے مجھے تو اس سلوک پر خود دکھ ہے لوگوں نے جان دی جیلوں میں گئے خود تباہ ہوئے افراد نہیں خاندانوں کے خاندان جمہوری جدوجہد میں برباد ہو گئے ۔ موجودہ سرکاری پیپلز پارٹی نے ان قربانیاں دینے والوں کے ساتھ جو سلوک کیا وہ ایک دھوکہ یا فریب نہیں بلکہ میرے نزدیک تو یہ تاریخی دھوکہ اور تاریخی فراڈ ہے اسکی ماضی کے اندر دنیا کی سیاسی تاریخ میں بھی کوئی مثال نہیں ملتی پیپلز پارٹی کے کارکنوں نے انتہائی قربان دی اور سرکاری پیپلز پارٹی کے لیڈروں نے انتہائی فریب سے کام لیا اور انتہائی بڑھ چڑھ کے دھوکہ دیا ایسی مثال دنیا کی سیاسی تحریکوں میں نہیں مل سکے گی نہ ایسی قربانی کی مثال ہے اور نہ ہی اس فریب اور دھوکہ کی خدانخواستہ میں کبھی ایسے دوستوں کو نظر انداز نہیں کروں گا اور کارکنوں کو ان کا جائز مقام ہر صورت میں ملے گا۔

سوال :۔ اچھا تو آپ یہ بتائیں کہ پاکستان کے عوام نے قائد عوام کی تعلیمات کی روشنی میں جو خواب دیکھتے تھے کیا محترمہ بینظیر بھٹو ان خوابوں کی طرف کوئی پیش قدمی کر رہی ہیں۔

جواب :۔ نہیں ۔۔ بالکل نہیں : وہ تو بھاگ رہی ہیں عوام کے خوابوں سے دور ہٹ رہی ہیں وہ خواب تو ہم پورا کریں گے ہماری تنظیم پورا کریگی ہماری پارٹی پورے کریگی یہ جو سرکاری پیپلز پارٹی ہے یہ تو شہید بھٹو کے راستہ سے ہٹ گئی ہے اس نے تو راستہ ہی دوسرا اختیار کر لیا ہے وہ تو خود خواب دیکھ رہے ہیں اور ان کے تو اپنے خواب پورے ہو رہے ہیں انہیں عوام کے خوابوں سے کیا غرض ہو سکتی ہے وہ تو اپنے ہی خواب دیکھتی ہیں اور اپنے ہی خواب پورے کرتی ہیں

سوال :۔ میر صاحب! یہ بتایئے کہ قائد عوام شہید ذوالفقار علی بھٹو کے قاتلوں کو اقتدار میں محترمہ بینظیر بھٹو کے ساتھ دیکھ کر آپ کیا محسوس کرتے ہیں

جواب :۔ میں نے عرض کیا ناں کہ قوم اور پارٹی کے ساتھ اور اس کے بانی کے ساتھ ایک تاریخی دھوکہ کیا گیا ہے کہ جنہوں نے تو قربانیاں دیں ان کو ایک طرف پھینک دیا گیا جو شہید بھٹو کے قتل میں ملوث تھے اور جنہوں نے ظلم کئے انہیں بہادری کے تمغے دیئے گئے اس سے بڑا ظلم تو کوئی نہیں ہو سکتا ظاہر ہے میرا دل جلتا ہے نفرت بھی ہوتی ہے خفا بھی ہوتے ہیں ہم لیکن خفا ہونا اس کا حل نہیں یہی وجہ ہے کہ ہم نے ایک سیاسی پروگرام بنایا ہے اور اس پر عمل کرنا ہو گا تاکہ فریب اور دھوکہ کی سیاست سے نجات حاصل کی جائے اور لوگوں کو اس دھوکہ سے نجات دلا کر ان کے حقوق حاصل کئے جائیں ہم نے پارٹی بحال کر دی ہے آپ دیکھیں گے یہ جو ابن

ایٹمی پروگرام پر

بے نظیر کی سودے بازی

شہید بھٹو کے خون سے غداری ہے

الوقتوں کی سرکاری پیپلز پارٹی ہے اس کو سیاسی میدان میں مار دیں گے۔

سوال :۔ پیپلز پارٹی کے بنیادی نعرے روٹی کپڑا اور مکان پر لوگ کیا آج بھی آپ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں اب سیاسی رویے بدل چکے ہیں اور حالات بھی کیا لوگ آج بھی اس نعرہ کو پسند کرتے ہیں؟

جواب :۔ دیکھئے جی ۔۔ سیاسی عمل تو ایک تسلسل ہوتا ہے اس سیاسی عمل میں مکمل رکاوٹ نہیں ہوتی اور ہمیشہ چلتا نہیں رہتا سیاسی عمل کبھی تیزی سے آگے بڑھتا ہے اور کبھی اس کے راستہ میں رکاوٹیں آجاتی ہیں کئی دفعہ سیاسی جدوجہد کرنے والوں کو پیچھے دھکیل دیا جاتا ہے۔ لیکن نظریہ کبھی تبدیل نہیں ہوتا نہ ہی آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ کوئی نظریہ اب "آوٹ آف فیشن" ہو گیا ہے اس لئے اس نظریہ کو ہی ترک کر دیا جائے نظریہ پر یا تو عمل مکمل ہو جاتا ہے یا پھر نظریہ پر عملدرآمد کے لئے جدوجہد کی جاتی ہے روٹی کپڑا اور مکان کا نعرہ ایک نظریاتی نعرہ ہے اس پر مکمل انداز سے عملدرآمد نہیں ہوا لوگوں کو آج بھی اس کی ضرورت ہے بلکہ زیادہ شدت کے ساتھ ضرورت ہے یہ سرکاری پارٹی کہتی ہے شہید بھٹو نے جو اصول دیئے تھے وہ "آوٹ آف فیشن" ہو گئے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا "کیسے آوٹ آف فیشن" ہو گئے۔ نظریہ کوئی فیشن تھوڑی ہوتا ہے اصل بات یہ ہے کہ سرکاری پارٹی نے اس پر عمل نہیں کیا ہم روٹی کپڑا اور مکان کے نعرے پر عمل کریں گے اور لوگوں کو یہ حقوق لیکر دیں گے ۔ سرکاری پارٹی تو غریب کو مانتی نہیں روٹی کپڑا اور مکان کو آوٹ آف فیشن کہتی ہے آپ شہروں میں دیکھیں یا دیہاتوں میں لوگوں کو تو پینے کا پانی نہیں ملتا دو وقت کی روٹی نہیں ملتی ۔۔۔ تن ڈھانپنے کو کپڑا نہیں ان کے اپنے مفادات ہیں یہ شہید بھٹو کے اصولوں کو قتل کر رہے ہیں ہم انہیں قتل عام" کی اجازت نہیں دیں گے اور غریبوں کے حقوق حاصل کر کے دم لیں گے "روٹی کپڑا اور مکان "تو ایک علامتی نعرہ ہے لوگوں کے بے شمار مسائل ہیں اور یہ حل کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے دیانتدار اور مخلص قیادت کا ہونا بہت ضروری ہے آپ سندھ ' سرحد اور بلوچستان کے دیہاتوں میں جائیں لوگوں کی حالت دیکھیں بینظیر پتہ نہیں کہاں کے لوگوں کو مڈل کلاس کہتی ہیں لوگ کسمپرسی کی زندگی گذار رہے ہیں ۔ اور حکمران عیاشی کر رہے ہیں ہر شعبے میں کمشن کی سیاست چل رہی ہے سرکاری پارٹی نے بنیادی اصولوں تک چھوڑ دیئے ہیں سوشلزم ہماری حقیقت ہے کا اصول تھا روس میں سوشلزم اور کیوبا میں سوشلزم کو نئے تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جا رہا ہے ہمیں بھی ایڈجسٹمنٹ کرنا ہوگی لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اب سوشلزم کے کوئی معنی ہی نہیں ہیں یا نظام ہی نہیں یا اس کی تو اب ضرورت ہی نہیں مثال کے طور پر سوشلسٹ ڈاکٹری

بے نظیر کے ساتھ
شہید بھٹو قاتل ہیں

ایڈیٹر انچیف یوتھ انٹرنیشنل صدیق القادری میر مرتضیٰ بھٹو
کے ساتھ دوران انٹرویو!

کے بغیر اگر آپ پبلک ہیلتھ کا نظام چلائیں تو آپ کا پورا سسٹم ختم ہو جائے گا اگر کرپشن نہ ہو تو لوگ ایماندار حکومت کے اقدامات سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں سوشلزم کے اصول روس میں بھی استعمال کئے جا رہے ہیں ناروے میں بھی استعمال کئے جا رہے ہیں ہر جگہ پر کسی نہ کسی حد تک عمل ہو رہا ہے اس وقت تک سوشلزم کی ضرورت رہے گی جب تک غربت رہیگی آج بھی سوشلسٹ نظام کے حامی ہیں ہم سوشلزم میں تھوڑی بہت تبدیلی کریں گے کیونکہ بہرحال چالیس پچاس سال گذر چکے ہیں اس لئے کچھ تبدیلیاں حالات کے تابع کرنا پڑیں گی ہم سوشلزم کے بنیادی فلسفہ میں کوئی تبدیلی نہیں کریں گے۔

سوال :۔ یہ بتایئے کہ موجودہ قتل و غارت گری، غربت و افلاس اور ملکی مسائل کے حل کا آپ کی پارٹی کے پاس کیا پروگرام ہے؟

جواب :۔ میرے نزدیک سب بیماریوں کا علاج کرپشن کا خاتمہ ہے جب تک ایماندار حکومت نہیں ہوگی لوگوں کے مسائل حل نہیں ہوں گے مثلاً" آپ نے سب پلینز خریدنے ہیں ون بلین ڈالرز یہ ہوتے ہیں ایک ہزار ملین ڈالرز اس پر ایک پارٹی کو کمشن ملا ہے پچیس ملین ڈالرز یہ صرف ایک پارٹی کو ملا ہے ابھی ایک دو اور مثالیں دیکھیں محکمہ ریلوے نے حکومت کو ایک سفارش بھیجی ہے کہ ہمارے پورے ملک کو ریلوے کا جدید ترین نظام دے سکتے ہیں جسکے لئے کراچی سے لیکر خیبر تک پچیس ملین ڈالرز درکار ہیں - اس بجٹ میں فسٹ کلاس سہولتیں دی جا سکتی ہیں ریلوے کو پچیس ملین ڈالر نہیں ملے لیکن ایک آدمی کو کمشن پچیس ملین ڈالر مل گیا ہے لوگوں کے حالات کیسے ٹھیک ہوں گے امن و امان کا مسئلہ کیسے حل ہو گا عوام کو سہولتیں کیسے ملیں گی خوشحالی کیونکر آئے گی اس کے لئے کرپشن کو ختم کرنا پڑے گا۔ ایک آدمی کھا رہا ہے پورا ملک گروی پڑتا جا رہا ہے یہ کہاں کی سیاست ہے ہم دیانتدار قیادت آگے لائیں گے اور ان کمشن خوروں کو لٹکائیں گے دنیا میں کرپشن کا تناسب یہ ہے کہ جہاں پر بدترین کرپشن ہے وہاں سو میں سے دس روپے افسر شاہی اور سیاستدان کھا جاتے ہیں ہمارے ملک میں سو سے نوے روپے تو سیاستدان اور کرپٹ لوگ کھا جاتے ہیں یہاں ترقی کیسے ہوگی کرپشن اور کرپٹ لوگوں کا خاتمہ تمام مسائل کا حل ہے اب ہم کہتے ہیں۔ بیمار انڈسٹری کو بحال کرو صنعتیں لگاؤ پرائیویٹائزیشن کرو لیکن یہ تو نہ کرو کہ دس کروڑ کی انڈسٹری آپ اپنے بندے کو دو لاکھ میں دے دو ---- یہ کہاں کی سیاست ہے اور کہاں کی خدمت۔ ہم ایسے لوگوں کا محاسبہ کریں گے پاکستان کی سرزمین پر بہت زیادہ وسائل ہیں قیادت دیانتدار ہو تو چند سالوں میں خوشحالی کا دور دورہ ہو سکتا ہے۔ ہم دیانتدار قیادت کو آگے لائیں گے۔ ہم بیمار انڈسٹری کو بحال کریں گے ترقیاتی کام کریں گے اس طرح بے روزگاری ختم ہو گی مہنگائی کم کرنے کی کوشش کریں گے اور لوگوں کی قوت خرید میں اضافہ کریں گے ہم مزدوروں کے لئے رہائشی سکیمیں بنائیں گے ۔ ہم مفت تعلیم کا اہتمام کریں گے بے گھروں کو گھر دیں گے کسانوں کو مفت زمینیں دیں گے ہمارے ہاں منصوبہ بندی نہیں اب دیکھتے ہیں ایک بات کرتا ہوں ملک کے پاس سرکاری زمین بہت ہے ہم پرائیویٹ بزنس مین کو کہیں گے زمین ہماری مشینری اور انتظامیہ تمہاری آؤ ہمارے ساتھ پارٹنر شپ کرو لوگ سرمایہ کاری کریں گے مزدوروں کو سہولتیں ملیں گی جب حکومت کی پارٹنرشپ ہوگی تو صنعت کار یا سرمایہ کار مزدوروں کا استحصال نہیں کر سکے گا ہمارے پاس ایسے بے شمار منصوبے ہیں جن پر عمل کر کے خوشحالی آ سکتی ہے لیکن اس کے لئے دیانتداری کا ہونا لازمی امر ہے ہم چکن، فشریز اور

دیگر فارمز کو انڈسٹریز بنا سکتے ہیں یہ تفصیلی پروگرام ہم عام جلسوں میں تو نہیں بیان کر سکتے اس کے لئے لٹریچر تیار کیا گیا ہے جسے عام کرنے کے لئے میڈیا کو بھی ہمارا ساتھ دینا چاہئے ہم وہ سب کچھ کریں گے جو ملک اور ملک کے عوام کے مفاد میں ہو گا اب ہمارے ہاں پالیسیاں ہی صحیح نہیں چل رہیں چاول اور گندم کی پالیسیوں کو ہی لے لیجئے اب چاول اور گندم کی پالیسیوں میں کیا ہو رہا ہے سنئے کوئی ٹینڈر نہیں آیا دو سال کے چاول بیچ دئے حکمرانوں نے انٹرنیشنل قیمت سے بھی ساٹھ فیصد کم حاصل کی اب یہ جو اندھیر نگری ہے چاول پیدا کرنے والے کو تو کچھ نہیں ملے گا سیاستدان کمشن لے لے گا اب اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملک کا زرمبادلہ ختم ہو چکا ہے اور اربوں روپے روزانہ ایک آدمی کی جیب میں جا رہے ہیں لیکن خزانہ خالی ہے اب جو گندم منگوائی جا رہی ہے اس میں کیڑے لگے ہوئے ہیں وہ ردی مال جو انٹرنیشنل مارکیٹ سے کباڑیا بھی نہیں خریدتا ہمارے لوگ اسے مہنگے داموں خریدتے ہیں اور کمشن بناتے ہیں

سوال :۔ میر صاحب یہ کہا جاتا ہے کہ جب محترمہ بینظیر بھٹو صاحبہ سندھ میں ہوتی ہیں تو قوم پرستی کی بات کرتی ہیں جب دوسرے صوبوں میں جاتی ہیں تو وفاق پرستی کا نعرہ لگاتی ہیں آپ یہ بتایئے کہ اس تضاد کی سیاسی وجوہات کیا ہیں

جواب :۔ دیکھئے آپ میرے اوپر یہ الزام نہیں لگا سکتے میں تو ہر صوبے میں ایک ہی بات کرتا ہوں آپ محترمہ کے بارے میں یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ وہ مختلف علاقوں میں مختلف باتیں کرتی ہیں میں نے کبھی سندھ میں نہیں کہا کہ خود مختاری ہونی چاہئے میں صوبائی خود مختاری کو ضروری سمجھتا ہوں اور اس کا اعلان ہر صوبے میں کرتا ہوں میرے قول و فعل میں کبھی تضاد نہیں رہا اور نہ کبھی آئندہ ہو گا محترمہ کی بات آپ چھوڑیں میں تو خود مختاری تمام صوبوں کے لئے چاہتا ہوں محترمہ کا کیا ہے وہ جب اقتدار میں نہیں ہوتی تو کہتی ہیں کہ کالا باغ ڈیم کی اجازت نہیں دیں گے جب اقتدار میں ہوتی ہیں تو کہتی ہیں کہ کالا باغ ڈیم بنائیں گے ہم یہ چاہتے ہیں کہ کالا باغ ڈیم بنائیں یا انڈس ڈیم اس میں چاروں صوبوں کو مطمئن کیا جانا چاہئے اور ایسے منصوبے اتفاق رائے سے بنائے جانے چاہئیں

سوال :۔ میر صاحب! آپ کالا باغ ڈیم کی مخالفت کرتے ہیں جبکہ حکومت کا موقف ہے کہ بجلی کی کمی دور کرنے کے لئے کالا باغ ڈیم کی ضرورت ہے آپ نے دنیا دیکھی ہے بجلی کے بغیر تو ترقی نہیں ہو سکتی یہ بتایئے کہ اس مسئلے کا حل کیا ہے

جواب :۔ اگر حکومت کالا باغ ڈیم بجلی کے لئے بنا رہی ہے تو پھر اس نے ستائیس تھرمل یونٹس کا معاہدہ کیوں کیا۔ دراصل معاملہ واضح ہونا چاہئے۔ جب

> سرکاری پارٹی میں
> مرتضیٰ کے
> قاتلوں سے سمجھوتہ نہیں ہوسکتا

حکمرانوں کی مرضی ہوتی ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ بجلی کے لئے بن رہا ہے کالا باغ ڈیم ---- جب مرضی ہوتی ہے وہ کہتے ہیں یہ پانی کے لئے ہے ہم پوچھتے ہیں ہمیں بتایئے تو سہی کہ کیا بلا بنا رہے ہو کہاں بنا رہے ہو اور کیوں بنا رہے ہو صورتحال یہ ہے کہ سندھ کو سب سے آخر میں پانی ملتا ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ سندھ کی مرضی کے بغیر کوئی ڈیم نہ بنایا جائے اب دیکھئے کئی ماہ سے سندھ میں پانی آتا ہی نہیں جس سے کسان پریشان ہو جاتا ہے اس کا انحصار بارش پر ہے بارش نہیں ہوگی تو قحط سالی ہو گی۔ دریائے سندھ میں اتنا پانی نہیں ہے کہ آپ ایک اور ڈیم بنا دیں ہاں یہ ہوتا ہے کہ کچھ مہینوں میں پانی زیادہ آجاتا ہے سیلاب آجاتا ہے اور کچھ مہینوں میں بالکل نہیں آتا ۔ سندھ پنجاب اور سرحد پہلے پانی لیتے ہیں جب زیادہ پانی آتا ہے تو ہم سیلاب سے تباہ ہوتے ہیں اور اگر نہیں آتا تو فصلیں جل جاتی ہیں ہمارا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر تو پانی کے لئے ڈیم بنانا ہے تو سندھ سے اجازت لو چونکہ مسئلہ کا سامنا ہمیں کرنا پڑتا ہے۔ اگر بجلی بھی حاصل کرنی ہے تو بھی ہم سے اجازت لی جانی چاہئے ہمارے پاس جگہ ہے نیچرل علاقے ایسے ہیں جہاں بجلی پیدا کی جا سکتی ہے ہمارے پاس ایسے وسائل اور مقامات ہیں کہ ہم پورے ملک کو بجلی مہیا کر سکتے ہیں جہاں تک پانی کا تعلق ہے تو باقی صوبوں کے لوگ اپنا پانی لے لیں باقی ہم جانیں ہمارا کام جانیں ہم کھولتے ہیں گیٹ یا بند رکھتے ہیں جب ہمارے ہاں سیلاب ہو گا تو ظاہر ہے ہم گیٹ بند ہی رکھا کریں گے جب پانی کی قلت ہو گی تو ہم کھول دیں گے یہ معاملہ سندھ کے ہاتھ میں سندھ کے کنٹرول میں دو کالا باغ نہ تو پانی کا مسئلہ ہے نہ بجلی کا اب دوسرے صوبوں کو پانی کا مسئلہ تو نہیں بجلی کا مسئلہ ہے تو ہماری بات مانئے ہم پورے ملک کو بجلی دیں گے

سوال :۔ میر صاحب! یہ بتایئے کہ آصف علی زرداری کی پیپلز پارٹی کے لئے کیا خدمات ہیں اور وہ کس بنیاد پر حکومت کرتے ہیں

جواب :۔ یار آپ اس بات کو بڑی اہمیت دیتے ہو اس کی اہمیت کیا ہے سب کو علم ہے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ وہ کابینہ کے اجلاسوں میں کیوں بیٹھتا ہے؟ وہ کچھ وزارتوں کو چلاتا ہے آج کل آپ کے پاس کئی محکموں کے منسٹر نہیں وہ ان کا منسٹر بنا پھرتا ہے جہاں پر وزیر ہیں بھی ان کے کام میں بھی وہ ٹانگ اڑاتا ہے حکم دیتا ہے وزارتوں کو چلاتا ہے کس حیثیت میں وہ یہ سب کچھ کرتا ہے وہ غیر ملکی دوروں پر جاتا ہے سب لوگ جانتے ہیں کہ اس کی اہمیت اتنی کیوں ہے آپ اتنی زیادہ اہمیت کیوں دیتے ہیں بلیکپرنس کو یچ پوچھیں تو وہ بلیک پرنس بھٹو خاندان اور پاکستان کی رسوائی ہے۔

سوال :۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ آپ کو تو چلو خود شہید ذوالفقار علی بھٹو نے پیپلز پارٹی کا ممبر بنایا اس کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا آصف زردار کا پیپلز پارٹی سے

جواب :۔ مجھے یہ علم نہیں کہ اس نے پیپلزپارٹی کی ممبر شپ حاصل کی بھی ہے یا نہیں مگر سرکاری پیپلزپارٹی کے ایم این اے ہیں بس ایم این اے ہے اگر یہ مان بھی لیا جائے تو اس سے زیادہ تو اس کی کوئی اہمیت نہیں ہونی چاہئے۔ اسی بنا پر وہ سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی میں بھی آنے والا ہے یہ تو سرکاری پارٹی ہے یہ محترمہ کی مرضی پر چل رہی ہے سرکاری پارٹی میں کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں اس پارٹی کا کوئی آئین نہیں کوئی منشور نہیں کوئی اخلاقیات نہیں ابھی آپ نے ذکر کیا تھا سرکاری پارٹی میں تو شہید بھٹو کے قاتل بھی بیٹھے ہوئے ہیں جب قاتل محترمہ کے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں تو پھر کوئی بھی آسکتا ہے۔

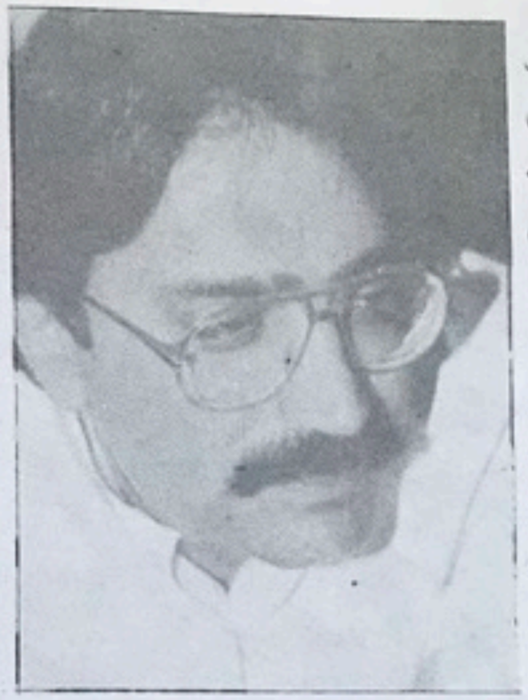

شہید بابا کے قتل میں ملوث بینظیر زرداری کی سرکاری پارٹی کے اہم ستون ہیں

سوال :۔ مستقبل میں اگر محترمہ بینظیر بھٹو کو اقتدار سے ہٹا دیا جائے تو اس کے بارے میں آپ کا کیا رد عمل ہو گا آپ کا کیا پروگرام ہو گا؟

جواب :۔ ہم نے اپنا پروگرام بنا لیا ہے اس میں اصولوں کی سیاست ہو گی نظریات کی سیاست ہو گی بینظیر اپنی حیثیت میں اقتدار میں ہے یا نہیں اس سے ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا وہ انفرادی حیثیت میں اقتدار میں ہیں کل کو اقتدار میں نہیں ہوں گی ہمارا نہ آج ان سے کوئی تعلق ہے نہ کل ہمیں کوئی فرق پڑیگا اگر آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ اقتدار سے فارغ ہونے کے بعد محترمہ آپ کے ساتھ بات کرنا چاہیں تو پھر ہمارا کیا رد عمل ہو گا تو میں جواباً" عرض کروں گا کہ جو اصول اور نظریاتی سیاست ہم کر رہے ہیں اس اصول اور نظریہ کے تابع ہو کر اگر کوئی بھی ہمارے ساتھ آنا چاہے تو ہم اپنے دروازے رکھیں گے لیکن شہید کے قاتلوں کو اپنی پارٹی میں شامل نہیں کریں گے۔ جنرل ضیاء کے ساتھی دہشت گردوں کو تو ہم اپنی پارٹی میں نہیں رکھیں گے

سوال :۔ میرے سوال کا مقصد یہ تھا کہ اگر انہیں اقتدار سے الگ کر دیا جائے تو آپ کا رد عمل کیا ہو گا

جواب :۔ ہاں اقتدار سے ہٹانے کے دو طریقے ہیں ایک آئینی اور دوسرا غیر آئینی اگر انہیں آئینی طریقہ سے ہٹا دیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا میں ذاتی طور پر تو ایجی ٹیشن نہیں سکتا لیکن اگر کوئی انہیں اقتدار سے ہٹا دیتا ہے تو میرا خیال ہے کہ انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ

> **سرکاری پارٹی**
> **مفاد پرستوں کا ٹولہ ہے**

انہوں نے بہت سی غلطیاں کی ہیں۔ البتہ میں انہیں غیر آئین طرقہ سے اقتدار کے الگ کرنے کا حامی نہیں ہوں۔

سوال :۔ کراچی آپ کا شہر ہے موجودہ حکومت نے کراچی کے مسائل کے حل کے لئے جو پیکیج دیا ہے آپ کے خیال میں کیا اس سے کراچی کے مسائل حل ہو جائیں گے آپ کے خیال میں کراچی کے مسئلہ کا حل کیا ہے

جواب :۔ دیکھئے پیکیج جو یہ ہے کہ ایک سو ایکس بلین کا ہے آٹھ یا دس ماہ ہو گئے ہیں جب یہ پیکیج اناؤنس کیا گیا تھا کہاں ہے وہ پیکیج کدھر ہے نظر آرہا ہے آپ کو کہیں اس رقم سے آپ پورا شہر نیا بنا سکتے تھے شہر کی ہر سڑک گھر ہسپتال تمام نظام زندگی ختم کر کے دوبارہ بنا سکتے تھے شہر کو تباہ کر کے اتنی رقم میں دوبارہ آباد کیا جا سکتا ہے مجھے تو اس پیکیج کے تحت ترقی ہوتی ہوئی کہیں نظر نہیں آئی ۔ بات تو وہی ہوئی ناں کہ سو میں سے نوے کھا جاتے تو دس روپے کراچی کی ترقی کے لئے مل جاتے لیکن پیکیج کے سلسلہ میں لگتا ہے کہ سو کے سو ہی کھا گئے ہیں

سوال :۔ میر صاحب آپ سندھ اسمبلی کے رکن ہیں یہ بتائیں کہ سندھ اسمبلی اور موجودہ حکومت عوام کی توقعات پر کیوں پورا نہیں اتر سکی؟

جواب :۔ کونسی سندھ کی حکومت ؟ اسے تو ریموٹ کنٹرول سے چلایا جا رہا ہے آرڈر اسلام آباد سے آتے ہیں وہاں ایک گینگ بیٹھا ہے ناہید خان صفدر عباسی' آصف اور محترمہ یہ گینگ چلا رہا ہے حکومت یہی لوگ کرتے ہیں سندھ میں تو کوئی حکومت نہیں۔

سوال :۔ سندھ اسمبلی میں بیٹھ کر آپ کیا محسوس کرتے ہیں اسمبلی کیا کر رہی ہے

جواب :۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سندھ اسمبلی کے بزنس آف رولز کو فوراً" تبدیل کرنے کی بہت اسوقت ضرورت ہے فوری ضرورت ہے بہت اشد ضرورت ہے موجودہ رولز آف بزنس کے تحت تو کسی سندھ کے مسئلہ کو چھیڑا ہی نہیں جا سکتا کوئی بحث پائیدار نہیں ہو سکتی کوئی مسئلہ اسمبلی حل نہیں کر سکتی میں نے ایک دفعہ تیل کا مسئلہ چھیڑا کہ بھئی سندھ میں

ں نکلا ہے کتنا نکلا ہے کہاں آمدنی خرچ ہو رہی ہے نے لگے لکھ کر سوال کرو بحث نہیں کر سکتے میں نے دیا ان کی مرضی ہے جب چاہیں جواب دیں چار کے بعد بھی مجھے جواب یہ ملا آپ یہ مسئلہ سندھ اسمبلی میں نہیں اٹھا سکتے سندھ اسمبلی میں کچھ نہیں ہو رہا بزنس آف رولز ہی ٹھیک نہیں سب ہنسی مذاق میں لگے ہوئے ہیں ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچی جا رہی ہے کوئی سنجیدہ بات کرتا نہیں، سنجیدہ بات اگر کوئی کرتا ہے تو بزنس آف رولز آڑے آجاتے ہیں ڈرامہ یہ ہو رہا ہے خوفناک ڈرامہ سندھ اسمبلی میں یہ پوچھا جاتا ہے کہ فلاں ریسٹ ہاؤس کس نے بنایا فلاں ریسٹ ہاؤس میں کون رہ سکتا ہے یہ کیا ہے ضروری ہے کہ رلز آف بزنس تبدیل کئے جائیں اور آئندہ قیادت کو عوام کے مسائل حل کرنے کا حق بھی دیا جائے اس وقت تو سرکس بنا ہوا ہے سندھ اسمبلی میں کراچی کے مسئلہ کا حل میرے نزدیک سیاسی ہے۔ اور سیاسی حل کے لئے موجودہ حکومت تیار نہیں ہے دیکھئے کیا نیت ہے ہم مہاجروں کے ساتھ ہیں لیکن انہیں علیحدگی کی بات نہیں کرنے دیں گے ۔ اور سندھ کی تقسیم کا سوچنے والوں کی بھی مخالفت کریں گے۔

سوال :۔ کہا جاتا ہے کہ اصل میں بے نظیر بھٹو اور میر مرتضیٰ بھٹو کے درمیان سمجھوتہ ہو چکا ہے مخالفت برائے نام ہے اور لوگوں کو بے وقوف بنانے کے لئے ہے بیگم صاحبہ تو محترمہ کے ساتھ دوروں پر بھی جاتی ہیں آپ اس بارے میں کیا کہیں گے۔

جواب :۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ایک طویل عرصہ سے ایسی باتیں کی جا رہی ہیں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر محترمہ کے ساتھ کوئی سمجھوتہ ہو گیا ہوتا تو میں ان کے ساتھ دوروں پر جاتا میں ان کے ساتھ کیوں نہیں جاتا میرے خلاف تو مقدمات چل رہے ہیں جھوٹے گواہ پیدا کئے جا رہے ہیں لاہور میں میرے سینکڑوں ساتھی ابھی تک جیل میں ہیں کیا یہ نورا کشتی ہے ہم

> **فوج کو مستقل آئینی کردار دے دیا گیا تو پھر جب فوج چاہے گی اقتدار پر قبضہ جمائے گی**

محترمہ کے مخالف ہیں اور ڈٹ کر مخالف ہیں ان کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں ہو سکتا وہ بے اصولی کی سیاست کر رہے ہیں ہم شہید بھٹو کے نظریات کے لئے کام کر رہے ہیں ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا جا رہا ہے ایک ایم پی اے کو علاج کے بغیر مار دیا گیا نورا کشتی میں تو ایسا نہیں ہوتا ہم سے تو انتقام لیا جا رہا ہے عبداللہ شاہ میرے گھر فائرنگ کرتا ہے پرلے درجے کا نمک حرام نکلا ہے وہ یہ نورا کشتی نہیں اصولی اختلاف ہے حکومتی حلقے یا نواز شریف کے حامی جو چاہیں کہیں ہم اصولوں کی جنگ میں صلح نہیں کریں گے بیگم نصرت بھٹو کو ہم نہیں روک سکتے

> **سندھ کا موجودہ وزیر اعلیٰ ڈمی ہے جس کا ریموٹ کنٹرول اسلام آباد ہے**

انہیں سمجھا سکتے ہیں وہ جو چاہتی ہیں کرتی ہیں۔

سوال :۔ کہا جاتا ہے کہ سندھ میں حکومت کراچی کے اندر خاص طور پر امن و امان قائم کرنے میں ناکام ہو گئی ہے آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب :۔ حکومت ہے ہی نہیں یہاں مجرموں کے گروپ حکومت کرتے ہیں دہشت گردوں کی حکومت ہے ہر گلی میں ہیروئن بک رہی ہے ہر گلی میں بھتہ وصول کیا جا رہا ہے کہاں ہے حکومت پولیس والے خود ڈاکو ہیں دن کو وردی پہن کر پہرہ دیتے ہیں رات کو گھروں کو جا کر لوٹتے ہیں امن و امان ہے ہی نہیں ہر روز پندرہ بیس افراد مارے جاتے ہیں۔ مذہبی دہشت گرد' غیر ملکی دہشت گرد سمگلنگ گروپ' غنڈوں کا راج ہے سرکاری سرپرستی میں سب کچھ ہو رہا ہے حکومت کے غنڈوں سے امن و امان کیسے ہو گا پولیس والے بھتہ وصول کرتے ہیں سیاستدان جگا ٹیکس وصول کر رہے ہیں۔

سوال :۔ کراچی کی بھلائی اور گوادر کی فروخت کے بارے میں بہت باتیں ہو رہی ہیں لوگ بے حد پریشان ہیں آپ کیا سمجھتے ہیں؟ کہا جاتا ہے امریکی مداخلت بھی ہے آپ کے نزدیک حل کیا ہے

جواب :۔ یہ باتیں حکومت کی طرف سے پھیلائی جاتی ہیں لیکن میرا ایمان ہے کہ اگر عوام ہیں تو کوئی قوت اندرونی ہو یا بیرونی' سندھ کو نہ توڑ سکے گی۔ اور نہ گوادر کو فروخت کر سکے گی امریکی مداخلت تو ہو رہی ہے پاکستان کی بیوروکریسی اور حکومت تو امریکہ کی غلام ہے یہ بات طے شدہ ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن میں نے کہا ہے ناں کہ اگر عوام متحد رہے تو کراچی کو امریکہ یا حکومت یا کوئی اور کچھ نہیں کر سکتا۔ حکمران تو ملک بھی بیچنے کے لئے تیار ہیں لیکن عوام تو امریکہ کے غلام نہیں عوام تو نہیں بیچنے دیں گے۔ انشاء اللہ عوام بیدار رہیں گے نہ کراچی کو کچھ ہو گا

چار سیاستدانوں سے 5 سوال

اسفندیار ولی

رکن قومی اسمبلی سینیئر راہنما
عوامی نیشنل پارٹی

بیرسٹر سلطان محمود چوہدری

صدر پاکستان پیپلز پارٹی آزاد جموں و کشمیر

محمد اعجاز الحق

رکن قومی اسمبلی
سینیئر نائب صدر پاکستان مسلم لیگ (نواز گروپ)

سردار فتح محمد حسنی

سابق صدر پاکستان
پیپلز پارٹی بلوچستان

سوالات

سوال نمبر ۱: موجودہ سیاست میں جو غنڈہ گردی شامل ہو چکی ہے اس کے بارے میں آپ کے تاثرات کیا ہیں؟

سوال نمبر ۲: موجودہ حالات پاکستان کو کس طرف لے جا رہے ہیں اندرونی و بیرونی سطح پر مسائل و مشکلات کا حل کیا ہے؟

سوال نمبر ۳: بڑھتی ہوئی کمر توڑ مہنگائی سے عوام میں حکومت کے بارے میں کیا تاثر قائم ہو رہا ہے؟

سوال نمبر ۴: فرقہ واریت، ہیروئن، کرپشن، اور کلاشنکوف کلچر کے خاتمے میں موجودہ ایوان نے کیا قانون سازی کی ہے؟

سوال نمبر ۵: محاذ آرائی کو سیاسی کلچر بنانے میں کس کا ہاتھ ہے؟

عوامی نیشنل پارٹی کے مرکزی رہنما
رکن قومی اسمبلی
اسفند یار ولی

اسفند یار ولی صوبہ سرحد کے ممتاز نوجوان سیاستدانوں میں شمار ہوتے ہیں آپ قومی سیاسی رہنما خان عبدالولی خان کے صاحبزادے ہیں چارسدہ سے قومی اسمبلی کے منتخب رکن ہیں ملکی اور بین الاقوامی سیاست پر ان کی گہری نگاہ ہے اے این پی سے نظریاتی وابستگی اور باچا خان کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے خان عبدالولی خان کی جانشینی کا حق بڑی پامردی اور زندہ دلی سے ادا کر رہے ہیں ان سے کئے گئے سوالوں کے جوابات نذر قارئین ہیں۔

دو باتیں ہیں اس میں پہلی بات تو یہ کہ ہم مسلسل یہ کہتے آئے ہیں ہر سیاسی مسئلے کا حل سیاسی ہونا چاہیے اور مل بیٹھ کر افہام و تفہیم سے بات ہونی چاہیے جب بھی کوشش کی گئی کسی سیاسی مسئلے کا حل فوجی ڈھونڈا گیا تو پاکستان بنگلہ دیش بن گیا اسی طرح آج ہم یہ محسوس کرتے ہیں جو سیاسی مسئلے ہیں ان کا سیاسی حل ہونا چاہیے اگر حکومت اپوزیشن کے احتجاج کے جتنے بھی جمہوری اور قانونی راستے ہیں بند کر دے تو اور کوئی راستہ رہ نہیں جاتا کہ وہ غیر قانونی، غیر جمہوری اور غیر آئینی راستہ اختیار کرے۔

صدیق القادری ایڈیٹر انچیف یوتھ انٹرنیشنل اسفند یار ولی کا انٹرویو لیتے ہوئے

2 موجودہ حالات میں سسٹم کو چھوڑیں اگر یہ ملک اسی شکل میں باقی رہتا ہے تو بہت بڑی بات ہے آپ سٹارٹ کراچی سے کریں اب کراچی میں جس طرح کے حالات جا رہے ہیں حکومت میں کون سا سنجیدہ لیڈر ہے جو ملک کے مفادات کو ذاتی مفادات پر ترجیح دے ہم ان لوگوں میں سے نہیں جنہوں نے فرانس، جرمنی یا لندن کے کسی قیمتی بنگلے میں جا کر بیٹھ جانا ہے ہماری آنے والی نسلوں نے تو یہی مٹی اور اسی جگہ پر رہنا ہے جس سمت کراچی کے حالات جا رہے ہیں میں یہ محسوس کرتا ہوں یہ وہی حالات ہیں جو 71، 70 کے وقت مشرقی پاکستان کے تھے شاید بہت سے لوگ ایسے ہوں گے جنہیں مجھ سے اتفاق نہ ہو گا میں کہتا ہوں 70 کے الیکشن کے نتائج جو مشرقی پاکستان سے آئے ان میں سب سے اہم بات یہ تھی کہ 70 کے شروع میں جب وہاں سیلاب آیا تو مغربی پاکستان کا کوئی لیڈر مشرقی پاکستان نہیں گیا جس سے وہاں علیحدگی کا رجحان پیدا ہوا۔ آج ہم کراچی کے ساتھ بھی وہی کر رہے ہیں ہم اپوزیشن والے چلا رہے ہیں کہ قومی اسمبلی کا اجلاس کراچی میں بلائیں ہم ممبران اسمبلی کراچی

اسفند یار ولی کے لیے تو قانون ہے
لیکن آصف زرداری کیلئے کوئی قانون نہیں

بیٹھیں اور اس وقت تک وہاں بیٹھیں جب تک کہ کراچی مسئلے کا کوئی حل نہیں نکل آتا گورنمنٹ کو وہاں جانے سے کیا حیران ہے سیکورٹی کا تو ہمارا مسئلہ ہو گا حکومت کے لئے وہاں سیکورٹی کا بھی کوئی مسئلہ نہیں رینجر بہت ہے پولیس بہت ہے فوج بھی بہت ہے لیکن ہم کہتے ہیں جب تک ہم کراچی جا کر عام لوگوں کو عملی طور پر یقین نہ دلا دیں کہ کراچی میں وہ اکیلے نہیں سب ان کے ساتھ ہیں اس وقت تک ان کا احساس محرومی دور نہ ہو گا۔

3 میں نے قومی اسمبلی میں جب مہنگائی پر بات کی تو ایک وزیر صاحب بولے کہ اسفند ولی قیمتوں کی بات کرتے ہیں حالانکہ جرمنی میں یہ قیمتیں ہیں لندن میں یہ قیمتیں ہیں میں نے انہیں کہا کہ ایک عام پاکستانی کو وہ قوت خرید دو جو جرمنی، لندن اور پیرس کے مزدور کی قوت خرید ہے کیونکہ جرمنی، لندن اور پیرس کے عام آدمی کے مقابلے میں یہاں قوت خرید 10 فیصد بھی نہیں ہے بات یہ ہے کہ آج لوئر مڈل کلاس اور مڈل کلاس وہ اسی تنگ ہے کہ گزارہ کیسے ہو گا باقی رہ گئی اپر کلاس اس کے پاس بہت دولت ہے ایک جگہ ہم بیٹھے تھے کہ کسی نے کہا یہ جو میری عینکیں ہیں میں نے بیس بائیس ہزار میں خریدی ہیں یہ بہت سستی ہیں میں نے کہا جب پیسہ ہو تو بیس بائیس ہزار کوئی چیز نہیں یہ مہنگائی تو صرف اس انسان کے لئے ہے جو دو روپے کی کتابوں کی بجائے اپنے بچوں کے لئے روٹی خریدتا ہے ہم نے اسمبلی میں ایک سوال اٹھایا تھا کراچی پی ائی اے میں مفت سفر کرنے والوں کی فہرست ہمیں دی جائے اس لسٹ میں پچھلے سال اکتوبر سے لے کر جون تک 574 افراد شامل تھے جنہوں نے پی آئی اے میں مفت سفر کیا تھا میں نے کہا ایک بات تو بتائیں ان لوگوں کو تو آپ فری ٹریول دے رہے ہیں اس کے برعکس اگر امارات میں ہمارا کوئی مزدور فوت ہو جاتا ہے تو کیا اس کی ڈیڈ باڈی کو بھی مفت لانے کی کوئی تجویز زیر غور ہے یہ سن کہ وزیر داخلہ صاحب فرمانے لگے کہ سپیشل کیس ہم کر لیتے ہیں میں نے کہا صاحب سپیشل کیس کسی مزدور کا نہیں ہوتا کیونکہ مزدور کی تو اپروچ ہی نہیں ہوتی کہ کسی منسٹر سے اپروچ کرے وہ سپیشل جو ہوا ہے تو کسی امیر کا ہوتا ہے میں بات کر رہا ہوں عام مزدور کی جو مزدور دس بارہ سال گھر سے دور جا کر محنت مزدوری کرتا ہے ایک ایک پیسہ اپنے ملک کو بھیجتا ہے جس کے خون پسینے سے یہ ملک چل رہا ہے جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کی ڈیڈ باڈی پاکستان لانے کے لئے چندہ جمع کیا جاتا ہے حکومت 574 آدمیوں کو مفت نیویارک بھیجتی ہے تو پھر یہ بھی فیصلہ کرو کہ 574 آدمیوں کی ڈیڈ باڈی مفت باہر سے لائی ہے پاکستان کے وہ امیر جو اپنے ٹکٹ خود افورڈ کر سکتے ہیں وہ مفت پی آئی اے میں گھوم رہے ہیں ایک طرف قوم بھوکوں مر رہی ہے دوسری طرف ارجنٹینا سے گھوڑے آ رہے ہیں ان کے لئے پرائم منسٹر ہاؤس میں اسپیشل اصطبل خانے بن رہے ہیں لیکن ملک کو کروڑوں ڈالر زرمبادلہ بھیجنے والوں کی ڈیڈ باڈی مفت نہیں لائی جاتی۔

4 صدیق القادری صاحب قانون سازی کی تو تب ضرورت ہوتی ہے جب ملک میں پہلے قانون موجود نہ ہوں یہاں قانون بنانے کی نہیں قانون پر عمل درآمد کرانے کی ضرورت ہے ہر ایک کو پتہ ہے یہاں کتنے لوگ ہیں پہلے ان کی کیا حیثیت تھی اور اب کیا ہے پکڑا جاتا ہے تو پٹواری یا کلرک کیا یہ قانون صرف پٹواری یا حوالدار یا کلرک کے لئے ہے پٹواری، حوالدار، کلرک کے علاوہ کوئی کسی کو نہیں پوچھتا بابا تم کیا کر رہے ہو جب تک آپ قانون کا اپلی کیشن طریقے سے نہیں کریں گے کچھ نہیں ہو گا کیونکہ اسفند ولی کے لئے تو قانون ہے آصف زرداری کے لئے کوئی قانون نہیں دراصل یہاں ہر مسئلے کے لئے قانون موجود ہے لیکن ہم سیاسی اور ذاتی مفادات کے تحت اس پر عمل درآمد نہیں کر سکتے جہاں تک کرپشن کی بات ہے کون کہتا ہے کہ کرپشن نہیں رک سکتی کرپشن کے خاتمہ کے لئے پہلے اوپر والوں کا احتساب کرو پھر نیچے آؤ کرپشن ختم ہو جائے گی نیشنل اسمبلی کے ممبران کو خریدنے کے لئے دس دس پندرہ پندرہ کروڑ لگ رہے ہیں کیا یہ جمہوریت مستحکم ہو رہی ہے

جنہوں نے اس ملک کو لوٹا ان سے کسی نے یہ نہیں پوچھا کہ تم اس ملک کو 47 سے لے کر اب تک لوٹتے آ رہے ہو میں نے اسمبلی کے فلور پر کہا یہ لوٹ مار صرف سیاسی کارکنوں نے ہی نہیں کی پاکستان کو لوٹنے میں جتنا سیاسی کارکن ملوث ہے اتنی سول و ملٹری بیوروکریسی بھی ہے جب میں نے یہ کہا تو پیچھے سے ایک دو ممبر نے شور مچایا میں نے کہا میں چیلنج کرتا ہوں وزیر داخلہ صاحب ہمیں لسٹ دیں اسلام آباد میں کتنے سیاسی کارکنوں کے بنگلے ہیں کتنے ریٹائرڈ بیوروکریسی کے بنگلے ہیں کتنے ریٹائرڈ جرنیلوں کے، بریگیڈیئرز کے بنگلے ہیں عجب روش ہے گالیاں صرف سیاسی کارکنوں کو پڑ رہی ہیں غلط لوگ سیاسی کارکنوں میں بھی ہیں میں یہ نہیں کہتا کہ تمام سیاسی کارکن فرشتے ہیں لیکن ایک سیاسی کارکن کی حیثیت سے جتنا میں قوم کو جواب دہ ہوں اتنا ہی نوکر شاہی والے بھی جواب دہ ہیں جتنے جرنیلز اور بریگیڈیئرز ہیں وہ بھی اتنے ہی جواب دہ ہیں۔

5 اگر کوئی سیاسی کارکن ہو اور ایک ورکر کی حیثیت سے آہستہ آہستہ آٹھ دس سال گزار کر سیاست میں آ جاتا ہے وہ تو جانتا ہے کہ دشمنی اور سیاسی اختلاف میں فرق کیا ہے آپ اسمبلی میں آئیں دیکھیں وہاں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو سونے کا چمچ لے کر پیدا ہوتے ہیں ان کی ذہنیت سیاسی نہیں کیونکہ وہ سیاسی کارکن نہیں ہیں وہ سیاسی اختلاف کو ذاتی اختلاف سمجھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہمارے حکمران میں وہی تعصب ہے اگر کوئی پولیٹیکل پارٹی کے خلاف بات کرے تو اسے انا کا مسئلہ بنا لیتے ہیں اگر میں بے نظیر بھٹو کے خلاف ہوں تو پاکستان کے خلاف ہوں میں جس دن ڈیرہ اسماعیل خان جیل سے آیا سپیکر کی رولنگ سب سے پہلے مجھ پر لاگو ہوئی میں نے کہا محترمہ بے نظیر بھٹو یہ 1974ء نہیں بلکہ 1995ء ہے اکیس سال گزر چکے ہیں آپ اسی راستے پر چل رہی ہیں جس راستے پر آپ کے والد چلے تھے۔ میرے نزدیک پاکستان کے تمام مسائل اتفاق رائے ہی سے حل ہو سکتے ہیں۔

بیرسٹر سلطان محمود چوہدری

صدر آزاد جموں و کشمیر پیپلز پارٹی

بیرسٹر سلطان محمود چوہدری میرپور کے معروف رہنما چوہدری نور حسین کے صاحبزادے ہیں انگلینڈ سے بار ریٹ لا کرکے عملی سیاست کا آغاز آزاد مسلم کانفرنس سے کیا پھر صدارت پر فائز ہوئے لبریشن لیگ میں اپنی جماعت کو شامل کرنے کے بعد آزاد کشمیر اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر کا کردار ادا کرتے رہے ہیں کشمیریوں کے حق خود ارادیت اور مسئلہ کشمیر کو بین الاقوامی دنیا میں موثر انداز میں پیش کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں ان کی بے پناہ صلاحیتوں پر اعتماد کرتے ہوئے محترمہ بے نظیر بھٹو نے انہیں آزاد کشمیر پیپلز پارٹی کا صدر منتخب کیا ہے ان کے ساتھ کئے گئے سوالوں کا جواب اس طرح ہے۔

یہ جو آپ نے قادری صاحب دہشت گردی اور غنڈہ گردی کی بات کی ہے یہ ہمیں دیکھنا ہوگا کہ کس سطح پر ہو رہی ہے ایک کراچی کی سطح پر بڑے منظم طریقے سے دہشت گردی اور غنڈہ گردی ہو رہی ہے اس سے نہ صرف پاکستان کو نقصان ہے کشمیر کی آزادی کے لئے جو جدوجہد جاری ہے اس میں بھی رکاوٹیں پیدا کرنے کی کوششیں ہے میں سمجھتا ہوں اپوزیشن کا پریذیڈنٹ یا پرائم منسٹر پر حملہ جمہوری لحاظ سے اچھی بات نہیں تھی یہ جو ہٹ دھرمی کی سیاست ہے غنڈہ گردی کی سیاست ہے بدمعاشی کی سیاست اس کو چھوڑ دیں نواز شریف کی طرف سے یہ بات کہی گئی تھی کہ انتخابات منصفانہ ہوئے ہیں تو اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے پاس کوئی جواز نہیں ہے آپ آئندہ انتخابات تک انتظار کریں اپوزیشن اگر جمہوری حکومت پر تنقید کرنا چاہتی ہے یہ ان کا جمہوری حق ہے غنڈہ گردی پھیلا کر سارے معاشرے کو خراب کرنے کی کوشش نہ کریں غنڈہ گردی کی سیاست کے سدباب کے لئے سب سیاسی جماعتوں کو ایک ضابطہ اخلاق تیار کرنا چاہیے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ غنڈہ گردی تشدد کی سیاست سے کچھ حاصل نہیں ہو گا شیخ رشید جس طریقے کی زبان استعمال کر رہے ہیں اس کو بھی بعد سمجھا گیا ہے عوام نے گالی گلوچ کو اچھا نہیں سمجھا یہی وجہ ہے ان کی گرفتاری کے بعد راولپنڈی میں کوئی خاص رد عمل نہیں ہوا تھا لہٰذا وہ سمجھ لیں کہ دہشت گردی کے ذریعے یا قتل و غارت کے ذریعے یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔

2 دیکھیں جی قادری صاحب بات یہ ہے کہ اجتماعی طور پر پاکستان کی موجودہ صورت حال بہتر جاری ہے بالخصوص اقتصادی صورت حال جو پاکستان کی ہے آپ دیکھ لیں اب تک کتنے بلین ڈالر کے معاہدے ہو چکے ہیں یہ بات آپ یاد رکھیں کہ اقتصادی قوت ہی سیاسی قوت کا تعین کرتی ہے کراچی کا امن و امان کا معاملہ کافی سنگین ہے اس کو کسی طریقے سے حل کرنا چاہیے حکومت اور اپوزیشن کو مل کر اس مسئلے کے حل کے لئے توجہ دینی چاہیے کراچی کے متحارب فریقوں میں بامقصد بات چیت ہونی چاہئے ایم کیو ایم اور سب پارٹیوں کو مل کر کراچی کے بارے میں مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے کیونکہ کراچی کے مخدوش حالات سے ہماری کشمیر کی آزادی کی تحریک متاثر ہو رہی ہے اور بھارت کو بین الاقوامی سطح پر یہ جواز مل رہا ہے افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ بھارت بین الاقوامی پلیٹ فارم پر پاکستان کو بدنام کرنے کے لئے کراچی کے حالات سے فائدہ اٹھا رہا ہے بھارت کی ایجنسیوں نے باقاعدہ ایک ویڈیو تیار کی ہوئی

پیپلز پارٹی آزاد جموں و کشمیر کے صدر بیرسٹر سلطان محمود چوہدری صدیق القادری کو انٹرویو دیتے ہوئے

ہے جس کے ذریعے یہ پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ پاکستان کراچی کی عوام پر ظلم کر رہا ہے کراچی کے حالات بگاڑنے سے بھارت کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔

3 کچی بات تو یہ ہے یہاں پر مہنگائی ہوئی ہے اس میں کوئی شک نہیں موجودہ حکومت کو کچھ غیر مقبول فیصلے بھی کرنے پڑے ہیں لیکن کسی بیمار آدمی کو صحت یابی کے لئے بعض اوقات اسے کڑوی دوائی دینی پڑتی ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کے اقتصادی اقدامات کے ثمرات آنے شروع ہو جائیں گے کچھ انویسٹمنٹ آرہی ہیں بڑے سرمایہ کاروں نے سرمایہ کاری کے معاہدے کئے ہیں۔

4 پاکستان میں فرقہ واریت شروع ہی سے ہے ہم سب لوگ مسلمان ہیں جس کا جو عقیدہ ہے اسے اس کے مطابق اپنی مذہبی رسومات ادا کرنی چاہیں بعض اوقات اسلامی ملکوں کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے نظریات اور عقائد مختلف تنظیموں کو سپورٹ کریں ہمارے ملک کا یہ المیہ اس طرح ہیروئن، کرپشن اور کلاشن کوف کلچر معاشرے کے لئے زہر قاتل ہے ہماری حکومت نے ا[illegible] کی روک تھام کے لئے ایک بااختیار کمیٹی بنائی [illegible] پیمانے پر تجزیہ کر رہی ہے کہ کیوں یہ مسائل پیدا ہو[illegible] کا حل کیا ہے اس کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں ا[illegible] کیا جائے گا۔

5 سیاست میں محاذ آرائی کے بارے میں [illegible] ہے پاکستان بننے سے محاذ آرائی کی ایسی ہی صورت [illegible] آرہی ہے جب بھٹو صاحب کو شہید کیا گیا تو اس وقت [illegible] آرائی بہت زیادہ تھی اس محاذ آرائی کا تسلسل اب [illegible] ہے مارشل لاء کی حکومت تھی جب کہ ہم جمہوریت [illegible] اس لئے محاذ آرائی تھی کچھ لوگ ہمیں جمہوری حق [illegible] چاہتے تھے اور میرے خیال سے موجودہ اپوزیشن [illegible]

میں محاذ آرائی کو فروغ دیا ہے اور یہ لوگ محاذ آرائی کرکے ملک میں افراتفری پیدا کرنا چاہتے ہیں امن و امان کی صورت حال بگاڑنا چاہتے ہیں اپوزیشن لیڈر نواز شریف کے ساتھ ولی خان کی اے این پی اور جی ایم سید مرحوم کی جئے سندھ جیسی ملک دشمن جماعتیں ہیں جنہوں نے پاکستان کی مخالفت کی تھی نواز شریف کو ملک دشمن جماعتوں کی حمایت حاصل ہے یہ قوتیں جو

پاکستان کے خلاف ہیں ملک میں محاذ آرائی پیدا کرکے قومی سالمیت کو نقصان پہنچانا چاہتی ہیں محاذ آرائی سے ہمیں قومی سطح پر بڑا نقصان ہو رہا ہے اس کا حل یہ ہے کہ عوام دیکھیں وہ کون لوگ ہیں جو محاذ آرائی کی کیفیت پیدا کرکے پاکستان کے مفادات کے خلاف کام کر رہے ہیں ایسے عناصر کے محاسبہ کا آغاز عوام کریں۔

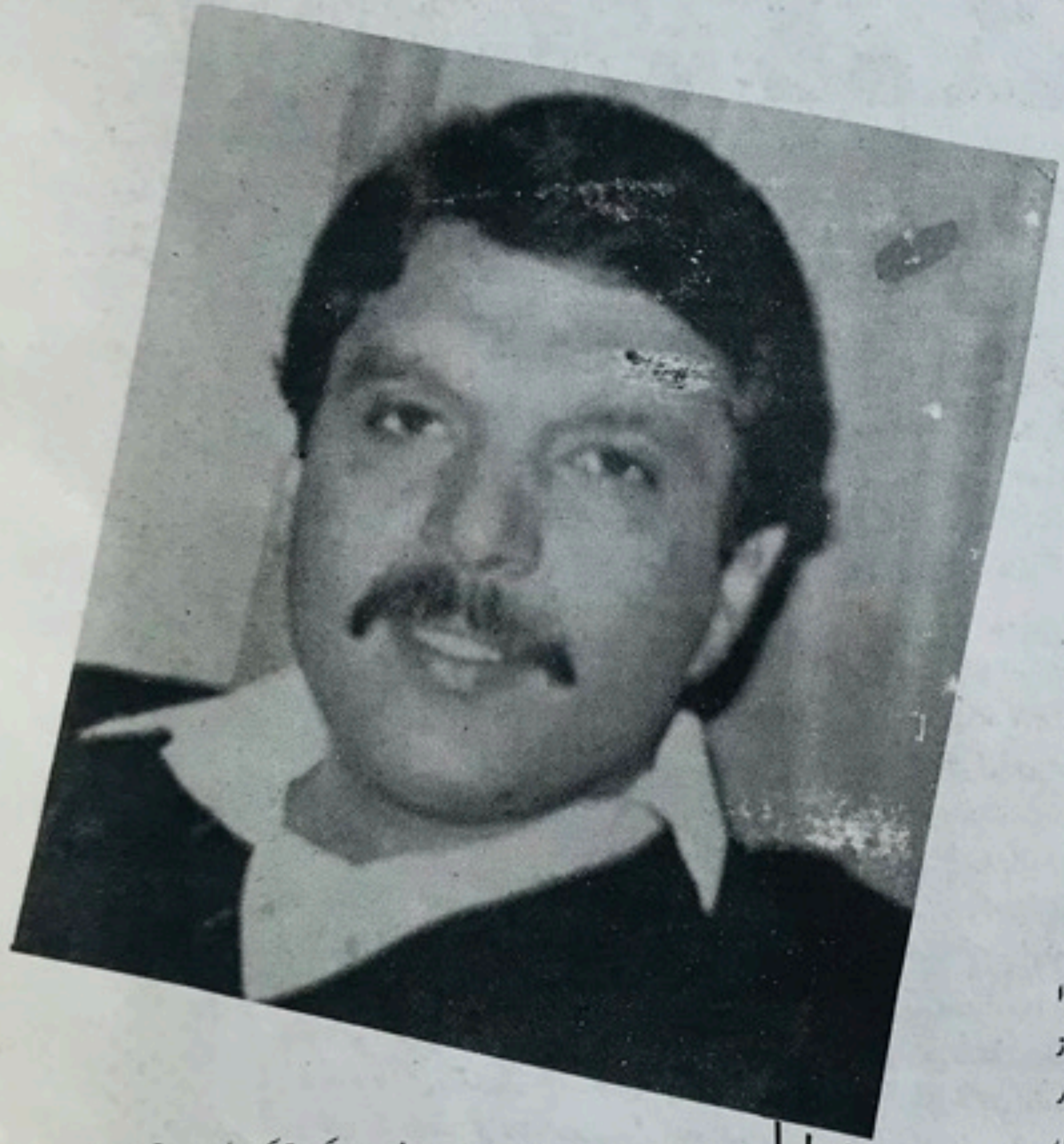

رکن قومی اسمبلی

سینیئر نائب صدر پاکستان مسلم لیگ

محمد اعجاز الحق

محمد اعجاز الحق کو سیاست میں آئے گو اتنا عرصہ نہیں ہوا پھر بھی انہوں نے قومی سیاست میں اپنا مقام بنا لیا ہے۔ میاں نواز شریف دور میں ان کے پاس محنت و افرادی قوت سمندر پار پاکستانیوں کے امور کی وزارت کا قلمدان تھا۔ آپ رکن قومی اسمبلی اور پاکستان مسلم لیگ نواز گروپ کے سینئر نائب صدر ہیں ملکی اور بین الاقوامی سیاست میں وسیع مطالعہ اور دسترس رکھتے ہیں۔

یوتھ انٹرنیشنل کے کئے گئے سوالوں کے جوابات قارئین کی خدمت میں پیش ہیں۔

1 صدیق القادری صاحب سارے سوال آپ نے ایک ہی سوال میں پوچھ لئے ہیں سیاست نام ہی شرافت کا ہے اور جمہوریت عوام کی تائید انسان کے بنیادی حقوق ان کی آزادی اور اظہار رائے کی آزادی پر مشتمل ہے ہمارے ملک میں افسوس کہ سیاست میں تشدد اس لئے ہے کہ یہاں جمہوریت ابتدائی مرحلوں میں ہے ملک میں جمہوریت آتی رہی اور جاتی رہی اس کی جڑیں مضبوط نہیں ہو سکیں آپکو معلوم ہے جمہوریت کی بنیاد 1971ء میں انقلابی طور پر اس شخص نے رکھی جو اپنے آپ کو کہتا تھا کہ میں دونوں کی بنیاد پر آیا ہوں حالانکہ اسمبلی میں اکثریت عوامی لیگ کی تھی۔ لیکن انہوں نے ادھر تم ادھر ہم کا نعرہ لگایا اور اسمبلی ممبران کی ٹانگیں توڑنے کی دھمکیاں دیں پھر کہا اللہ کا شکر ہے کہ پاکستان بچ گیا مقصد یہ تھا کہ مغربی پاکستان بچ گیا مشرقی پاکستان الگ ہو گیا اس کے بعد جو بنیاد رکھی گئی اور وہ جو جمہوری دور تھا اس میں ملک میں ایمرجنسی نافذ رہی۔

جس طرح میں نے کہا بھٹو سویلین مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بنے پھر بنیادی اصول وہیں جمہوریت کے ان کو پامال کیا گیا جس نے حکومت کے خلاف اظہار خیال کیا اسے پابند سلاسل کر دیا گیا

محمد اعجاز الحق راولپنڈی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے

دلائی کیمپ بنائے گئے کئی لوگ دو دو سال کے لئے جیل گئے ان کا پتہ ہی نہیں چلا کہاں گئے اس طرح جو شاہی قلعے میں ہوا وہ ساری قوم کے سامنے ہے مخالفین کو جیلوں میں ڈالا گیا مخالفین کے کئی دلائی کیمپ بنائے گئے اسمبلی ممبران کو اسمبلی سے اغوا کر باہر پھکوایا گیا فرقہ واریت اور لسانیت کو پھیلایا گیا جس طرح سندھ میں ایم کیو ایم بنی اس کی بنیاد اسی وقت رکھی گئی جب بھٹو صاحب نے کراچی میں آدھی تقریر سندھی میں اور آدھی اردو میں کی پھر کوٹہ سسٹم نافذ کیا گیا جس سے حالات اس قدر خراب ہو گئے آپ دیکھیں ناں جس طرح معاملہ چلتا رہا ملک کے تین شہروں میں عملاً مارشل لگا ہوا تھا آخر میں مجبور ہو کر تمام سیاستدانوں کے کہنے پر مارشل لاء لگا جو طویل ترین مارشل لاء رہا اس کی تفصیل کسی اور وقت بیان کروں گا اس کے بعد 1985ء میں جمہوریت دوبارہ آئی جمہوریت کے اندر عوام حق رائے دہی دیتے ہیں اس میں کہیں نہیں لکھا ہوا کہ انتخابات پارٹی سسٹم میں ہوں یا غیر پارٹی سسٹم میں پاکستان میں غیر پارٹی سسٹم کے انتخابات کا Experiment کیا گیا بعد میں دو پارٹی سسٹم میں تبدیل ہو گیا جونیجو صاحب نے سمجھا کہ اس طرح چلنا چاہئے اس کے بعد آپ دیکھ لیں حالات جس طرح پیدا ہوتے گئے 1988ء میں جو حادثہ ہوا میں سمجھتا ہوں تخریب کاری تھی ایک سازش تھی پاکستان کے خلاف تھی 88ء سے لے کر 94ء تک چار وزرائے اعظم تبدیل ہو چکے ہیں کسی بھی حکومت کو چلنے نہیں دیا جا رہا۔ یہ بین الاقوامی سازش ہے پاکستان کے خلاف، اسلام کے خلاف، پاکستان واحد ملک ہے عالم اسلام کے اندر جس کے پاس وسائل بھی ہیں مین پاور بھی ہے ٹیکنالوجی بھی ہے اور ساتھ ساتھ ساری چیزیں ہیں 88ء میں جس طرح سے پولرائزیشن ہوئی اور پھر 90ء میں الیکشن ہوا اللہ کے فضل و کرم سے اسلامی جمہوری اتحاد نے دو تہائی اکثریت حاصل کی دو تہائی اکثریت کی بھی حکومت کو نہیں چلنے دیا گیا پیپلز پارٹی بے نظیر بھٹو غلام اسحاق خان اور عالمی طاقتوں نے مل کر سازش کی پاکستان جو اپنے پیروں پر کھڑا ہو رہا تھا بیرونی امداد بند ہونے کے باوجود ترقی کر رہا تھا۔

یہ تمام چیزیں دیکھتے ہوئے انہوں نے سازش کے تحت منتخب حکومت کو ختم کر دیا میں سمجھتا ہوں آئین کے اندر کمزوریاں ہیں ان کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے سیاستدانوں نے غور نہیں کیا کیوں کہ ہر کوئی اپنے اقتدار کے لئے اپنی طاقت کو بڑھانے کے لئے سوچتا ہے ہمارے پاس دو تہائی اکثریت تھی ہمیں چاہئے تھا کہ فلور کراسنگ کے خلاف قانون لاتے مزید قوانین لے کر آتے احتساب کا عمل قانونی طریقے سے شروع کرواتے جیسا کہ میں نے تجویز کیا تھا کہ محتسب اعلیٰ کی طرح ایک ادارہ احتساب کے لئے ایسا ہونا چاہئے جو جوڈیشل طرز کا ادارہ ہو کہ احتساب کا عمل جاری رہے اب جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں سازش کے تحت بے نظیر بھٹو کو حکومت میں لایا گیا ایک شخص کے پاس دو تہائی اکثریت تھی اس حکومت کو زبردستی ختم کروا دیا گیا میں سمجھتا ہوں اس وقت کے صدر مملکت غلام اسحاق خان نے افواج پاکستان کو بھی بدنام کروانے کی کوشش کی کیونکہ جب غلام اسحاق خان اور میاں نواز شریف کے مابین ٹھن گئی تو افواج پاکستان کو بھی مداخلت کرنا پڑی حالانکہ افواج پاکستان نے مداخلت اس وقت کے صدر اور وزیر اعظم کے کہنے پر کی اور پھر آپ نے دیکھا الیکشن ہوئے کسی کے پاس اکثریت نہیں آئی اور بے نظیر بھٹو کو عالمی طاقتوں اور کچھ اندرونی عناصر نے مل کر وزیر اعظم منتخب کروا دیا اس وقت سے لے کر اب تک جو انتقامی کاروائیاں

پاکستان کے موجودہ حالات کا حل جمہوری عمل سے نکلنا چاہئے میں سمجھتا ہوں اس پارلیمانی نظام میں موجودہ حالات کا حل نکل سکتا ہے۔ آئین میں جو خامیاں ہیں ان کو دور کیا جائے فلور کراسنگ کو ختم کیا جائے صدر اور وزیر اعظم کے درمیان پاور آف بیلنس کو ٹھیک کیا جائے یہ کوشش کر رہے ہیں آپ دیکھ لیں اسمبلی کے اندر جو جماعتیں جنہوں نے بے نظیر بھٹو کو حکومت میں لانے کے لئے ساتھ دیا تھا وہ آج ہمارے ساتھ ہیں آپ نواب بگٹی کو لے لیں آپ جماعت اسلامی کو لے لیں آپ سپاہ صحابہ کو لے لیں یہ لوگ ان کے ساتھ تھے آج ہمارے ساتھ ہیں۔ پارلیمانی نظام میں گو خامیاں موجود ہیں موجودہ نظام کی خامیاں دور کرنے کی ضرورت ہے موجودہ سسٹم میں احتساب

کا عمل کوئی نہیں ہے۔ مثال کے طور پر آئین کے آرٹیکل 62-63 کے اندر ایک امیدوار کا جو معیار دیا ہوا ہے اگر دیکھیں تو آدھے سے زیادہ ممبران اسمبلی ڈس کوالیفائڈ ہو جائیں گی اس کے اندر دو چیزیں دی ہوئی ہیں ان کو سمجھا نہیں جا رہا الیکشن کے قواعد و ضوابط کو سمجھا جائے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ الیکشن کے لئے خرچہ پانچ لاکھ اور دس لاکھ ہونا چاہیے جبکہ الیکشن میں خرچہ ایک کروڑ دو کروڑ پانچ کروڑ ہے یہ چیزیں ہیں ان کو دور کیا جائے پارلیمانی جمہوریت ان ملکوں میں چل رہی ہے جہاں دو دو سو سال سے جمہوریت ہے جہاں آئین ہے ایک طریقے کار کے تحت چلایا جا رہا ہے امریکہ کے اندر جمہوری نظام ہے وہاں اگر کوئی لیڈر کسی لڑکی کے ساتھ پکڑا جاتا ہے جس طرح

چیزیں ٹھیک نہیں کی جائیں گی تب تک ملک نہیں چلے گا موجودہ نظام کے تحت فرشتے کو بھی آسمان سے اتار کر بھیج دیں اس کو وزیر اعظم بنا دیں تو وہ بھی ایسی صورت حال میں نہیں چل سکتا۔

3 میں آپ کو بتا دوں یہ معاملہ چل ہی نہیں سکتا یہ تو وقت کی بات ہے تین مہینے تئیس سال لگے یہ پورا سسٹم اور بساط لپٹی جائے گی میں سمجھتا ہوں موجودہ بین الاقوامی حالات اور ہمارے قومی حالات کو دیکھا جائے یہ معاملہ افواج پاکستان سے بھی نہیں سنبھل سکتا کیونکہ اب مارشل لاء کی Stability نہیں ہے اس دنیا میں آپ نے ایک نئے نظام کے تحت رہنا ہے تو جمہوری طریقہ ہونا چاہیے۔

4 مہنگائی، بے روزگاری لاقانونیت، فرقہ بندی

کریں گے جب تک یہ معاملہ ٹھیک نہیں ہو گا کچھ نہیں ہو سکتا۔

5 قادری صاحب واقعی قانون سازی نہیں ہوئی بڑے افسوس کی بات ہے اگر مل بیٹھ کر سوچا جائے تو میں سمجھتا ہوں قانون سازی بھی ہو سکتی ہے محاذ آرائی کو سامنے رکھو جانے میں پیپلز پارٹی کا بہت بڑا ہاتھ ہے جس طرح انہوں نے صوبہ سرحد میں کیا قانون کی دھجیاں اڑائی گئیں میں یہ نہیں سمجھتا کہ ہم نے کسی زمانے کسی دور میں ہارس ٹریڈنگ نہیں کی یہ ایک خطرناک چیز ہے اس کا خاتمہ ضروری ہے۔

شروع ہوئی ہیں میں سمجھتا ہوں اتنے ممبران قومی و صوبائی اسمبلی بھٹو کے زمانے میں بھی جیلوں میں نہیں گئے جتنے ممبران صوبائی و قومی اسمبلی و سینیٹرز جیلوں میں گئے ہیں اسمبلی کے اندر تشدد

بے نظیر بھٹو پاکستان کو ختم کرنا چاھتی ہے

کیری ہارٹ کے ساتھ ہوا ہے اس طرح کے بہت سارے ممبران ہیں برطانیہ کے اندر بھی معمولی سے سکینڈل سے وہ اپنے عہدوں سے مستعفی ہو جاتے ہیں جاپان کے اندر آپ دیکھ لیں کتنے وزیر اعظم تبدیل ہو گئے یہاں کھاؤ پیو عیش اڑاؤ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے Polarization ہو رہی ہے ساری چیزیں ہو رہی ہیں یہاں پر پارلیمانی نظام ہے ضروری نہیں یہاں غربت بہت زیادہ ہے تھوڑے سے جاگیردار، سرمایہ دار، جو تین فیصد لوگ ہیں پچانوے فیصد لوگوں پر مسلط ہیں جب تک یہ ساری

ہوئی ہے جو اس ملک کے اندر ہوئی ہے یہ تمام چیزیں ہو رہی، یہ کے کنٹرول میں نہیں ہیں کیونکہ ہمارے ہاں اس ملک کو آئی ایم ایف ورلڈ بنک جیسے اداروں سے چلایا جا رہا ہے اور ان کے اشاروں پر چلانے سے آپ دیکھ رہے ہیں کہ لاطینی امریکہ، افریقہ جیسے ممالک جو ان کے اشاروں پر چلتے رہے۔ آج ان کا کیا حال ہے تو اس لئے جب تک ہم اپنی پالیسی اپنے ملک کے اندر نہیں بنائیں گے اور اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی کوشش نہیں

یک اور بات ہے وہاں جو کچھ کاروائی ہوئی تھی وہ ہمارا آئینی حق تھا یہ چیزیں جاپان میں برطانیہ میں ہاؤس آف کامن میں جہاں جمہوریتیں ہیں وہاں ہنگامے ہوتے ہیں مار کٹائی بھی ہوتی ہے لیکن وہ اسمبلی کے اندر ہوتی ہے لیکن اسمبلی کی گیلریوں میں اپنے بدمعاشوں کو بٹھانا، غنڈوں کو بٹھانا اور غنڈوں کے ذریعے اسمبلی ممبران کی مار پیٹ کرنا یہ کہیں نظر نہیں آتا۔

معروف بلوچ سیاستدان، پیپلز پارٹی کے مرکزی رہنما

سردار فتح محمد حسنی

سردار فتح محمد حسنی کو بلوچستان کی سیاست میں اہم مقام حاصل ہے پاکستان کے محب وطن حلقوں میں انہیں انتہائی عزت و احترام ہے آپ کا تعلق دالبندین ڈسٹرکٹ چاغی کے قبائل سے ہے آپ نامور قبائلی سردار حاجی گل محمد کے صاحبزادے ہیں 1957ء میں پیدا ہوئے مہران انجینئرنگ یونیورسٹی میں ماسٹر آف انجینئرنگ کی تعلیم کے دوران ہی قبائلی سیاست میں آئے اپنے قبیلے کے سردار بنے غیر جماعتی الیکشن 1985ء میں ڈسٹرکٹ چاغی سے ایم این اے منتخب ہوئے ازاں بعد وفاقی وزیر مملکت برائے مواصلات مقرر ہوئے 1989ء میں پاکستان پیپلز پارٹی میں شامل

بے نظیر بھٹو بلوچستان کی تعمیر و ترقی کے لیے خصوصی دلچسپی لے رہی ہیں

ہوئے بلخ شیر مزاری کی نگران حکومت میں لوکل گورنمنٹ اور پروڈکشن کے منسٹر بنے آپ پاکستان پیپلز پارٹی بلوچستان کے صدر بھی رہے، موجودہ عوامی حکومت میں آپ اقلیتی امور کے انچارج منسٹر، بلوچستان امور کے مشیر برائے وزیر اعظم اور متروکہ وقف املاک بورڈ کے چیئرمین کے فرائض انجام دے رہے ہیں انہوں نے ہمارے سوالنامہ کا جواب یوں دیا۔

1 یہ بات صحیح ہے کہ غنڈہ گردی اور تشدد کی سیاست اسمبلی کے اندر شروع ہوئی ہے جس کی میں نہ صرف مذمت کرتا ہوں بلکہ ہماری پارٹی بھی اس کی شدید مذمت کرتی ہے اس لئے کہ ایوان بالا میں اراکین اگر اس طرح کی حرکتیں کرنا شروع کر دیں اور اگر کوئی اس ایوان کے تقدس کو اس طریقے سے پامال کرے جیسا کہ کیا جاتا رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ قوم کی نمائندگی آپ اس کو نہیں کہہ سکتے سیاست میں غنڈہ گردی کے سدباب کے لئے میں سمجھتا ہوں اسمبلی ایسا قانون نافذ کرے کہ اگر کوئی رکن اسمبلی اس طرح کی غیر پارلیمانی حرکتیں کرے تو اسے فوراً اس کی رکنیت سے خارج کر دیا جائے اسمبلی کے اندر اس طرح کی شرمناک حرکتوں کو ممنوع قرار دیا جانا چاہئے دیکھیں قادری صاحب جہاں تک موجودہ حالات کا سوال ہے اپوزیشن میں ہم بھی رہے ہیں اور جس طرح کا رول ہم نے اسمبلی کے اندر اور اسمبلی کے باہر ادا کیا ہے وہ دنیا کے سامنے ہے محترمہ بے نظیر بھٹو نے جس مثبت انداز میں بحیثیت اپوزیشن لیڈر رول پلے کیا میرے خیال میں اس طرح کا رول پاکستان کی ہسٹری میں کسی بھی اپوزیشن لیڈر نے ادا نہیں کیا تھا اب جب کہ پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ ہے تو اپوزیشن والے اپنے منفی رویے سے قوم کو سیاست سے بیزار کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اپنی جگہ یہ لوگ حالات کو خراب کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں انہوں نے لانگ مارچ کرنے کی کوشش کی تھی ان کا مقصد صرف ایک ہے ان کی سوچ صرف ایک ہے کہ قوم کسی بھی منفی لائن پر لگ جائے ان کو قومی مفادات سے کوئی غرض نہیں ہے انہیں غرض صرف اس بات سے ہے کہ حکومت کو گرا کر کسی طریقے سے وہ اقتدار میں آجائیں میں نہیں سمجھتا کہ وہ ایسے غیر یقینی حالات پیدا کر کے اقتدار میں آسکتے ہیں میں سمجھتا ہوں محترمہ بے نظیر بھٹو جب سے اقتدار میں آئی ہیں محترمہ نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ ملک کو مضبوط کیا جائے پاکستان کی اقتصادی حالت کو مستحکم کیا جائے جب نواز شریف کی حکومت تھی انہوں نے تین سال کے عرصہ میں پاکستان کو کھوکھلا کیا پاکستان کی معیشت کو تباہ کیا پاکستان کی اقتصادی حالت کو موٹروے اور پیلی ٹیکسیوں کے نام پر تباہ کیا پرائیویٹائزیشن کے نام پر اپنے عزیزوں اور حواریوں کو نوازا اسطرح پاکستان کی لوٹ مار کی کہ اس لوٹ مار کے اثرات کو ختم کرنے کے لئے اب منگائی ہوئی ہے اپنے اب تک کے اقتدار کے دوران محترمہ بے نظیر بھٹو نے انقلابی اقتصادی اصلاحات کر کے ملک کے معاشی حالات کو سنبھالنے کی بھرپور کوشش کی ہے اور یہ بھی کوشش کی جاری ہے کہ پاکستان سے محاذ آرائی کا خاتمہ ہو پاکستان میں امن و امان کی حالت بہتر ہو پاکستان کی معیشت مضبوط ہو تاکہ پاکستان کو ہر میدان میں مضبوط کیا جاسکے میں نہیں سمجھتا کہ محترمہ کی لیڈر شپ میں قوم کو کوئی خطرہ ہے بلکہ ہم جس لائن پر جا رہے ہیں محترمہ بے نظیر بھٹو ملک و قوم کو جس منزل کی طرف لے جا رہی ہیں وہ ملک و قوم کی خوشحالی اور ترقی کی منزل ہے میں سمجھتا ہوں کہ اب قوم کا روشن مستقبل عیاں ہے محترمہ کے انقلابی اقدامات سے منگائی بھی ختم ہو گی عدم استحکام جو اپوزیشن والوں نے پیدا کیا ہے وہ بھی ختم ہو گا۔

2 پاکستان پیپلز پارٹی کی پالیسی یہ ہے کہ مخالفت برائے مخالفت نہیں کرنی چاہئے بلکہ مخالفت برائے تعمیر ہونی چاہیے جہاں تک اپوزیشن کے کردار کا سوال ہے پاکستانی قوم ایسے کردار پر یقین نہیں رکھتی پاکستانی عوام نے فیصلہ محترمہ بے نظیر بھٹو کے ہاتھ میں دیا ہے میں سمجھتا ہوں اپوزیشن کی منفی سیاست کے باوجود محترمہ بے نظیر بھٹو اس قوم کو بڑے اچھے انداز سے منزل مقصود تک پہنچائیں گی۔

3 جہاں تک منگائی کا سوال ہے یہ منگائی اپوزیشن کی پیدا کردہ ہے نواز شریف دور میں موجودہ اپوزیشن نے بندر بانٹ کیا اور جس طرح پرائیوٹائزیشن کے نام پر پرائیویٹ سیکٹر کے نام پر پیلو کیب کی شکل میں پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کر کے پاکستان کی معیشت کو کمزور کیا میں یقین سے کہہ سکتا ہوں اگر محترمہ بے نظیر بھٹو اقتدار میں نہ آتیں تو یہ موجودہ منگائی سو فیصد اور بڑھ جاتی محترمہ بے نظیر بھٹو نے اقتدار سنبھالتے ہی منگائی پر قابو پانے کے لئے انقلابی اقدامات کئے ہیں یوٹیلٹی سٹورز کی شکل میں عوام کو بازار کی نسبت انتہائی سستے داموں اشیاء کی فراہمی کا جرات مندانہ فیصلہ کر کے عمل درآمد کیا ہے جس سے لوگوں کو ضروریات زندگی کی تمام اشیاء بازار کی نسبت بہت سستے داموں مل رہی ہیں لوگ یوٹیلٹی سٹورز کا رخ کر رہے ہیں اس سے یقیناً منگائی پر قابو پانے میں بڑی مدد ملے گی محترمہ کی قابل اعتماد لیڈر شپ کی وجہ سے منگائی کو ہماری حکومت نے کسی حد تک کنٹرول کر لیا ہے منگائی کے سدباب کے لئے پاکستان کی معیشت میں انقلابی اقدامات کے ذریعے معیشت کو کنٹرول کیا جا رہا ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ منگائی کم ہو جائے گی۔

4 جہاں تک کلاشن کوف کلچر کا سوال ہے یا لسانی تضادات کا سوال ہے یا کراچی میں جو فسادات ہو رہے ہیں ان کو کنٹرول کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے لیکن جو فسادات کرائے جا رہے ہیں میں سمجھتا ہوں ایسا کرنے والے پاکستانی نہیں ہو سکتے پاکستانی لوگ پاکستانی قوم کو اپنے ہاتھوں سے اس طرح ذبح نہیں کر سکتے ایسا خطرناک کھیل یقیناً غیر ملکی اشاروں پر ہو رہا ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت نے بہت کوشش کی ہے کہ اس طرح کے واقعات پر قابو پایا جائے ایسے فتنوں پر قابو پانے کے لئے ہماری حکومت قانون سازی کر رہی ہے جس طرح محترمہ بے نظیر بھٹو نے ایسے مسائل پر قابو پانے کا چیلنج قبول کیا ہے

5 میں سمجھتا ہوں صدیق القادری صاحب عنقریب آپ دیکھیں گے یہ حالات بہت جلد کنٹرول ہو جائیں گے موجودہ قتل و غارت کو ختم کرنے کے لئے پاکستانی قوم کے لیڈروں کو چاہیے کہ وہ اس دہشت گردی کے سدباب کی طرف سنجیدگی سے توجہ دیں اگر کوئی ایجنٹ لوگوں کو قتل کر دیتا ہے پریس والے ایسے واقعات کو زیادہ اچھال دیتے ہیں جس طرح سے شہ سرخیوں کے ساتھ واقعہ کو لکھتے ہیں میرا خیال ہے کہ یہ ایسے واقعات کا سدباب ہرگز نہیں ہے اپوزیشن اس بات کو ایشو بنائے اور دہشت گردی کو بھی محاذ آرائی کی شکل دے میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن اور اخبار والوں کو بہت مثبت کردار ادا کرنا چاہیے حکومت کا کردار جس طرح مثبت ہے اسی طرح سے اپوزیشن کا کردار مثبت ہونا چاہیے۔

ابوظہبی میں مقیم پاکستانی اچھوتے اسٹائل کے آرٹسٹ

لیاقت علی

وطن عزیز پاکستان کی کوکھ سے جنم لینے والوں نے نہ صرف پاکستان بلکہ بیرون ملک مختلف شعبوں میں اپنے کام اور صلاحیتوں کی وجہ سے ملک کا نام روشن کیا ہے ان ہی شخصیات میں سے ایک نام مشہور آرٹسٹ لیاقت علی خان کا ہے جنہوں نے ابوظہبی میں عالی نمائش اور یو اے ای کے قومی دنوں کے موقع پر اپنی پینٹنگز اور فن پاروں سے ایسی شہرت پائی ہے کہ آرٹ کے شائقین اور مقامی حکام نے ان کے نمونوں اور محنت کو بے حد سراہا ہے مرکز پاکستان ابوظہبی نے اس مشہور آرٹسٹ کو سال کے بہترین مصور کا ایوارڈ دیا اس سے قبل بھی کئی مرتبہ سال کے بہترین آرٹسٹ کا ایوارڈ حاصل کر چکے ہیں ان کے فن اور صلاحیتوں سے نہ صرف ان کا اپنا بلکہ دیار غیر میں پاکستانیوں کی صلاحیتوں کا لوہا مانا گیا ہے۔

کوہاٹ میں پیدا ہونے والے لیاقت علی خان کی اس مقام تک پہنچنے کی کہانی طویل ہے ایک باہمت انسان نے مسلسل انتھک محنت اور شوق کی خاطر منزل حاصل کرنے کے لئے سفر جاری رکھا آج آرٹ کی دنیا میں لیاقت علی خان کا اہم مقام ہے گو کہ ان کے گھرانے کے بیشتر افراد، بھائی اور والد فوج میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں ان کے والد نے لیاقت علی خان کو بھی دوسرے بھائیوں کی طرح فوج میں بھرتی کروانا چاہا لیکن کچھ کرنے کی جستجو ان کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتی تھی والد کے میجر دوست نے مشورہ دیا کہ اس کو شوق پورا کرنے دو پھر والد نے اجازت دے دی پہلے استاد سے ایک سال تربیت لی پھر پشاور یونیورسٹی میں فائن آرٹ میں داخلہ لے لیا اور بی اے کیا یونیورسٹی کے پہلے ہی سال پوزیشن حاصل کی جبکہ سیکنڈ ایئر میں

ناموری کی عکاسی ہوتی ہے ان کی پینٹنگ "کاروان ان وی‌زرٹ" نے بہت شہرت پائی لیاقت علی خان کی بچوں کی کتابوں کے نمونوں کی بڑی نمائش 1992ء میں کلچرل فاؤنڈیشن میں ہوئی پبل میں انہوں نے شیخ زاید کا چالیس فٹ کا پوٹریٹ بنایا جیسے 1995ء شیخ زاید کی 50 فٹ بڑی تصویر گھوڑے پر بیٹھے ہاتھ میں شاہین کی پوٹریٹ بنائی دوسرے ممالک کے آرٹسٹوں اور مقامی شیوخ سب ہی نے انکی صلاحیتوں اور مہارت فن کی تعریف کی ہے جو دیار غیر میں پاکستانیوں کے لئے بڑا اعزاز ہے۔

ہزاروں لوگوں نے پسند کیا پھر ابو ظہبی میں اہلاً و سہلاً اور شاہین کے خوبصورت ڈیزائن بنائے 1994ء میں شیخ زاید کی تخت نشینی کے جشن پر شیخ زاید کی چالیس فٹ قد آور تصویر اور کراؤن پرنس شیخ خلیفہ بن زاید کی 24 فٹ تصویر بنائی گئی اس سال بہترین کارکردگی پر ایک فوجی فاؤنڈیشن اور دوسرا پشاور یونیورسٹی کی جانب سے وظیفہ ملا تھرڈ ایئر میں نمایاں پوزیشن کے ساتھ یونیورسٹی میں ہونے والی نمائش میں دوسری پوزیشن حاصل کی پشاور یونیورسٹی میں تعلیم کے دوران شعبہ فائن آرٹ کے صدر بھی رہے یونیورسٹی سے فارغ ہو کر عملی زندگی میں بے حد نام کمایا 73ء میں سرحد اکیڈیمی کی جانب سے صوبہ سرحد کے بہترین آرٹسٹ کا ایوارڈ ملا اس ایوارڈ کو حاصل کرنے کے بعد نئے تجربے اور ایجادات کرنے کی تحریک پیدا ہوئی اور اشتہارات میں نئی تکنیک دی جو عام تکنیک سے مختلف تھی۔ اس کو بے حد شہرت ملی ان کی اس اعلیٰ کارکردگی کی بناء پر انفارمیشن سیکشن پشاور ڈائریکٹریٹ آف ایگریکلچر میں آرٹسٹ کی جاب کی آفر ہوئی چار سال تک کام کرنے کے بعد پاکستان اٹامک انرجی کمیشن (ارتم) میں آرٹسٹ اور موڈلسٹ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں 76ء میں اسلام آباد کونسل آف دی آرٹ کی جانب سے انعام ملا اس کونسل کی طرف سے 12 ہزار بچوں کا اجتماعی جمناسٹک کا مظاہرہ اسلام آباد میں منعقد ہوا وہاں لیاقت علی نے کورین کے ساتھ مل کر گروپ لیڈر کے طور پر کام کیا اعلیٰ کارکردگی پر انعام اور سند ملی پاکستان اٹامک انرجی میں موم کے پلاسٹر آف پیرس بنانے شروع کئے چین کے سربراہ نے پاکستان کے دورہ کے موقع پر ان کے مجسموں کو بے حد پسند کیا اور سراہا اس کے بعد شوق کی خاطر بیرون ملک منتقل ہو گئے وی پر ڈیزائنگ کا کام کیا 1979ء کے آخر میں ابو ظہبی بطور آرٹسٹ ایک کمپنی میں آئے پھر میونسپل ایگریکلچر سیکشن میں بحیثیت آرٹسٹ آ گئے۔ اس طرح متحدہ عرب امارات میں فن مصوری میں شہرت حاصل کی ابو ظہبی میں قومی دن کی کانفرنسوں میں عزت مآب شیخ زاید کی تخت نشینی کے دن اور کسی خاص موقع اور تقریبات پر جتنی تصاویر پورٹریٹ اور محرابیں وغیرہ مختلف مقامات پر لگائی جاتی ہیں بلکہ پھولوں کی نمائش فواروں اور باغات میں پھولوں کی تقسیم کے نقشے مرکز پاکستان و سفارت خانہ پاکستان و پاکستانی اسکول و کالج میں قومی دنوں پر جو تصاویر اور مصوری کا کام ہوتا ہے اکثر لیاقت علی خان کے فن کا اظہار ہیں۔

یونین نیشنل بینک کی طرف سے قومی دن کے موقع پر صدر متحدہ عرب امارات شیخ زاید بن سلطان کی بہترین تصاویر بنانے پر خاص انعام دیا گیا پاکستان انجینئرنگ کلب کی طرف سے ہینگز کی عالمی نمائش میں بہت سے ممالک کے آرٹسٹوں نے

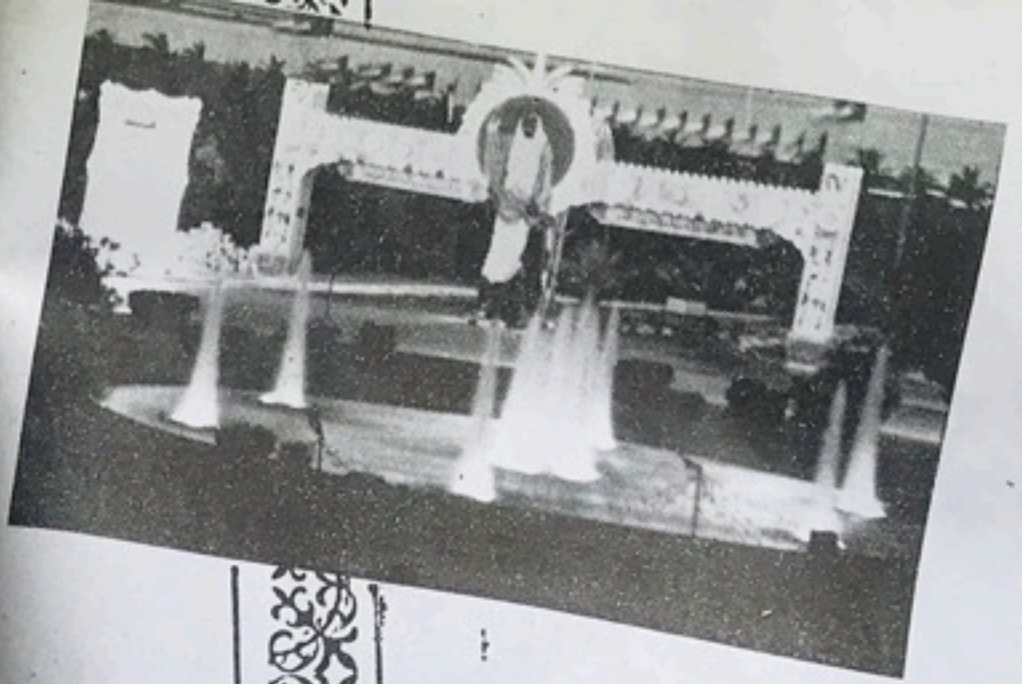

ان کی پینٹنگز کے بارے میں خصوصی کالم لکھے کہ تجریدی آرٹ میں انہوں نے نئی جدت پیدا کی ان کی تصاویر میں تخیل سے موت کا منظر دکھی انسانیت کی بدحالی اور مظلوم معاشرے کے حصہ لیا لیاقت علی خان نے اس نمائش میں نئے اسٹائل سے پینٹنگ کو پیش کیا اس نئے اسٹائل کو سب مصوروں اور آرٹ سے دلچسپی رکھنے والوں نے سراہا اور متاثر ہو کر مبارکباد دی کہ نیا اسٹائل بھرپور کامیابی حاصل کرے گا مقامی اخبارات نے بھی

پاکستانی نوجوان

کب تک نشہ کرتے رہیں گے

ع۔ خان

کل رات بھاٹی چوک سے گذرتے ہوئے کوڑے کے ایک ڈھیر پر کسی ماں کے جگر گوشے کی زندہ لاش پر نظر پڑی جو ہیروئن کا زہر اپنے جسم میں انڈیل کر دنیا و مافیہا سے بے خبر پڑا تھا وہ میرا آپ کا ہم سب کا مستقبل تھا وہ مادر وطن کا معمار تھا جو یہ بھول گیا کہ اس کے اسلاف نے ہزاروں عصمتوں اور لاکھوں جانوں کی قربانی دے کر فرنگی سے زمین کا یہ ٹکڑا اس لئے نہیں چھینا تھا کہ اس کی پاک فضاؤں میں منشیات کا مذموم دھواں کسی ماں کی بوڑھی حسرتوں پر تاریکی کے منحوس سائے ڈال دے اس کے نوجوان اسے مسلمانوں کا عظیم قلعہ بنانے کی بجائے ہیروئن، چرس، کوکین اور شراب کے نشے میں مدہوش ہو کر اس پر بوجھ بن جائیں۔

منشیات کا استعمال کوئی نئی چیز نہیں قرون وسطی میں ہندو کیانی ذہنی یکسوئی کیلئے افیون اور بھنگ کا استعمال کیا کرتے تھے سلطان صلاح الدین ایوبی کے دور میں حسن بن صباح لوگوں کو ذہنی طور پر اپنا غلام بنانے اور اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے لئے حشیش استعمال کرتا تھا پنجاب میں ملنگوں کے ڈیروں پر بھنگ کوٹی جاتی تھی جسے وہ "ساوی" کا نام دیتے تھے آہستہ آہستہ ان نشہ آور اشیاء کا استعمال ایک لت کی صورت اختیار کر گیا اور لوگوں نے اس میں نت نئی اختراعات شروع کر دیں پوست کے پودے سے افیم حاصل کی گئی کوکا کے بیجوں سے کوکین نکالی گئی مارفین بھی عام نظر آنے لگی لیکن "نروان" کی تلاش ہنوز جاری تھی جس نے دور جدید کے مہنگے ترین نشے ہیروئن کو جنم دیا جو دیکھتے ہی دیکھتے کرہ ارض کے سب سے بڑے مسئلے کی شکل اختیار کر گئی پاکستان میں حشیش، کوکین، گانجا اور مارفین کی نسبت ہیروئن کا استعمال زیادہ عام ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس وقت صرف پاکستان میں تیس لاکھ افراد ہیروئن کے عادی ہیں جن میں چودہ سے اٹھائیس سال کی عمر کے بیس لاکھ نوجوان بھی شامل ہیں جن کی صلاحیتوں کو اگر صحیح رہنمائی ملتی تو وہ پاکستان کو ترقی یافتہ ممالک کی صف میں لا کھڑا کرتے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک نوجوان اس دنیائے رنگ و بو سے فرار حاصل کر کے نشے میں اپنا سکون ڈھونڈتا ہے؟ اس وقت ہمارے نوجوانوں کا سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے عمر عزیز کے سنہرے برس حصول تعلیم میں ضائع کرنے کے بعد نوکری کی تلاش میں ہر طرف سے مایوس ہو کر وہ حالات سے فرار حاصل کرتا ہے کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو فوری موت کو گلے لگا لیتے ہیں اور بہت سے ہیروئن اور دوسری نشہ آور اشیاء میں غرق ہو کر زندگی اور موت کے درمیان معلق ہو جاتے ہیں بری سوسائٹی اور گھریلو پریشانیاں جن میں پسند کی شادی نہ ہونا، سرفہرست ہے، بھی انہیں نشے کی دلدل میں گھسیٹنے کا موجب بنتی ہیں۔

نشے سے چھٹکارا کیسے ممکن ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب اس وقت تک نہیں دیا جا سکتا جب تک مریض خود یہ سوال نہ پوچھے۔ نشے کی لعنت سے نجات پانے کے لئے مریض کی اپنی قوت ارادی سے زیادہ موثر کوئی اور دوا نہیں اس کے لواحقین بھی اس کے علاج میں بہت موثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔ مریض کو یہ احساس مت دلاتے ائی کہ وہ اچھوت ہو گیا ہے اسے اس کی اہمیت کا احساس دلائیں اس کے اندر سوئے ہوئے جذبات کو جگانے کی کوشش کریں اسے اس کی اہمیت یاد دلائیں اس کے اندر سوئے ہوئے جذبات کو جگانے کی کوشش کریں۔ اسے علاج پر آمادہ کریں اور پھر کسی اچھے ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

زندگی عطیہ خداوندی ہے جو صرف ایک بار ملتا ہے منشیات کے استعمال سے اس عطیہ کی توہین مقصود ہے آپ یہ پسند کریں گے کہ آپ کے بیوی بچے بھیک مانگتے نظر آئیں؟ آپ کی بوڑھی ماں آپ کو کوڑے اور گندگی کے ڈھیروں پر ڈھونڈتی پھرے؟ آپ کی بہن کے سر میں چاندی جھلکنے لگے اور-----

کسی روز آپ کی لاش کارپوریشن والوں کو اٹھا کر لے جانی پڑے؟

شوق سے منشیات استعمال کریں، مگر پہلے اپنے کفن کا انتظام ضرور کر لیں۔

انیتا ایوب کی فلمی اور غیر فلمی مصروفیات کی مکمل کہانی منظر عام پر

انیتا ایوب

چھوٹی عمر میں بڑے بڑے تجربوں نے مشرقی لڑکی کو "آزاد" بنایا

● پاکستان کا نام بدنام کرنے والی انیتا کی "پیاس" کوئی نہیں بجھا سکتا ● انیتا ایوب نے ہندو نوجوان کے ساتھ شادی کیوں رچائی

انیتا نام کی پاکستانی اور مسلمان ہے، ہندو سکھ اور کئی غیر مسلم نوجوان اور بوڑھے اس کی زندگی میں مکمل طور پر داخل ہو چکے ہیں

متنازعہ انیتا ایوب

اگر کوئی پوچھے کہ طارق روڈ کراچی کی سب سے مشہور چیز کیا ہے تو لوگ فوراً" کہیں گے "طارق ٹی" اور "انیتا ایوب" مشہور ہیں انیتا ایوب نے سکول کے زمانے میں ہی "بڑے بڑے تجربات شروع کر دیئے تھے کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ انیتا پہلے تجربہ کار ہوئی اور بعد میں جوان ہوئی انیتا ایوب ہمارے ملک کی چند متنازعہ ہستیوں میں سے ایک ہیں گذشتہ دنوں انیتا ایوب کی "بے باکی" پر "خراج تحسین" پ کرتے ہوئے مسرت شاہین نے کہا تھا کہ "انیتا ایو جوان کی بچی ہے جو مولویوں سے نہیں ڈرتی" ان اس بات پر کچھ لوگوں نے کہا کہ مسرت شاہین کا ا

بارے میں کیا خیال ہے؟ بہرحال انیتا ایوب ماہ اکتوبر میں ایک بیٹے کی ماں بن گئی اگر یہ خبر کسی اداکارہ کے حوالے سے ہوتی تو شوبز سے غائب ہو قارئین کے لئے کافی سنسنی خیز ثابت ہو سکتی تھی لیکن انیتا ایوب کے حوالے سے وہ کسی بھی "حیران کن خبر" کے لئے ہمیشہ تیار رہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اب قارئین کو بھی اس بات کا بخوبی اندازہ ہو چکا ہے کہ انیتا ان فنکاراؤں میں سے ہیں جو خبروں میں رہنے کا گر جانتی ہیں اس لئے آئے دن کسی نہ کسی حوالے سے وہ ضرور ڈسکس ہوتی رہتی ہیں۔

جب وہ شوبزنس کی دنیا میں نہیں آئی تھی تب سے اس کی اولین خواہش یہ تھی کہ "کسی بھی قیمت پر شہرت" حاصل کرے اس مقصد کے لئے اس نے فیشن شوز آرگنائز کرنا شروع کئے ان سے ایسی شہرت تو نہ ملی البتہ "شوبزنس کی دنیا میں آنے کا ایک راستہ ضرور مل گیا ماڈلنگ کی دنیا میں ابتدائی اشتہارات کی کامیابی کے بعد اس نے اپنے معاوضے میں یکایک اضافہ کر دیا یوں پہلی بار وہ خبروں کی زینت بنی جب یہ خبر ماند ہوئی تو وہ ٹی وی ڈراموں کی طرف آ گئی یہ بھی ایک حیران کن تبدیلی تھی جب "اداکاری" کے میدان میں "ناکامی" ہوئی تو اس نے "مقابلہ حسن" میں شرکت کا فیصلہ کیا، جس میں اسے ناکامی ہوئی لیکن اس نے اس کی بھی پرواہ نہیں کی اور "انڈین" فلموں میں "کام" کرنے کا شوق پورا کیا جس میں اس نے اپنی "اداکارانہ صلاحتیوں" کی بجائے "جسمانی صلاحتیوں کو" زیادہ سے زیادہ استعمال کیا اس کے "نیم عریاں فوٹو کے البم" نے پوری دنیا میں طوفان برپا کر دیا لیکن انیتا نے پاکستان آ کر یہاں کی فلموں میں بالکل مختلف اداکاری کرنے کی کوشش کی

خوبرو ماڈل انیتا ایوب کی خفیہ سرگرمیوں کی سنسنی خیز رپورٹ

جس میں وہ ایک بار پھر ناکام رہی یہ بات طے ہے کہ انیتا خوش شکل ہے اور ایک اچھی ماڈل بننے کی صلاحیت اس میں نہیں ہے اس بات کا احساس خود انیتا کو بھی ہو چلا ہے اس لئے اب اس نے ایسے حربے اختیار کرنا شروع کئے ہیں جو اسے شوبز کی دنیا میں میں زندہ رکھ سکیں انیتا کے ماں بننے کی خبر بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے لیکن اس میں لوگوں کو حیرانی اس بات کی ہے کہ آخر شادی کب، کہاں اور کس سے انجام پائی؟ پھر انیتا جیسی لڑکی نے اس شادی کی پبلسٹی کن وجوہات کی بنا پر نہیں کی اور آخر ایسا کس طرح ہوا کہ اتنی اہم خبر اتنے ماہ تک پریس کی نظروں سے "پوشیدہ" رہی۔

اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ این ٹی ایم کی ڈرامہ سیریل میں کام کرنے کے بعد انیتا امریکہ چلی گئی تھی وہیں اس کی ملاقات نیو یارک میں ایک نوجوان ہندو تاجر" سے ہوئی یہ ایک اتفاقیہ ملاقات تھی لیکن انیتا نے اس کے دل میں گھر کر لیا تھا اس لئے دونوں کو ایک دوسرے کے قریب آنے کا موقع ملا انیتا نے بھی اپنے دل کو اس نوجوان کے نام پر دھڑکتا محسوس کیا دونوں کے درمیان دوستی کے رشتے مستحکم ہوتے چلے گئے اس نوجوان نے انیتا سے "محبت" کا "اظہار" کیا اور حیرت انگیز طور پر مشرقی انداز میں بات چلی ماں باپ کی مرضی بھی حاصل کی گئی جب دونوں طرف سے اقرار ہوا تو ان کے درمیان نہایت سادگی سے شادی کی یہ تقریب انجام پا گئی تب سے اب تک انیتا امریکہ میں ہی ہے اور ۳۱ اکتوبر کی شب اس نے نیو یارک کے ہسپتال میں بیٹے کو جنم دیا جس کا نام ماں باپ کی مرضی سے شاہ زند تجویز کیا گیا اس پورے واقعے میں کہیں بھی کسی بھی طرح کی سنسنی خیزی کا عنصر نہیں پایا جاتا ہے عموماً" شادی کی تقریبات ایسے ہی انجام پایا کرتی ہیں لیکن یہ انیتا کی شادی تھی جب اس شادی کی خبریں پاکستان میں آئیں تو ایک بار پھر انیتا "متنازعہ" شخصیت بن گئی۔ انیتا کی شادی کو ناجائز قرار دیا گیا اس لئے کہ اسلامی احکامات کی رو سے اہل کتاب سے شادی کرنے کا حق صرف مردوں کو حاصل ہے عورتوں کو اس بات کی بالکل اجازت نہیں پھر ایک غیر مسلم سے شادی تو شرعی طور پر ویسے بھی گناہ ہے۔

لاہور کے اخبارات میں تو اس شادی پر شدید

غم و غصہ کا اظہار بھی کیا گیا ہے اور یہ مطالبہ بھی کیا گیا ہے کہ انیتا کو ملک آنے کی اجازت نہ دی جائے اور اس کے خلاف شرعی قوانین کے تحت "مقدمہ" بھی درج کیا جائے اور عبرت انگیز سزا دی جائے یہ تو ایک طرف کا موقف تھا دوسری طرف انیتا کی والدہ نے شادی اور بچے کی ولادت کی خبر کو درست قرار دیتے ہوئے بتایا کہ انیتا کی شادی والدین کی مرضی سے انجام پائی ہے اور شادی سے پہلے لڑکے نے بخوشی اسلام قبول کیا تھا اس کے خیال میں ایسی صورت میں شادی کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے کیونکہ نکاح کے وقت لڑکا مسلمان ہو چکا تھا اور غیر مسلم کو دائرہ اسلام میں داخل کرنا تو ویسے بھی بہت بڑی بات ہے (جیسی انیتا بظاہر نام نہاد مسلمان لڑکی ہے ویسا ہی اس کا شوہر نام کا مسلمان بہت آرام سے بن سکتا ہے)

بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر مذہبی حلقوں نے شوبزنس میں بلکہ پاکستان میں صرف انیتا کی ذات کو ہی اپنا ٹارگٹ کیوں بنا لیا ہے وہ صرف انیتا کو ہی اسلامی قوانین پر عمل پیرا دیکھنے کے کیوں خواہش مند ہیں اس ملک میں ایسی بیشتر شخصیات ہیں جو اسلامی اصول و ضوابط کو پامال کر رہی ہیں "مسلمان کے ہاتھوں مسلمان کا قتل عام ہو رہا ہے جھوٹ، منافقت، دھوکہ، لوٹ کھسوٹ، حق تلفی، اقرباء پروری اور رشوت یہ سب کچھ اس ملک کا حصہ بن چکا ہے نیلی اور جاوید شیخ صاحب اور جان ریمبو ریما اور بابر علی ایسے بے شمار جوڑے موجود ہیں جو شادی سے مسلسل انکار کرنے کے باوجود ایک ساتھ بالکل میاں بیوی کی طرح زندگی گذار رہے ہیں عائشہ عالم کی مثال ہی لے لیں جنہوں نے برائن کے ساتھ شادی کی جو مذہب کے لحاظ سے عیسائی تھی اور جنون گروپ میں لیڈ گٹارسٹ ہے اس طرح جلیل اختر سے شادی کی ہے ان کا مذہب بھی عیسائی ہے آخر ان دونوں کے خلاف کبھی اس قسم کا "واویلا" کیوں نہیں مچایا گیا؟ مذہبی حلقوں کو صرف انیتا ایوب

انیتا بمبئی میں کیا گُل کھلا رہی ہے

ہی مسلمان اور پاکستانی لڑکی نظر آتی ہے کہ صرف اس کا قبلہ درست کرانا ان کا فرض اولین بن چکا ہے اس سلسلے میں ہم نے جب عام فرد سے رائے طلب کی تو ان میں ایک صاحب نے یہ کہا کہ انیتا نے بھی وہی کچھ کیا ہے جو ہمارے یہاں کی دوسری فنکارائیں کرتی ہیں فرق صرف یہ ہے کہ انیتا بولڈ لڑکی ہے وہ جو کچھ کرتی ہے دھڑلے سے منظر عام پر لے آتی ہے ورنہ درپردہ شوبزنس کی دوسری فنکارائیں جو کچھ کر رہی ہیں وہ کسی سے پوشیدہ بھی نہیں ہیں ایک خاتون کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے تو لگتا ہے کہ ساری تنقید "نورا کشتی" ہے اور انیتا خود خبروں میں زندہ رہنے کے لئے میگزینز کے ٹائیٹل میں جگہ بنانے کے لئے ایسا کرتی رہتی ہے ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں یہاں کے مذہبی حلقوں کے بعض غیر مستند افراد کو مجبور کیا جاتا ہو کہ وہ انیتا کے ہی اقدام پر بہت زیادہ تنقید کریں تاکہ وہ متنازعہ بن کر زیادہ عرصہ خبروں میں رہ سکے ورنہ یہی سارے کام سب لوگ کرتے ہیں مگر ان پر تنقید نہیں ہوتی کیا ہمارے مذہبی لوگوں کے پاس انیتا ایوب کے علاوہ کوئی اور کام نہیں ہے جس لڑکی کی ساری زندگی غیر اسلامی روش پر گذر رہی ہے اس کے لئے شادی جائز ہو یا ناجائز ہو کوئی معنی نہیں رکھتا لہٰذا یہ محض انیتا اور اس کے حواریوں کی شرارت لگتی ہے کہ خبروں میں رہنا بھی دوسری عادتوں کی طرح اب انیتا کی عادت بن چکی ہے اس میں اب نہ تو اداکاری کا کوئی چارم رہا ہے اور نہ ہی وہ ماڈلنگ کے لئے مناسب شخصیت ہے اس لئے اب خبروں میں رہنے کے لئے شادی اور بچے ہی رہ جاتے ہیں کیا خیال ہے قارئین خاتون کی رائے کچھ زیادہ مناسب نہیں لگ رہی ہے آپ لوگوں کو؟

ایک خبر یہ بھی ہے کہ دیو آنند نے جس کی عمر اس وقت پورے 71 برس ہے انیتا ایوب کو گینکسٹر کی یادگار پرفارمنس اور انیتا ایوب کی کو آپریٹو طبیعت سے متاثر ہو کر اسے اپنی نئی فلم میں پھر کاسٹ کر لیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ لوگ آج بھی انیتا کے اتنے ہی دیوانے ہیں جتنے کل تھے اس کے ساتھ ہی انیتا نے اپنا ایک بیان بھی جاری کیا ہے کہ انڈیا کی تمام چیدہ چیدہ ہیروئن کپڑے اتار کر ہی کامیاب ہوئی ہیں تو اگر میں ایسا کر رہی ہوں تو کسی کو کیا تکلیف ہے کیونکہ لوگ سینما ہال "تفریح" دیکھنے آتے ہیں تو ہم اگر انہیں کچھ دکھا کر تفریح مہیا کر دیتے ہیں تو کیا برا ہے۔

قابل اشاعت

ستاروں کا کھیل

تحریر: مقبول الرحمٰن عباسی جدہ

پرانی اخبارات کو دیکھ رہا تھا کہ 23 ستمبر 95ء کی "...ں" میں خوشنود علی خان کا کالم نظروں سے گذرا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ ان کا اور الطاف حسین کا ستارہ ایک ہے یعنی سنبلہ (Vigro)_ سنبلہ افراد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اگر وہ نرمی سے گفتگو کر رہے ہوں تو بہت سے افراد ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور نہایت وفاداری سے ان کی پیروی کرتے ہیں۔ یہ لوگ دوسروں سے آگے نکل جانے کی خواہش رکھتے ہیں اور بہت جلد اعلیٰ عہدوں پر پہنچ جاتے ہیں۔ سنبلہ افراد میں شہید ہونے کا جذبہ اتنا زیادہ نہیں ہوتا لیکن متلون مزاج ہونے کے باوجود جس پیشے کا انتخاب کر لیتے ہیں اس کی بلند ترین چوٹی پر پہنچ جاتے ہیں۔ خوشنود صاحب آگے لکھتے ہیں کہ سنبلہ افراد راضی نہیں ہوتے کیونکہ ان کا آئیڈیل پرفیکشن ہوتا ہے اور جو چیز ان کے معیار پر پورا نہیں اترتی ہے اس کے ساتھ سرد مہری کا رویہ اختیار کر کے اسے مایوس کر دیتے ہیں۔ سنبلہ افراد عموماً امکانی نقصانات کا اندازہ لگاتے رہتے ہیں لہٰذا ان کے لئے آرام کرنا اور زندگی کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونا بہت مشکل ہوتا ہے۔

یہ سب کچھ لکھنے کے بعد وہ صرف الطاف حسین کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بے شک الطاف حسین کامیاب ہو رہے ہیں لیکن ایک وقت آئے گا کہ شہنشاہ ایران کی طرح الطاف حسین کو بھی قبر کے لئے دو گز زمین کہیں نہ مل سکے گی۔

خوشنود صاحب کا کالم پڑھ رہا تھا اور ذہن جو ماضی کی بھول بھلیوں میں الجھا ہوا تھا آہستہ آہستہ اپنا راستہ بنانے لگا اور پھر میں مطمئن ہو کر قارئین کے لئے لکھنے بیٹھ گیا کہ ان کی زیادتیوں پر تلملانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ ان کے ستارے کا کرشمہ ہے اب آپ کو مطمئن کرنے کے لئے کوئی کہانی تو سنانی ہی ہوگی تو لیجئے سنئے اور خود ہی فیصلہ کریں۔ سنا ہے 14۔ اگست 95ء کو خوشنود علی خان صاحب بمعہ اپنے ایک دوست اور بیوی بچوں عمرہ کے لئے جدہ پہنچے تو کچھ سرکردہ پاکستانیوں نے ان کا ائیرپورٹ پر استقبال کیا، مکہ المکرمہ بغرض عمرہ لے گئے۔ رہائش کا بندوست کیا دوسرے دن جب وہ واپس جدہ آئے تو خود ہی ان حضرات کو اپنی رہائش گاہ پر بلایا ان کے ساتھ بمعہ فیملی رات کا کھانا کھایا اور ان حضرات کی خواہش پر 14۔ اگست کے پروگرام میں مہمان خصوصی بننا قبول کیا۔ لیکن خوشنود صاحب کے سنبلہ نے ایک ذمہ دار آدمی کو متلون مزاج بنا دیا اور وہ جس میں شہید ہونے کا جذبہ کم تھا یوسف کی طرح منڈی میں بک گیا اور اسی سنبلہ نے اسے ایک ایسے اونچے ڈھیر پر پہنچا دیا جو بظاہر سنبلہ کو بہت اونچائی پر نظر آیا لیکن حقیقت میں ایک بدبودار گندگی کا ڈھیر تھا چلو سنبلہ کی خواہش اونچائی پر پہنچنے کی کسی طرح تو پوری ہوگی۔ شہید نہ ہو سکے بک تو گئے دراصل سنبلہ افراد میں شہید ہونے کا جذبہ یا بکنے کا جذبہ ایک جیسا ہی ہوتا ہے اور ویسے بھی موجودہ زمانہ میں اچھائی اور برائی میں پڑھے لکھے لوگ فرق محسوس ہی نہیں کرتے۔ البتہ ایک سوال ہے کہ اگر الطاف حسین اور خوشنود علی خان کے اوصاف (متوسط سنبلہ) ایک جیسے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ صرف الطاف حسین کے لئے ہی یہ اللہ کی زمین تنگ ہو جائے گی اور خوشنود علی خان اسی طرح دندناتے پھرتے رہیں گے اگر ہو سکے تو خوشنود صاحب خود ہی جواب دیں۔ اخبار کے اسی صفحے پر سرفراز علی حسین کے PCO سے مینڈکوں کی کیبنٹ سے بات ہوتی جو ابھی تک جاری ہے' کیونکہ مینڈکوں کی یہ پنساری تولنا بے نظیر صاحبہ کے بس میں نہیں ہے۔ ایک طرف جونیجو لیگ کے مینڈک پھدک رہے ہوتے ہیں تو دوسرے پلڑے سے پی پی پی کے مینڈکوں کی ٹرانے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ لگتا ہے نہ یہ مینڈکوں کی پنساری تلے گی نہ دکانداری چلے گی البتہ لوٹ مار کر کے یہ بنئے اپنے گھروں کی راہ لیں گے اور قائداعظم و علامہ اقبال کی روحیں آنسو بہاتی رہیں اور ہمیں وہ بھی نظر نہ آ سکیں گی۔

اسی صفحے پر لیفٹننٹ جنرل (ر) ایف ایس لودھی کے قانون اور معاشرہ میں ملکی سالمیت اور قانون کی حکمرانی کے حوالے سے دلچسپ گفتگو بھی پڑھنے کو ملی جنرل صاحب مختلف انداز میں ملکی سالمیت اور قانون کی حکمرانی پر تبصرہ کرنے کے بعد حکومت کو مشورہ دیتے ہیں کہ ایک ٹربیونل کا قیام عمل میں لانا چاہئے جو ان ایجنسیوں کی تحقیق کرے جن کے ہاتھوں بے گناہ افراد قتل ہوتے ہیں' قید ہوتے ہیں یا ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی جنرل صاحب نے ان ایجنسیوں کی جڑ کا بھی حوالہ دیا ہے کہ یہ ایجنسیاں وزارت دفاع اور وزارت داخلہ کے تحت کام کرتی ہیں تو کیوں نہ اس ظلم کی کڑیاں جوڑی جائیں اور ظالم کے گریباں تک پہنچیں۔ جس طرح کان صاف کرتے وقت مزہ اس تیلے کو نہیں آتا جس سے کان صاف کیا جاتا ہے بلکہ مزہ کان کو آتا ہے اسی طرح تکلیف اس بندوق کو نہیں ہوتی ہے جس سے گولی چلائی جاتی ہے بلکہ جس پر گولی چلائی جاتی ہے یا تو وہ مرتا ہے یا زخمی ہوتا ہے تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ قصوروار پولیس، رینجرز یا فوج کے جوان نہیں ہوتے اور نہ وہ ایجنسیاں ہوتی ہیں جہاں پلاننگ تیار کی جاتی ہے اور نہ وہ وزارتیں ہوتی ہیں جہاں سے یہ حتمی احکامات نشر ہوتے ہیں بلکہ قصوروار تو وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اشاروں پر یہ سب کچھ ہوتا ہے تو کیوں نہ وزیر دفاع اور وزیر داخلہ سے پوچھ گچھ کی جائے اور کیوں نہ ان دو شخصیات پر مقدمہ چلایا جائے جو اس ساری تباہی کے اصل ذمہ دار ہوتے ہیں۔ پاکستان کے وزیر دفاع تو بچارے صرف نام کے وزیر ہیں لیکن جواب دہی کے بہرحال وہی ذمہ دار ہیں البتہ ہمارے وزیر داخلہ صاحب جس طرح کی بیان بازی کی پریکٹس کر رہے ہیں وہ نہ صرف مایوس کن ہے بلکہ ملک اور قوم دونوں کے لئے تباہ کن ہے۔ میاں محمد نواز شریف کے خلاف لگائے گئے الزامات کو ثابت نہ کرنے کی صورت میں مستعفی ہونا' اوورسیز پاکستانیوں کو ووٹ کے حق سے محروم کرنا' اسلامی درسگاہوں کو تخریب گاہیں کہنا' کراچی کے نہتے عوام پر گولیاں برسا کر انہی کو مورد الزام ٹھہرانا وغیرہ ایسا لگتا ہے اب محمد نواز شریف اور ان کے ساتھیوں کو زیادہ محنت کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی تو آپ کو ایک عقلمند کی کہانی بھی سنا دوں کہ اسے الہام ہوا کہ اگر عزرائیل علیہ السلام اس کی چارپائی کی پینتی پر کھڑے نظر آئے تو ضرور اس کی روح قبض کریں گے۔ ایک دن اس نے عزرائیل علیہ السلام کو دیکھ لیا تو کود کر اس نے اپنا رخ بدل لیا لیکن عزرائیل وہاں بھی سامنے تھے وہ پھر کود کر دوسری طرف گیا عزرائیل وہاں بھی تھے اس طرح اسے رخ بدلتے دیکھ کر گھر والوں نے سوچا پاگل ہوگیا ہے تو اسے چارپائی کے ساتھ باندھ دیا اور عزرائیل اس کے نزدیک آگئے تب اس نے کہا کہ اے عزرائیل تم سے تو مار نہیں کھاتا البتہ اپنے گھر والوں نے پکڑ کر مجھے مروا دیا ہے۔ دوستو بے نظیر صاحبہ کو بھی ان کے اپنے آہستہ آہستہ باندھ رہے ہیں دیکھئے فاروق لغاری صاحب' بے نظیر صاحبہ' عبدالوحید صاحب اور بابر صاحب کے ستارے کیا کھیل کھیلتے ہیں۔

بے نظیر بھٹو کا ریاستی جبر
ہماری جدوجہد کا راستہ نہیں روک سکتے

ایم کیو ایم کے قائد
الطاف حسین
آج پوری مہاجر قوم کی آواز ہیں

کراچی کے نازک حالات کی ذمہ دار موجودہ حکومت ہے

ایم کیو ایم ان دنوں کراچی کے اندر پھر زیر عتاب ہے اس کے قائد بیرون ملک جا چکے ہیں بعض اراکین اسمبلی جیلوں میں ہیں حکومتی حلقوں میں یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ پاکستان پیپلزپارٹی شاید اقتدار کے باعث ایم کیو ایم کی سیاسی قوت کو کچل دیگی لیکن بظاہر یہ ممکن نظر نہیں آتا۔ پیپلزپارٹی کی موجودہ قیادت کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ اگر جنرل ضیاء الحق گیارہ سال کے مارشل لائی دور میں ریاستی جبر کی بنیاد پر پیپلزپارٹی کی غیر منظم سیاسی قوت کو نہیں کچل سکے تھے تو موجودہ دور کی کمزور حکومت ریاستی جبر کی بنیاد پر ایک منظم عوامی تحریک کو کیسے کچل سکتی ہے جس کا قیام احساس محرومی اور حالات کے جبر کا نتیجہ ہے ایم کیو ایم کے بارے میں مثبت اور منفی دو قسم کی آراء پائی جاتی ہیں لیکن رائے زنی کرنے والے کبھی تاریخی حقائق کو پیش نظر نہیں رکھتے ایم کیو ایم ایک حقیقت ہے اور اسے پیپلزپارٹی یا مسلم لیگ والے ختم نہیں کر سکتے دیکھنا یہ ہے کہ سندھ کے جن شہری علاقوں میں ایم کیو ایم والے لوگوں کے دلوں کی دھڑکن ہیں وہاں کے لوگوں کا سیاسی مزاج اور پس منظر کیا ہے قیام پاکستان سے لیکر آج تک کی سیاسی تاریخ گواہ ہے کہ کراچی کے اور حیدر آباد کے شہریوں نے سیاسی میدان میں کبھی چڑھتے سورج کی پوجا نہیں کی حکومت مسلم لیگ کی رہی یا پیپلزپارٹی کی لیکن کراچی اور حیدر آباد کے عوام نے ہمیشہ اپوزیشن کا ساتھ دیا ماضی کے حالات بتاتے ہیں کہ کراچی اور حیدر آباد سے جماعت اسلامی، جمعیت علمائے اسلام یا ایسی جماعتوں کے لوگ منتخب ہوتے رہے جن کا تعلق اپوزیشن سے ہوتا تھا اپوزیشن میں قوت حاصل کرنے والے تمام کردار جب کراچی اور حیدر آباد کے شہریوں کے مسائل حل نہیں کروا سکے تو پھر مہاجرین کے دانشوروں نے ایم کیو ایم کی بنیاد رکھی اس تنظیم کا ڈھانچہ اس قدر خیر و برکت کا باعث تھا کہ بہت جلد اس کے کارکن صرف مہاجرین ہی نہیں بلکہ عام آدمیوں کے دل کی دھڑکن بن گئے ۔الطاف حسین کی قیادت میں جب تعلیم یافتہ غریب سفید پوش اور باکردار لوگوں کی سیاسی قوت میدان میں آئی تو سندھی وڈیروں نے بالخصوص اور پورے ملک کے جاگیردارو اور سرمایہ داروں نے بالعموم پسے ہوئے لوگوں کی اس سیاسی قوت کو کچل کر رکھ دینے کا ارادہ کر لیا۔ ۱۹۸۸ء میں محترمہ بینظیر بھٹو الیکشن میں کامیابی حاصل کرتی ہیں محترمہ نے ایم کیو ایم کے ساتھ اتحاد کیا لیکن درپردہ بینظیر بھٹو کے ساتھی وڈیرے اس تنظیم کی کمر میں

کراچی میں ظالم اور مظلوم کی جنگ ہے

سندھی وڈیرے
جاگیردار اور سرمایہ دار
ایم کیو ایم کے خلاف ہیں

ظالم قوتیں
شکست سے دوچار
ہوں گی اور مظلوم
فتح
حاصل کریں گی

چھرا گھونپنے کے لئے ہر وقت سرگرم پائے جاتے تھے ۱۹۹۰ کے انتخابات میں نواز شریف نے واضح اکثریت حاصل کر لی لیکن وہ بھی ایم کیو ایم کو ساتھ ملائے بغیر حکومت نہیں بنا سکے ان کے عہد میں ایم کیو ایم پر شدید حملہ ہوا ریاستی جبر کی انتہا کر دی گئی لیکن ایم کیو ایم کی سیاسی قوت اور اہمیت کو ختم نہیں کیا جا سکا پھر نواز شریف بھی اقتدار سے رخصت ہوئے تو ایم کیو ایم سے "ہمدردی" جتاتے پائے گئے اور آج تک اسی "محبت" میں گرفتار نظر آتے ہیں۔ اب محترمہ بینظیر بھٹو دوبارہ اقتدار میں آگئیں انہیں اقتدار میں لانے کے لئے ملک کی اندرونی اور بیرونی طاقت ور قوتوں نے ایم کیو ایم سے قومی اسمبلی کے انتخابات کا جبرا" بائیکاٹ کروایا اور یوں بظاہر ایم کیو ایم قومی دھارے سے کٹ گئی محترمہ بینظیر بھٹو نے ایک عرصہ سے ایم کیو ایم کو دہشت گردی کے نام پر تختہ مشق بنا رکھا ہے اور کراچی کے شہریوں کو اس امر کی سزا دی جا رہی ہے کہ انہوں نے ایم کیو ایم کو ووٹ کیوں دیئے تھے۔ ریاستی جبر کے تمام گر آزمائے جا رہے ہیں۔ لیکن کامیابی نصیب نہیں ہو رہی۔ محترمہ بینظیر بھٹو کے ان اقدامات سے سندھی وڈیرے اور علیحدگی پسند یا غیر ملکی آقا تو خوش ہو رہے ہیں لیکن ملک تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے ایم کیو ایم کی قیادت کو یہ ادراک ہو چکا ہے کہ نواز شریف ہو یا بینظیر کوئی بھی دل سے ان کا ہمدرد نہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دونوں سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے ایجنٹ ہیں اور دونوں کا مقصد غیر ملکی آقاؤں کی خوشنودی ہے اب یہ حقیقت تسلیم کرنا ہوگی کہ جس طرح ندی کے دو کنارے آپس میں نہیں مل سکتے اسی طرح ایم کیو ایم ملک کے اندر موجود بڑی سیاسی قوتوں سے کوئی مطابقت نہیں رکھتی۔ یہ تمہید اس لئے باندھی گئی ہے کہ عام لوگوں کو ایم کیو ایم کے دو مرکزی قائدین اور اہم کرداروں کے خیالات سے آگاہ کیا جائے۔ ان میں سے ایک کردار قاضی خالد ہیں جو کہ قانون دان ہیں ایم کیو ایم میں آنے سے قبل مہاجر رابطہ کونسل کے سیکرٹری جنرل تھے اس وقت سندھ اسمبلی کے رکن ہیں اور ایم کیو ایم کی مذاکراتی ٹیم کے رکن ہیں اس وقت ایک اہم ذمہ داری بھی ادا کر رہے ہیں اور وہ ہے ایم کیو ایم کی لیگل کمیٹی کے کارکن ہونا--- اس وقت ایم کیو ایم جو ملکی لڑائی لڑ رہی ہے اور اس جدوجہد میں لیگل ایڈ کمیٹی ایک بڑے محاذ پر برسرپیکار ہے دوسرا کردار مسٹر طارق جاوید ہیں جو کہ ایم کیو ایم کی جرات مند قیادت میں اپنی شناخت آپ ہیں ان کا سیاسی پس منظر بہت جاندار ہے وہ

سینیئر وزیر اعلیٰ سندھ بھی رہ چکے ہیں انہوں نے طالبعلمی کے زمانہ میں کلاشنکوف کلچر کا مقابلہ کیا اور رفتہ رفتہ اپنی سیاسی جدوجہد کو گلیوں محلوں میں گھروں کے اندر لے آئے اس وقت کراچی اور حیدر آباد کے ہر غریب گھر کے ہر فرد کے دل میں ایم کیو ایم اور اس کے قائد الطاف حسین کا جو احترام پایا جاتا ہے اس کے لئے طارق جاوید نے بہت محنت کی ہے ان دونوں کردار کے ساتھ راقم الحروف کی ملاقات ایم کیو ایم کے ہیڈ کوارٹر ۹۰ میں ہوئی دنیا میں شہرت پانے والے دو چھوٹے چھوٹے کمروں پر مشتمل اس ہیڈ کوارٹر کی سادگی ایم کیو ایم کی قیادت کی سچائی اور حب الوطنی کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ یہاں پر لکڑی کا وہ پلنگ بھی موجود ہے جس پر قائد تحریک آرام کرتے رہے ہیں یہاں کے ماحول کی سادگی سے معلوم ہوتا ہے کہ ایم کیو ایم کی قیادت کے جذبے کسقدر صادق ہیں اور یہی سچائی سندھ کے شہروں میں سیاسی وڈیروں کے سر چڑھ کر بولتی ہے ایم کیو ایم کے مذکورہ بالا دونوں قائدین سے ملاقات کا احوال قارئین کے لئے پیش خدمت ہے

(صدیق القادری - چیف ایڈیٹر)

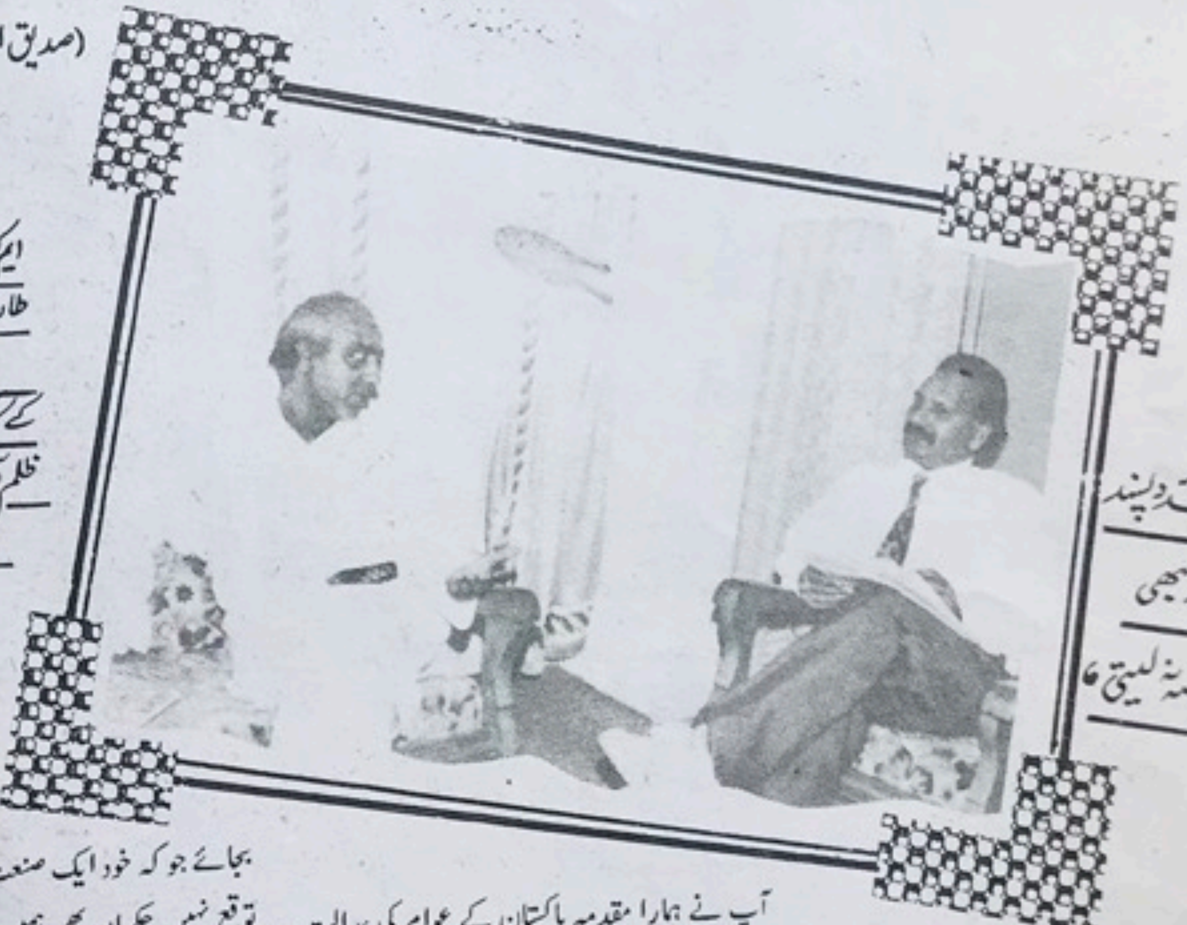

ایم کیو ایم کے مرکزی رہنما
طارق جاوید صدیق القادری
کو ایم کیو ایم
کے کارکنان پر ریاستی
ظلم وستم سے آگاہ کر رہے
ہیں

ایم کیو ایم اگر تشدد پسند
تنظیم ہوتی تو کبھی
الیکشن میں حصہ نہ لیتی

صدیق القادری:۔ راقم الحروف نے اپنے دورہ سندھ کے دوران تمام مکاتیب فکر کے سیاستدانوں سے ملاقات کی ہے ان ملاقاتوں سے ایک حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ ایم کیو ایم بلا شبہ شہری علاقوں کی نمائندہ قوت ہے اور سندھ کی سیاست پر اثر انداز ہوتی ہے صورتحال یہ ہے کہ خصوصاً کراچی کے حالات پر اہل وطن بہت آزردہ ہیں کیا آپ یہ بتانا پسند کریں گے کہ یہ حالات بلکہ بد ترین حالات کیوں پیدا ہوئے اور اس خطہ کو امن کا گہوارا کیسے بنایا جا سکتا ہے؟

طارق جاوید:۔ صدیق القادری صاحب! سب سے پہلے تو یہاں آپ کی آمد کا شکریہ ادا کرتا ہوں اس سے بھی زیادہ میں اس لئے آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے ہمارا مقدمہ پاکستان کے عوام کی عدالت میں پیش کرنے کے لئے ہمارے جذبات جاننا چاہے ہیں اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ قومی اور بین الاقوامی ذرائع ابلاغ اور غیر ملکی آقاؤں کے تابع پاکستان کے حکمران ہماری آواز کو دباتے ہیں اس ساری عمل کے باوجود آپ جیسے صحافی موجود ہیں جن کے حوالے سے ہماری بات اور ایم کیو ایم کے کردار کی اصل حقیقت عوام تک پہنچ رہی ہے میں آپ کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حق وصداقت کا علم بلند رکھنے کی توفیق بخشے اور اس میدان میں ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے تو اس ضمن میں گذارش ہے کہ ایم کیو ایم غریبوں کی جماعت ہے اس لئے ہمیں ذرائع ابلاغ کی بجائے جو کہ خود ایک صنعت بن چکی ہے خیر کی کوئی توقع نہیں حکمران بھی ہمیں نہیں بخشیں گے ہم ان سے کیوں شکایت کریں ہم حق وصداقت پر ہیں اور حکمرانوں کا کام ہے ہمیں مٹانا لیکن وہ اس حقیقت سے روگردانی کر رہے ہیں کہ حق وصداقت کو نہ تو ماضی میں کوئی دبا سکا ہے اور نہ ہی اب دبایا جا سکے گا۔ ہمارے بارے میں بہت منفی پروپیگنڈہ کیا گیا۔ لیکن لوگ جانتے ہیں کہ ہمارا جرم صرف یہ ہے کہ ہم نے جاگیردار، سرمایہ دار اور سندھی وڈیرے کی غلامی قبول نہیں کی اور اس کے مقابلہ میں غریبوں، متوسط طبقہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کو میدان سیاست میں لے آئے وڈیرے تو غریب کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا پسند نہیں کرتے وہ ہمیں کاروبار مملکت میں کیسے شریک کر سکتے ہیں کراچی کے اندر امیر اور غریب کی جنگ ہے حکمران دہشت گردی کر رہے ہیں سندھی وڈیرے

سندھ آپریشن

نواز شریف نے نہیں بلکہ ایجنسیوں نے شروع کیا تھا...

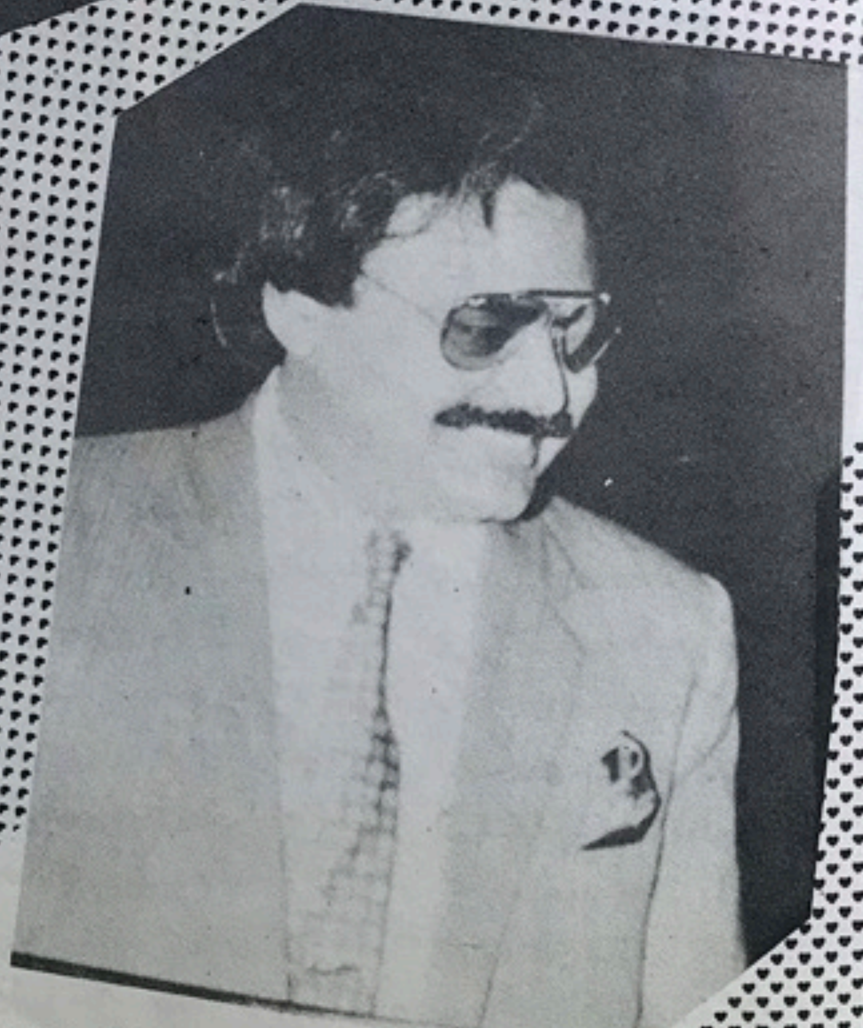

ظلم ڈھا رہے ہیں ہمیں یقین ہے کہ آخری فتح غریب عوام کی ہوگی اور ظلم کی قوتیں مٹ جائیں گی۔ جہاں تک پرنٹڈ میڈیا کا تعلق ہے تو ہمیں اخبارات سے بہت سی شکایات ہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ ہماری کارکردگی کی بنیاد پر ہمیں کوریج دی جائے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا سب اخبارات ایسا کرتے ہیں کسی کا نام لینے کی ضرورت نہیں۔ اخبارات میں قائد تحریک کا اہم ترین بیان بھی دو کالمی شائع ہوتا ہے ان تمام شکایات کے باوجود آپ جیسے ایسے صحافی دوست ہیں جو ہمارے مشن کو سمجھتے ہیں اور جاگیرداری نظام کو ختم کرنے کے لئے ہمارے ساتھ ہیں جہاں تک موجودہ حکومت کا تعلق ہے تو یہ ریاستی جبر کر رہی ہے اور کراچی کے اندر ظلم وبربریت کے ایسے مظاہرے کئے جا رہے ہیں جس کے تصور سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ہمیں صرف اس حکومت سے شکوہ نہیں ہے ماضی میں جب ہم خود صوبائی حکومت میں شامل

غدار بے نظیر بھٹو ہے

ہمارے قائد

الطاف حسین نہیں

تعلیمی اداروں میں تشدد ہم نے نہیں بلکہ جماعت اسلامی کی اسلامی جمعیت طلبہ نے شروع کیا

تھے۔ حکمران ٹولہ اس وقت بھی غریب لوگوں کے غریب عوامی نمائندوں کو اچھوت سمجھتا تھا۔ ہمارے ساتھ تو اس وقت بھی تعاون نہیں کیا جاتا رہا دراصل چند جاگیردار' سرمایہ دار اور وڈیروں کا ٹولہ ملکی وسائل اور اقتدار پر قابض ہے اور وہ ۹۸ فیصد غریب لوگوں کو ان کے حقوق سے محروم کرنا چاہتا ہے یہ ٹولہ ظاہر ہے غریبوں کے نمائندوں کو اقتدار میں شریک نہیں کریگا اس طرح ان کی اجارہ داری ختم ہوتی ہے ان سب زیادتیوں اور مظالم کے باوجود ہم اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے اور ہمیں یقین ہے کہ آخری فتح حق پرستوں اور غریب محب وطن عوام کی ہی ہوگی

صدیق القادری:۔ یہ درست ہے کہ ایم کیو ایم کی قیادت غریب تعلیم یافتہ اور متوسط طبقہ پر مشتمل ہے لیکن حکمرانوں کی طرف سے اس تنظیم کو لسانی تنظیم اور بعض اوقات دہشت گردوں کا ٹولہ کہا جاتا ہے۔ اصل حقیقت کیا ہے؟

طارق جاوید:۔ یہ درست ہے کہ ابتداء میں ایم کیو ایم مہاجرین کی تنظیم تھی لیکن جب ہمارے خلاف آپریشن کیا گیا اس وقت تو ہم متحدہ قومی موومنٹ کی بنیاد رکھ چکے تھے جاگیردار کو ہم سے خطرہ محسوس ہوا تو اس نے ہمیں لسانی تنظیم کا طعنہ دینا شروع کر دیا۔ دہشت گردی کا الزام بھی لگایا گیا۔ اور تو اور ہماری حب الوطنی پر شک کیا جا رہا ہے۔

متحدہ قومی موومنٹ کے حوالے سے جب پورے ملک کے اہم شہروں میں ہماری شاخیں کھل گئیں مقتدر ٹولہ کو خطرہ محسوس ہوا ایم کیو ایم تو ہر سطح غریب لوگوں کی قیادت کو آگے لانے کے لئے متحرک ہو گئی ہے اس وقت ہم وزیر تھے۔ ریاستی جبر کے سلسلے شروع کر دیئے گئے اور ایک ہولناک آپریشن شروع کر دیا گیا۔ ان حالات میں بلا شبہ مہاجرین نے یہ محسوس کیا ہے کہ پاکستان میں کوئی بھی ہمارا ہمدرد نہیں۔ کوئی بھی ہمارے حق میں آواز نہیں اٹھا حالانکہ ہمارا جرم صرف یہ ہے کہ ہم سیاست کو جاگیر داروں کے محلات سے نکال کر غریبوں کے گلی کوچوں میں لے آتے ہیں اور اب یہ لوگ سوچ رہے ہیں کہ جاگیرداروں اور سرمایہ دار حکمران عوام دشمن ہیں دہشت گردی کے الزامات ہمیں رسوا کرنے کے لئے لگائے گئے اور یہ کاروبار جاری ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حقائق زیادہ دیر تک نہیں چھپ سکتے اور غریب لوگوں کا انقلابی جذبہ ماند نہیں پڑ سکتا ہم مستقبل سے مایوس نہیں۔ حکمران ٹولہ جو مرضی کرے ہم اپنے جہاد کو جاری رکھیں گے اور اس میں کامیاب ہوں

گے انشاءاللہ۔ آپ حالات کا تجزیہ کیجئے صورتحال یہ ہے کہ انگریزوں کے دورے سے لے کر آج تک سندھ' سرحد' پنجاب اور بلوچستان کے بڑے لوگ اپنے علاقے کے غریب لوگوں کو اپنا غلام سمجھتے ہیں ایم کیو ایم واحد سیاسی تحریک ہے جو غریب اور مڈل کلاس کو آگے لائی ہے اس سے وڈیروں' چوہدریوں اور سرداروں کی شہنشاہی ختم ہو رہی ہے جونہی ان لوگوں نے دیکھا کہ حکومت تو غریبوں کے پاس چلی جائے گی یہ ہمارے خلاف سرگرم ہو گئے ہیں حکمرانوں کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ ان کے غلام بغاوت نہ کر دیں اس بغاوت کو کچلنے کے لئے ہمیں ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور یہ عمل اس وقت سے جاری

> جو عہدہ دیا گیا ہے اس پر سر اٹھا کر چلنے کے بجائے سر جھکا کر چلا جائے
>
> قائد تحریک الطاف حسین

ہے جب سے ایم کیو ایم تیسری قوت کے طور پر ابھری ہے

صدیق القادری:۔ یہ سوال تو پیدا ہوتا ہے کہ ایم کیو ایم نے مہاجر تنظیم کی بجائے قومی دھارے میں شامل ہونے میں تاخیر کر دی تھی آپ نے قومی سیاسی کردار ادا کرنے میں تاخیر کیوں کی؟

طارق جاوید:۔ قادری بھائی! گفتگو کے دوران میں آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ جب ہم نے متحدہ قومی موومنٹ بنائی تو اس کا مقصد یہی تھا کہ ہم قومی سیاسی انداز اپنائیں اور پوری ملکی سیاست میں اپنا کردار ادا کریں۔ ۱۴ اگست ۱۹۹۲ء کو ہمارے قائد الطاف حسین متحدہ قومی موومنٹ کا رسمی اعلان کرنے والے تھے اس کے لئے ہم کچھ تنظیمی کام پورے ملک کے اندر رہ کر کر چکے تھے ہمارے مستقبل کے انقلابی عزائم سے گھبرا کر حکمران قوتوں نے ۱۹ جون ۱۹۹۲ء کو فوجی آپریشن شروع کر دیا۔

ہماری طرف سے کوئی گرفتاری نہیں دکھائی گئی ہم تو قومی سیاست میں اپنا کردار ادا کرنے کے لئے سرگرم عمل تھے لیکن حکمرانوں کو یہ پسند نہیں تھا اجارہ داروں نے ہمیں اپنا کردار ادا کرنا چاہتے ہیں ریاستی جبر کرنے والے ہماری راہ میں دیوار بن کر کھڑے ہیں ہم تو اپنے مشن پر کاربند ہیں اور ظالم قوتیں اپنی سازشوں پر چل رہی ہیں ہم نے نہ تو سستی کی اور نہ آئندہ کریں گے ہماری تحریک کے اثرات پورے ملک میں نمایاں ہو رہے ہیں لوگ ہماری نوعیت کی قیادت چاہتے ہیں جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی سیاست سے تنگ آ چکے ہیں مستقبل میں آپ دیکھیں گے کہ انقلاب کی راہ روکنے والے خود مٹ جائیں گے اور اقتدار ملک کے اصل وارثوں کو منتقل ہو کر رہے گا

صدیق القادری جناب قاضی جی! یہ بتایئے کہ حکومتی اداروں' اور اخبارات کی طرف سے ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین پر جو الزامات لگائے جا رہے ہیں ان کی اصل حقیقت کیا ہے؟

قاضی خالد:۔ میرے بھائی! آپ الطاف حسین پر الزامات کی بجائے حقائق کو دیکھیں یہ سوچیں کہ الزامات لگانے والوں کا کردار کیا ہے اور ہمارے قائد الطاف حسین کی سوچ اور طرز عمل کیا ہے اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ الطاف حسین ۱۲۰ گز کے چھوٹے سے مکان میں رہتے ہیں وہ کوئی چوہدری' سرمایہ دار یا وڈیرے نہیں ہے پھر ان کی قیادت میں کام کرنے والے لوگوں میں بھی کوئی وڈیرہ یا سرمایہ دار نہیں ایم کیو ایم یا اس کے قائد کا جرم صرف یہ ہے کہ ہمارے ساتھ وڈیرے کیوں نہیں' ہماری جماعت میں کوئی سرمایہ دار یا جرنیلوں کا ایجنٹ کیوں نہیں۔ ہمارا جرم یہ ہے کہ ہم نے اس ملک میں غریبوں کو بات کیوں کی۔ غریبوں کی عزت نفس کا احساس کیوں دلایا۔

غریبوں کو قیادت ابھار کر انہیں اعلیٰ ایوانوں تک کیوں پہنچایا۔ یہ تاریخی عمل ہے کہ جب بھی کوئی حق پرست تحریک چلی یا قائد ابھرا استحصالی قوتیں ایسے ہی الزامات لگاتی رہی ہیں جیسے الزامات

ہمارے قائد الطاف حسین اور ان کے ساتھیوں پر لگائے جا رہے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ الطاف حسین کی کردار کشی کے لئے اربوں روپے لگا دیئے گئے ہمارے خلاف سازشوں کے جال پھیلا دیئے گئے ذرائع ابلاغ سے زہریلا پروپیگنڈہ کیا گیا اور اس پر قومی سرمایہ سے کروڑوں روپے صرف کئے گئے لیکن اس پروپیگنڈے اور کردار کشی کی مہم میں کوئی سچائی نہیں تھی اس کا ثبوت یہ ہے کہ جوں جوں الزامات کی بوچھاڑ ہوتی رہی توں توں قائد تحریک عوام کے دلوں کی دھڑکن بنتے چلے گئے باشعور عوام نے حکومتی سازشوں کا کوئی اثر قبول نہیں کیا۔ قائد تحریک الطاف حسین پر اب تک جو الزامات لگائے گئے ان میں سب سے بڑا الزام جناح پور یا اور دیش

> تنظیم کی عام رکنیت عہدہ یا اسمبلی ویننٹ کی رکنیت کو جو اپنے ذاتی مقاصد کے حصول کیلئے استعمال کرے، وہ تنظیم کا وفادار نہیں ہو سکتا۔
>
> قائد تحریک الطاف حسین

بنانے کا تھا یہ الزام ہی نہیں حساس اداروں کی طرف سے آیا تھا ہارون صدیق نامی ایک شخص نے بریگیڈئیر آصف ہارون کے سامنے اخبارات کے ذریعے یہ الزام لگایا بلکہ اس ضمن میں بعض جعلی نقشے تک بھی پیش کئے گئے میں نے اس وقت الزام کے جواب میں فوری طور پر یہ کہا تھا کہ یہ الزام غلط ثابت ہو جائیگا۔ یہ الزام ایسے لوگوں پر لگایا جا رہا تھا جو پاکستان کے خالق تھے جنہوں نے پاکستان کے لئے تاریخی قربانیاں دی تھیں وقت اور حالات نے ثابت کیا کہ جن قوتوں نے یہ الزام لگایا تھا انہوں نے از خود ہی اسے واپس لے لیا خود اس وقت کی حکومت نے قومی اسمبلی میں یہ کہا کہ اس قسم کا کوئی الزام ثابت نہیں ہو سکا ہے ہم نے اس وقت بھی چیلنج کیا تھا کہ اگر اس قسم کا الزام ہے تو اسے عدالت عظمیٰ میں لایا جائے ہم آج بھی چیلنج کرتے ہیں کہ ہماری حب الوطنی پر شک کرنے والے عدالت

عظمی میں آئیں ہم وہاں ثابت کر دیں گے کہ غدار ہم نہیں وہ لوگ ہیں جو اس ملک کے وسائل اور اقتدار پر قابض ہیں پاکستان کی سیاسی تاریخ میں ۱۹۷۱ء کا حادثہ گواہ ہے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش کس نے بنایا تھا جھنڈے کس نے تیار کئے تھے بنگلہ دیش کا نام کس نے تجویز کیا ہم نے تو اس وقت میں قربانی دی اور آج بھی قربانی دے رہے ہیں مہاجر قوم اور قائد تحریک الطاف حسین پر یہ گھٹیا الزام آج بھی لگایا جا رہا ہے ہم محب وطن ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس الزام کی باقاعدہ عدالت عظمی میں سماعت ہونی چاہئے یہ بڑا نازک مسئلہ ہے حکومت اس طرف توجہ نہیں دیتی بلکہ مہاجروں پر ظلم کر کے انہیں دھکیل کے دیوار کے ساتھ لگا رہی ہے ہم ظلم کا مقابلہ کریں گے اور ظالم قوتوں کو پسپائی اختیار کرنے پر مجبور کر دیں گے ہم کبھی ملک کے خلاف بین الاقوامی سازشوں کا حصہ نہیں بنے پھر ہمیں اس طرف کیوں دھکیلا جا رہا ہے حکمران ٹولے کو ہوش کے ناخن لینے چاہئیں اور مہاجر قوم پر ظلم بند کرنا چاہئے صدیق القادری صاحب سوال یہ نہیں کہ قائد تحریک الطاف حسین پر کیا الزامات لگائے گئے سوال یہ ہے کہ ان پر لگائے گئے تمام الزامات کو مہاجر قوم اور پاکستان کے باشعور عوام نے مسترد کر دیا ہے اس امر کی حکمران ٹولہ، غیر ملکی ایجنٹوں اور ریاستی جبر روا رکھنے والے اداروں کو بہت تکلیف ہے ہمیں حق پرستی اور حب الوطنی کی سزا دی جا رہی ہے اس کے علاوہ کوئی حقیقت نہیں انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے ہمارے منتخب اراکین اسمبلی کے سروں کی قیمت لگا دی گئی ہے ہمارے لوگوں کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا گینگ ریپ کئے گئے ظلم و بربریت کی داستان بہت طویل ہے لیکن ہمیں یقین ہے کہ ظلم کے اندھیرے سے روشنی کا سورج ضرور طلوع ہو گا۔

صدیق القادری:۔ کہا جاتا ہے کہ ایم کیو ایم کی قیادت نے حالیہ انتخابات میں قومی اسمبلی کے انتخابات کا بائیکاٹ کر کے سیاسی غلطی کی تھی ایم کیو ایم کا موقف یہ ہے کہ بائیکاٹ کے لئے مجبور کیا گیا تھا بائیکاٹ کی اندرونی کہانی کیا ہے؟

قاضی خالد:۔ ہمیں انتخابات میں حصہ لینے سے ایجنسیوں نے روکا تھا ہم نے اپنے امیدواروں کا اعلان کر دیا جب یہ لوگ انتخابی مہم کے لئے اپنے اپنے علاقوں میں گئے تو وہاں کرفیو سماں تھا ہم نے کہا کہ بھی ہم سیاسی معاملات میں کسی حاکم کی ہدایات کو نہیں مانیں گے جب عوام ہمیں منتخب کرنا چاہتے ہیں تو ہمارا راستہ کیوں روکا جا رہا ہے امن و امان نافذ کرنے والے اداروں نے ہمیں کہا کہ بھی آنے تو کارنر میٹنگز کر سکتے ہیں نہ ہی لوگوں میں اپنا لٹریچر تقسیم کر سکتے ہیں اور نہ ہی انفرادی طور پر لوگوں کو یہ دعوت دے سکتے ہیں کہ وہ ایم کیو ایم کو ووٹ دیں فوری طور پر ہمارے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا جب اس معاملہ میں اصل قوت سے قائد تحریک سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ ایم کیو ایم اگر قومی اسمبلی کے بعض حلقے چھوڑ دے تو انتخابی مہم کی اجازت دی جا

ہمارے خلاف سازشوں میں بعض فوجی افسروں کے علاوہ جمہوریت دشمن بھی شامل ...

سکتی ہے۔ اس صورتحال کے پیش نظر قائد تحریک نے بائیکاٹ کا اعلان کر دیا۔ ریاستی جبر کی اس سے بڑی مثال کیا ہو گی کہ ایک مقدس ادارے کے اعلی حکام نے ہمیں انتخابی عمل سے روک دیا تھا ہم نے اس سلسلہ میں وزیر اعظم معین قریشی اور صدر پاکستان تک سے درخواست کی کہ مداخلت کریں مگر ان دونوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم مجبور ہیں آپ کے لئے بہتر یہ ہے کہ الیکشن سے دستبردار ہو جائیں بعض قوتیں اس بائیکاٹ کے بعد یہ تاثر دیتی رہیں کہ ایم کیو ایم کی مقبولیت کا گراف گر گیا ہے لیکن ہم نے بائیکاٹ کے بعد صوبائی انتخابات میں حصہ لے کر ثابت کر دیا کہ ہماری مقبولیت بڑھی ہے اور وہ لوگ عوام کی نظروں میں ذلیل ہو گئے ہیں جنہوں نے غیر ملکی آقاؤں کے اشارے پر ہمیں انتخابات میں حصہ لینے سے روکا تھا۔

صدیق القادری:۔ بائیکاٹ کروا کے وہ "قوتیں" "آخر کیا مفادات حاصل کرنا چاہتی تھیں

قاضی خالد:۔ اس کے کئی مقاصد تھے ایک مقصد تو یہ تھا کہ اپنی مرضی کی پارٹی کو اقتدار میں لایا جائے اور ایسا ہوا دوسرا مقصد یہ تھا کہ مہاجر قوم کو قومی سیاستدانوں کی نظر میں ذلیل کیا جائے اور قومی دھارے سے کاٹ کر علیحدگی کی راہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیا جائے لیکن دوسرا مقصد حاصل نہیں کیا جا سکا۔ ہم قومی رہنماؤں کے نظر میں آج بھی اس لئے احترام رکھتے ہیں کہ ہم نے تحریک میں ہر سیاسی لیڈر کا ساتھ دیا، خواہ اس کا تعلق کسی بھی صوبے یا کسی بھی علاقے سے تھا --- بائیکاٹ کروا کے جس سازش کو پروان چڑھایا جاتا تھا اس کی راہ میں بھی اصل رکاوٹ ہم نے کھڑی کی ہے بھلا وہ قوم جس نے قیام پاکستان کے لئے سب سے زیادہ، قربانیاں دی تھیں ان کی اولاد وطن سے غداری کی مرتکب کیسے ہو سکتی ہے ہمیں زبردستی دیوار کے ساتھ لگا دیا گیا ہے لیکن جبر اور ظلم کر کے ہمیں پاکستان کے ساتھ وفاداری سے نہیں روکا جا سکتا

صدیق القادری:۔ طارق صاحب! اب میں آپ سے یہ دریافت کروں گا کہ ایم کیو ایم پر تشدد کی سیاست کرنے کا الزام کیوں ہے۔ ایم کیو ایم دوسری زبانیں بولنے والوں کے قتل عام میں کیوں ملوث ہے

طارق جاوید:۔ قادری بھائی! یہ بڑی آسان بات ہے جو بھی الزام لگاتے ہیں کہ ایم کیو ایم نے تشدد سیاست کا آغاز کیوں کیا ان حلقوں سے میرا سوال ہے کہ جب ایم کیو ایم نہیں تھی اس وقت تشدد کون کرتا تھا کیا اس وقت ملک کے اندر مکمل سکون تھا۔ لیاقت آباد میں گولیاں کس نے چلائی تھیں۔ تعلیمی اداروں کے اندر قتل و غارت گری کا بازار کس نے گرم کیا تھا ایم کیو ایم نے کسی سطح پر بھی تشدد کی راہ نہیں اپنائی۔ نہ تشدد کی سیاست سے اپنا آغاز کیا نہ انتہا کی ہے نہ ہی ہم پر تشدد سیاست کے حامی ہیں یہ الزامات ہمیں بدنام کرنے کے لئے لگائے جاتے ہیں جنکی کوئی حقیقت نہیں اور حالات نے ثابت کر دیا ہے کہ کراچی میں مہاجر اور غیر مہاجر کی نہیں بلکہ امیر اور غریب کی جنگ ہے اور یہ جنگ غریبوں کی فتح تک جاری رہیگی۔

صدیق القادری:۔ کیا آپ یہ بتائیں گے کہ ایم کیو ایم کے اندر حقیقی گروپ کے نام سے تنظیم بنانے والے کون لوگ تھے

طارق جاوید:۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ ایجنسیوں نے حقیقی والوں کو پالا ہے۔ عوام جانتے ہیں کہ ان لوگوں کو اسلحہ اور پیسہ کون فراہم کر رہا ہے ان کی دہشت گردی، قتل و غارت گری، اغواء اور ڈکیتی کی وارداتوں میں سرپرستی کون کرتا ہے

صدیق القادری:۔ آپ یہ بتائیے کہ کیا قائد تحریک الطاف حسین مستقبل قریب میں پاکستان آکر اپنا سیاسی کردار ادا کریں گے؟

قاضی خالد:۔ حقیقت یہ ہے کہ قائد تحریک الطاف حسین بیرون ملک رہ کر بھی بھرپور سیاسی کردار ادا کر رہے ہیں اور ہمیں ہر معاملہ میں ان کی مکمل رہنمائی حاصل ہے۔ فی الحال ہم یہ کہتے ہیں کہ چونکہ ان کی زندگی کی ضمانت کوئی نہیں دے سکتا اس لئے ہم انہیں ملک کے اندر لانے کے حق میں نہیں ہیں

صدیق القادری:۔ اکثر حلقوں کا خیال ہے کہ یہ الطاف حسین جلد پاکستان آجائیں گے

طارق جاوید:۔ جب وہ پاکستان آئیں گے تو پوری دنیا دیکھے گی کہ کس شان سے پاکستان آتے ہیں اور جبر کی طاقتیں کس طرح ہتھیار ڈالتی ہیں آپ انتظار کیجئے وہ وقت جلد آنے والا ہے

صدیق القادری:۔ آپ لوگوں کے نزدیک کراچی کے مسئلہ کا حل کیا ہے؟

طارق جاوید:۔ ہمارے خیال میں موجودہ حکومت کراچی کے مسئلہ کے حل میں مخلص نہیں ہے البتہ کراچی کے مسئلہ کا حل مذاکرات کی میز پر ہی ہو سکتا ہے اور اس کا سیاسی، سماجی، اقتصادی حل تلاش نہ کیا گیا تو پھر حکمرانوں کو اس کے بڑے ہولناک نتائج بھگتنا پڑیں گے۔

ایڈیٹر انچیف یوتھ انٹرنیشنل محمد صدیق القادری لندن میں جلاوطن ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کی عزیز آباد کراچی کی رہائش گاہ مرکزی رہنماؤں طارق جاوید اور قاضی خالد کا انٹرویو لیتے ہوئے،

بے نظیر بھٹو حکومت سے زیادہ جھوٹی اور مکار حکومت پاکستان کی ہسٹری میں کبھی نہیں دیکھی

موت سے پہلے بیگم شفیقہ ضیاء الحق کا خصوصی انٹرویو

انور جاوید ڈوگر کے قلم سے

بھٹو اور ضیاء کا "قاتل" امریکہ ہے۔

بھٹو میرے آئیڈیل سیاستدان تھے۔

موت سے پہلے بیگم شفیقہ ضیاء الحق کا خصوصی انٹرویو۔

میں نے ضیاء کو مشورہ دیا تھا کہ بھٹو کو پھانسی نہ دی جائے لیکن.....؟

بھٹو اور ضیاء الحق کے خاندان کے لوگ امریکہ کی غلامی کیوں کرتے ہیں۔

جنرل ضیاء الحق نے امریکہ کے ساتھ وفا کی انتہا کی لیکن امریکہ نے انہیں بھی قتل کر دیا۔

پاکستان کی سیاسی دنیا غیر ملکی سازشوں کا عمل دخل قائداعظم" کی وفات سے ہی شروع ہو گیا تھا۔ اکثر لوگ تو قائداعظم محمد علی جناح کی موت کو بھی طبعی موت نہیں بلکہ قتل قرار دے دیتے ہیں۔ لیکن ان کے بعد لیاقت علی خان کے قتل اور ان کے قاتل کو فوری طور پر گولی مار دینے کے عمل نے ثابت کر دیا کہ کوئی ایک ایسی قوت ضرور ہے جو پاکستان کے اندر کسی باضمیر حاکم کو برداشت نہیں کرتی۔ لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد جمہوریت کی بساط آہستہ آہستہ لپیٹ دی گئی اور ایوب خان کے مارشل لاء نے پہلی بار مطلق العنانی کو رواج دیا۔ ایوب خان کا مارشل لاء سیاسی اور غیر سیاسی انداز میں دس سال تک جاری رہا۔ اس مارشل لاء کے دوران امریکہ پاکستان کے اندر اپنا اثر و رسوخ بہت حد تک مضبوط کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس اثر و رسوخ کی بدولت پاکستان دو لخت ہو گیا۔ پاکستان کو دو ٹکڑے کرنے کا عمل ایک رد عمل کا نتیجہ تھا لیکن تاریخ کے اندر اس ضمن میں شیخ مجیب الرحمٰن، جنرل یحییٰ خان اور مسٹر ذوالفقار علی بھٹو بنیادی کردار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اتفاق ہے کہ تینوں کردار آج دنیا میں موجود نہیں۔ شیخ مجیب الرحمٰن کو اس بنگالی قوم نے قتل کر دیا جس نے اسے اپنا نجات دہندہ سمجھا تھا۔ ذوالفقار علی بھٹو اپنے ہی ممنون احسان جنرل ضیاء الحق کے عہد میں "عدالتی قتل" سے دوچار رہ گئے۔ رہ گئے یحییٰ خان تو وہ اس قدر گمنامی کی موت مر گئے کہ آن انہیں کوئی یاد کرنے والا بھی نظر نہیں آتا۔ ذوالفقار علی بھٹو کے عدالتی قتل پر عوام نے بہت احتجاج کیا۔ اس وقت ان کی بیوی محترمہ نصرت بھٹو اور صاجزادی محترمہ بے نظیر بھٹو نے اس مسئلہ میں ایک تحریک بھی اٹھائی۔ لیکن وہ علی الدعلان کبھی یہ نہیں بتا سکیں کہ بھٹو کو کس نے قتل کروایا تھا۔ جنرل ضیاء الحق 11 سال تک پاکستان کے بے تاج بادشاہ رہے۔ اس عرصہ کے دوران انہوں نے ایک ریفرنڈم کروایا اور خود ہی ملک کے سربراہ بن بیٹھے ایک غیر جماعتی الیکشن کا تجربہ بھی کیا اور اپنے ہی نامزد ایک ایسا خوفناک ڈرامہ کھیلا گیا کہ پوری دنیا کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ پاکستان کے اندر بہت سے سیاسی کرداروں کو جزوی طور پر جبکہ جنرل مرزا اسلم بیگ، اعجاز الحق، نواز شریف، غلام اسحٰق خان، محترمہ بے نظیر بھٹو، بیگم نصرت بھٹو، مرتضیٰ بھٹو، اور بیگم شفیق ضیاء الحق کو مکمل طور پر اس امر کا علم تھا کہ بھٹو کا قاتل کون ہے اور جنرل ضیاء الحق کو کس نے مروایا۔ لیکن آج تک کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ عالمی تھانیدار کی سازشوں کو بے نقاب کرتا۔ کہتے ہیں کہ "خون بولتا ہے اور قتل چھپتا نہیں" اس کہاوت کے عین مطابق جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کی اہلیہ محترمہ شفیقہ ضیاء الحق نے اپنی موت کے چند دن قبل اپنے خصوصی انٹرویو میں یہ انکشاف کر دیا۔ کہ ضیاء اور بھٹو کا قاتل کون تھا۔ جبکہ شفیقہ ضیاء الحق کا اصل نام شفیق تھا۔ لیکن پاکستان کے ذرائع ابلاغ نے انہیں شفیقہ ضیاء بنا دیا۔ مرحومہ بہت شفیق اور سادہ عورت تھیں۔ لوگوں کے کام آنا ان کی فطرت کا حصہ تھا۔ ان کے گھر کے بھیدی بتاتے ہیں کہ وہ جب غیر ممالک سے وطن

طرز عمل اپنا رکھا ہے کہ اقتدار کی خاطر امریکی غلامی کی انتہا کو پہنچ چکی ہیں۔ ان کی اس غلامانہ ذہنیت پر ان کے بھائی مرتضیٰ بھٹو بھی بپھر چکے ہیں اور ان کے دیگر سیاسی مخالفین بھی --- اب محترمہ بے نظیر بھٹو کو بیگم شفیق ضیاء الحق کی زبانی موت سے قبل یہ سچائی سن کر احساس کر لینا چاہئے کہ جونہی امریکی مفادات پورے ہو جائیں گے امریکہ والے محترمہ بے نظیر بھٹو کو بیکار سمجھ کر پھینک دیں گے۔ جو طاقت

سبق دیا ہے کہ وہ اس عالمی تھانیدار پر اعتماد نہ کریں جس سے وفا کی امید نہیں کی جا سکتی۔

واپس آتی تھیں تو وہ تحائف تک ایوان صدر کے غریب ملازمین میں تقسیم کر دیتی تھیں جو انہیں غیر ملکی دوروں کے دوران سربراہاں مملکت دیا کرتے تھے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ یہ کام اس قدر رازداری کے ساتھ کرتی تھیں کہ دوسرے ہاتھ کو خبر نہیں ہوتی تھی۔ عام لوگ بیگم شفیق ضیاء الحق مرحوم کو ایک سادہ اور گھریلو عورت کے روپ میں جانتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ سیاسی طور پر بہت منجھی ہوئی تھیں اور ان کے مدبرانہ مشوروں کے باعث جنرل ضیاء الحق کو کئی مواقع پر بہت مدد ملی۔ ایک سوال کے جواب میں بیگم ضیاء الحق نے انکشاف کیا کہ بھٹو ان کے آئیڈیل سیاستدان تھے۔ بہت ہی ملنسار اور باصلاحیت آدمی تھے۔ جب ان کی موت کا فیصلہ ہوا تو اس پر عملدرآمد کے لئے جنرل ضیاء الحق کو بے حد پریشانی لاحق تھی۔ ایسے حالات میں جب مسلمان سربراہان مملکت نے جنرل ضیاء الحق سے رحم کی اپیل کی تو وہ بہت پریشان ہوئے۔ بیگم صاحبہ کے بقول انہوں نے بھی اپنے خاوند کو یہ مشورہ دیا تھا کہ انہیں بھٹو کو پھانسی دینے سے اجتناب کرنا چاہئے۔ لیکن جنرل ضیاء الحق مجبور تھے۔ ایک سوال کے جواب میں بیگم شفیق ضیاء الحق نے کہا کہ امریکہ کے کہنے پر جنرل ضیاء الحق نے بہت سے اقدامات کئے جس کا امریکہ کو بہت فائدہ ہوا۔ اگر جنرل ضیاء الحق امریکی مفادات کے محافظ بن نہ ہوتے تو روس کبھی شکست و ریخت سے دوچار نہ ہوتا۔ لیکن امریکہ نے جنرل ضیاء الحق کے ساتھ بھی بے وفائی کی اور بعض باتیں نہ ماننے کی بنیاد پر بھٹو کے بعد ضیاء الحق کو بھی قتل کروا دیا۔ بھٹو اور ضیاء الحق کے قتل میں امریکی حکومت کے ملوث ہونے کی صدائے بازگشت تو پہلے بھی کئی بار سنی جا چکی ہے لیکن ایک کھری اور

سچی خاتون بیگم شفیق ضیاء الحق کی زبانی یہ بات سن کر اب پوری قوم کو یہ فیصلہ کرنا ہو گا کہ ہمیں آئندہ کیا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ یہ ایک افسوسناک حقیقت" ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو اس وقت امریکہ کے اشارے پر حکومت کر رہی ہیں اور انہوں نے اب کردہ وزیراعظم محمد خان جونیجو مرحوم کو اقتدار سے رخصت کر دیا۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے عہد میں امریکی اثر و رسوخ شدت میں اور اضافہ ہوا۔ تمام

بھٹو میرے آئیڈیل سیاستدان تھے

بھٹو اور ضیاء کا قاتل امریکہ ہے

ذوالفقار علی بھٹو جیسے ذہین و فطین شخص کو اپنی راہ سے ہٹا سکتی ہے اس کے نزدیک محترمہ بے نظیر بھٹو کی کیا اہمیت ہے۔ جو کہ بالکل سادہ اکثریت کے ساتھ حکومت کر رہی ہیں۔ بیگم شفیق ضیاء الحق نے امریکہ کو ضیاء اور بھٹو کا قاتل قرار دیکر جہاں قوم کو روشنی دکھائی ہے وہاں بھٹو اور ضیاء کی سیاسی اولاد کو بھی یہ سبق دیا ہے کہ وہ راہ راست پر آجائیں۔ اقتدار آنی جانی چیز ہے۔ امریکہ کے اشاروں پر ناچ کر کچھ عرصہ تک حکومت تو کی جا سکتی ہے لیکن اس سے وفا کی امید نہیں رکھی جا سکتی۔ ان حالات میں موت سے پہلے بیگم شفیق ضیاء الحق نے اپنے ضمیر کا بوجھ ہی ہلکا نہیں کیا بلکہ سابقہ وزیراعظم نواز شریف۔ اپنے بیٹوں اعجاز الحق، انوار الحق اور بھٹو کے خاندان کو یہ

فیصلے امریکہ کی مرضی سے ہونے لگے۔ امریکہ نے پاکستان کو اپنا مرکز بنا کر افغانستان میں خانہ جنگی کی کیفیت پیدا کر دی اور اس دوسری سپرپاور روس کو بھی ریزہ ریزہ کر دیا جسے وہ اپنے مقابلہ میں ایک خطرہ خیال کرتا تھا۔ جس کا مرحوم کو بہت رنج تھا اور انہوں نے جب محمد خان جونیجو کی حکومت کو برطرف کیا تو ان کے قریبی ساتھیوں کی طرف سے یہ مسلسل کہا جانے لگا کہ اب جنرل ضیاء الحق بہت سے انقلابی اقدامات کرنے والے ہیں۔ ان سب سے ایک انقلابی فیصلہ یہ تھا کہ آئندہ جنرل ضیاء الحق غیر ملکی آقاؤں کے اشاروں پر نہیں ناچیں گے۔ پاکستان میں کام کرنے والی غیر ملکی قوتوں کو ان کی یہ گستاخی پسند نہیں تھی۔ چنانچہ انہیں راستہ سے ہٹانے کے لئے

پیر عمّالے

انوار احمد

وہ تینوں ایک دوسرے سے بے تعلق رہ کر رات کے کھانے سے فارغ ہوئے تو سفید بالوں والے نے سگریٹ سلگا لیا، مگر جب دائیں طرف کو جھکی ہوئی ناک والے نے ہونٹوں سے لے کر ماتھے تک احتجاجی کدورت کا اظہار کیا تو سفید بالوں والے نے "سوری" کہہ کر سگریٹ بجھا لیا اور اسے مسل کر سیٹ سے متصل ایش ٹرے میں ڈال دیا۔ عین اسی وقت سنہری خلال سے کھیلتے ہوئے شخص نے ڈکار لے کر الحمدللہ کہا تو میری طرح وہ دونوں بھی اس کی جانب دیکھنے لگے۔ اس پر وہ جلدی سے کہنے لگا "میرا نام ایکس ہے، پلین میں نزیر کی وجہ سے فلائٹ منسوخ ہوئی تو اس عجیب خانے میں جانا پڑ رہا ہے" دائیں طرف کو جھکی ہوئی ناک والے نے غنغنا کے کہا "مجھے وائی کہتے ہیں، میری مصروفیت ریل کا سفر افورڈ نہیں کر سکتی، میرے فیملی ڈاکٹر نے فضائی سفر سے منع کر رکھا ہے" سفید بالوں والے نے تمسخر آمیز لہجے میں کہا "مجھے زیڈ سمجھ لیجئے، وائی صاحب! یہ بتایئے کہ آپ کے فیملی ڈاکٹر نے صرف آپ کو فضائی سفر سے منع کیا ہے یا آپ کی پوری فیملی کو"؟ وائی نے کھسیانے پن کا رخ تبدیل کرنے کے لئے ایکس سے کہا "جناب زیڈ کے سفید بالوں سے محسوس ہوتا ہے کہ وہ ریلوے کے پرانے اور عادی پسنجر ہیں"-------- مخلوط ہنسی نے ان تینوں میں اس بات چیت کی راہ ہموار کر دی، جو اگلے چار گھنٹے جاری رہی، ان تینوں کی شکل و صورت، آواز اور بولنے کے انداز میں بہت فرق تھا، مگر ان تینوں میں ایک بات مشترک تھی اور وہ یہ کہ تینوں کے تینوں مجھے نظر انداز کر رہے تھے، ان کو وجدانی طور پر معلوم ہو گیا تھا کہ میں ان کے طبقے کا فرد نہیں، ویسے تو میرے لئے بھی عافیت اسی میں تھی کہ میں ان کی گفتگو میں شریک ہو کر اپنے کوٹ کے شجرہ نسب کو مشتہر نہ کروں اور یہ بھی تو تھا کہ ایکس سے شروع کر کے انہوں نے کمپارٹمنٹ کے چوتھے آدمی کو نام بتانے کی رعایت دینے سے انکار کر دیا تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جس شخص کے ریل پاس پر میں سفر کر رہا تھا، اس کا پورا نام بار بار مجھے بھول رہا تھا۔

ان تینوں کی گفتگو نے اب وائی اور زیڈ کے درمیان ختم نہ ہونے والے ایک ایسے مباحثے کی صورت اختیار کر لی تھی، جس میں ایکس کا رول کبھی ریفری کا اور کبھی واپس بال اٹھا کر کھلاڑی کو دینے والے لڑکے کا ہو گیا تھا، وائی اور زیڈ کے موضوعات اس رات سے زیادہ سنگین اور دلائل دینے کی رفتار ٹرین سے کہیں زیادہ تھی، منشیات،

بستی لال کماں، پکاڈلی کی سیکس شاپ، بی سی سی آئی، انتخابی دھاندلی، روز جزا، حروں کا قتل، نیو ورلڈ آرڈر، بادشاہی مسجد کا خطیب، سسر اور داماد، بموں کے دھماکے، بے روز گاری، ڈاکو، ------- اسی وقت ایک شخص کمپارٹمنٹ میں داخل ہوا، میں جلدی سے ریلوے میں ملازم اپنے دوست کا پورا نام دہرانے لگا، وائی نے تنفر کا اظہار ناک کو دائیں طرف مزید جھکا کے کیا، جس پر ایکس نے کہا "اس کوپے کی ریزرویشن ہو چکی ہے" مگر اجنبی وائی کی ناپسندیدگی اور ایکس کے اس فقرے کو بالکل نظر انداز کرتے ہوئے میری طرف بڑھا، میں ایک طرف سمٹ گیا، حالانکہ اس برتھ پر بیٹھنے کے لئے جگہ وافر تھی، وہ میرے برابر ہی بیٹھ گیا، اس کے دستانے، باریک چھڑی نیا اخبار، بریف کیس، سیاہی مائل چشمہ اور جوگرز جاسوسی ناولوں کے قارئین کے نمائندے یعنی میرے دل میں اضطراب پیدا کر رہے تھے۔ میں نے اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کہا "موسم اچھا ہو گیا ہے" اس نے اس بے معنی جملے کو نظر انداز کیا تو مجھے اپنی مغلفاتی حماقت پر غصہ آیا کہ ریل کے اس ڈبے میں بیٹھ کر موسم کی اچھائی یا برائی کا پتہ نہیں چلتا۔ چنانچہ میں نے کوشش کی کہ میں اونگھنے لگوں تاکہ ایکس، وائی، زیڈ کے ساتھ ساتھ اجنبی کی بھی بے تعلقی سے بچا جا سکے۔ اصل میں یہ سفر قیدی کا سفر بن گیا تھا۔ میں جس ڈبے میں سفر کرنے کا عادی ہوں، اس میں اوپر کے برتھ پر دراز مسافر کا نیچے اترنے کا ارادہ لوٹے کی صورت میں نیچے بیٹھے ہوئے مسافروں پر گرتا اور مسلمانوں سے کلمہ سننے کی افادیت پر بحث کا دروازہ کھول دیتا۔ وقتاً فوقتاً چیختی ہوئی عورتیں ایک دوسرے سے یہ استفسار کر کے اپنے اپنے بچوں کو مارنا شروع کر دیتیں۔ کہ گاڑی کس کے باپ کی ہے۔ ہر قسم کے اپاہج، تلاوت نعت رسول مقبولؐ، لوک گیت پیش کرنے کے بعد مسجدوں کیلئے چندے کی اپیل یا سرمے، کنگھیں، چیونگم اور خیرات کی اہمیت پر تقریر کرتے، زیادہ تر میلی پوٹلیوں والے ان کی توقعات پر پورا اترتے، باقی لوگ سیاسی بحثوں میں مصروف ہوتے اور پھر تلخی بڑھنے لگتی۔ تو برانچ لائن کا کوئی صلح کل مسافر یہ کہہ کر سب کو متفق کر لیتا "سارے ہی لیٹرے ہیں، ڈاکو ہیں"۔ کھانے پینے کے موقع پر ایک دوسرے کو صلح ضرور ماری جاتی، یہ اور بات ہے کہ "بسم اللہ کرو جی" کے جواب میں جلدی جلدی منہ نیچے یا ادھر ادھر کر کے کھانا کھایا جاتا۔ وائی نے زور سے کہا "میں ہانگ کانگ والی تھیوری کو نہیں مانتا" جس پر زیڈ نے کہا "آپ

سارے ہی

ڈاکو ہیں،

لٹیرے

ہیں

کے بھائی بند چند سال بیروت کے پاکستان میں منتقل ہونے کو بھی نہیں مانتے تھے" اجنبی نے چھڑی کو بریف کیس پر مارا جس پر باقی سب چونک اٹھے۔ مگر اس نے نہ کوئی بات کی نہ کسی کی طرف توجہ دی، جس پر وائی اور زیڈ نے بحث پھر چھیڑ دی، یہ اور بات ہے کہ اب کے ان کی آواز دھیمی اور طرز استدلال محتاط تھا، ان کے دھیمے اور محتاط ہوتے ہی گاڑی کی رفتار بھی آہستہ ہونے لگی، ایکس نے کلائی پر گھڑی کو دیکھا، باہر دیکھنے کی کوشش کی اور بڑبڑاہٹ میں کہا "اپنے سٹاپ کے بغیر رک رہی ہے" تب اجنبی کھڑا ہوا اور کڑوے تمباکو کے ذائقے میں کہا "تم چاروں، سامان میں سے جس جس چیز کو اپنی جان کے برابر سمجھتے ہو، اسے اٹھا لو اور میرے ساتھ آؤ" ایکس اور وائی نے مزاحمانہ انداز میں دیکھا، جبکہ زیڈ اور میں ایک ایک بیگ اٹھا کر کھڑے ہو گئے، اجنبی نے اخبار کو عمداً نیچے گرا دیا، تاکہ پستول اور رائفل کے درمیان کی سلاخ نما کوئی چیز ایکس اور وائی کو بھی دکھائی دے دے، یہی نہیں بلکہ اجنبی نے ایکس کے لرزتے وجود کو وائی پر دھکیل دیا، اس پر ان دونوں نے بھی ہم دونوں جیسی فرمانبرداری اختیار کی، جس پر اجنبی غیر انسانی ہنسی ہنسا، ذرا سی دیر میں ہم چاروں دو دروازے کھول کر تیسرے دروازے کے پاس پہنچ گئے تھے۔ گاڑی ابھی بھی پوری طرح نہیں رکی تھی بلکہ رینگ رہی تھی، اس نے باری باری ہمیں باہر کے دروازے سے دھکا دیا، میں دائیں گھٹنے کو زخمی کرتا ہوا گرا، جبکہ وائی اور ایکس پیٹ کے بل گرے، ایکس کے منہ سے بھی خون نکلنے لگا، البتہ زیڈ نے گاڑی کی مخالف سمت منہ کر کے پیشہ وارانہ انداز میں چھلانگ لگائی، ایک اور چادر پوش نے ہمیں بیس پچیس لوگوں کے ایک ایسے ریوڑ میں دھکیل دیا، جس نے آیت الکرسی، سسکیوں، بددعاؤں اور گالیوں کو ملا کر ایک دہشت ناک غنائیہ ترتیب دے دیا تھا۔ کماد کے کھیتوں سے گزر کر کیچڑ، زخم اور خوف سے لت پت ہو کر ہم سب کھلے میں آئے تو کچی سڑک پر ایک ٹرک کھڑا تھا، جس پر بٹھانے سے پہلے برچھی ایسے ہاتھوں نے کس کے بدبودار کھردری پٹیاں ہماری سراسیمہ آنکھوں پر باندھ دیں۔ وائی اور زیڈ نجانے کس طرح ایک دوسرے کو ٹٹول کر قریب ہو گئے اور آہستہ آہستہ گفتگو شروع کر دی، وائی نے کہا "ڈاکوؤں نے ہمیں یرغمال بنا لیا ہے" زیڈ نے کہا "ڈاکوؤں نے یرغمال بنانے والوں سے ہمیں آزاد کرایا ہے" میں بھی غالباً ان کے قریب تھا، مگر وہ دونوں اب بھی مجھے نظر انداز کر رہے تھے۔

ہالی وڈ کی اداکارائیں خطیر معاوضہ لیتی ہیں

گزشتہ چار پانچ سالوں کے مقابلے میں 1995ء کا سال بہت کم ہنگامہ خیز رہا۔ تمام شعبوں میں اگرچہ بنیادی نوعیت کی تبدیلیاں ہوئیں ہیں لیکن کوئی بہت بڑی تبدیلی جسے ہم انقلاب کا نام دے سکیں نمودار نہیں ہوئی۔ سلور سکرین کی دنیا بھی اس رجحان سے مبرا نہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ یہاں صورتحال پہلے سے ابتر ہوئی ہے تو شاید مبالغہ آرائی نہیں ہوگی۔ دنیا میں فلموں کا سب سے بڑا گڑھ ہالی وڈ کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ تاہم باکس آفس پر کامیابیوں کے حوالے سے بالی وڈ کو اس سال ہالی وڈ پر فوقیت حاصل رہی۔ اس کی بے شمار وجوہات ہیں۔ جن میں سے سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ گزشتہ سال ہالی وڈ کی شہرہ آفاق فلم "جراسک پارک" کی مقبولیت اس سال بھی برقرار رہی جس نے نئی فلموں کی کامیابیوں کے امکانات کم کردیے۔

بمبئی فلم انڈسٹری کے لئے یہ سال مزید کام اپنوں کی نوید لے کر آیا۔ اس سال بمبئی میں سو سے زائد فلمیں ریلیز ہوئیں ان میں سے دس فیصد فلمیں ایسی تھیں جنہیں باکس آفس پر زبردست کامیابی حاصل ہوئی ان میں دل والے دلہنیا لے جائیں گے، رنگیلا، گیمبلر، تریمورتی، راجہ، ہم دونوں، کرتویہ، رام شاستر، قلی نمبرون، اکیلے ہم اکیلے تم، رام جانے شامل ہیں۔ سب سے زیادہ کامیابی "دل والے دلہنیا لے جائیں گے" کو حاصل ہوئی۔ اس فلم نے کامیابیوں کے نئے ریکارڈ قائم کئے۔ اس سے قبل سلمان خان مادھوری کی فلم "ہم آپ کے ہیں کون" ریکارڈ کامیابی حاصل کی تھی لیکن "دل والے دلہنیا لے جائیں گے" نے یہ ریکارڈ توڑا۔ فلم کی کامیابی سے شاہ رخ خان نے ایک مرتبہ پھر یہ تسلیم کروالیا ہے کہ وہ امیتابھ بچن کے بعد فلم انڈسٹری میں نمبرون ہے۔ اس فلم میں اس نے روایتی اداکاری کی بجائے مختلف قسم کی اداکاری کی۔ اس سے قبل دو فلموں میں زیادہ تر نفسیاتی قسم کے شخص کا کردار بخوبی کرتا رہا ہے لیکن اس میں شاہ رخ خان نے پہلی مرتبہ رومانوی کردار بطریق احسن ادا کیا۔ فلم کی کامیابی میں کاجل کی خوب صورت اداکاری کا بھی بڑا کردار ہے۔ اس نے لندن میں جوان ہونے والی مشرقی لڑکی کا کردار بڑی خوب صورتی سے ادا کیا۔ فلم کے گانوں نے بھی بڑی مقبولیت حاصل کی اور خاص پہلو ہندوستانی ثقافت کی خوب صورت منظر کشی بھی تھا۔ سال رواں کی دوسری بڑی کامیاب فلم "رنگیلا" ثابت ہوئی۔ اس فلم کی کامیابی میں سینما شوگرافی، کوریو گرافی اور گانوں نے بھی بڑا اہم کردار ادا کیا۔ تاہم کہانی کے اعتبار سے "رنگیلا" ایک اوسط درجے کی فلم تھی ایک غریب لڑکی اچانک ہیروئن بن جاتی ہے اور امیر ہوکر اپنے محبوب سے عاشق سے شادی کرلیتی ہے۔ عامر خان نے بڑے عرصے کے بعد غضب کی اداکاری کا مظاہرہ کیا انہوں نے بمبئی کی ایک سڑک شاپ کا کردار خوبصورتی سے ادا کیا۔ ارمیلا کی بے باک اداکاری بھی اس فلم کی کامیابی کی بہت اہم وجہ ثابت ہوئی۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ارمیلا اس فلم میں اس طرح کے بے باک منظر فلمبند کرائے گی۔ اس نے خوبصورت رقص کا مظاہر کیا "رنگیلا" کو منفرد بنادیا۔ موسیقار آر اے رحمان کی جدید موسیقی

بھی اس فلم کی جان ہے فلم کے تقریباً تمام گانے مقبول ہوئے۔ کوریو گرافر سروج خان نے بھی اپنا کام نہایت خوبصورتی سے نبھایا۔ "رام شاستر" بھی کامیاب رہی جس میں جیکی شروف اور منشاء کورائلہ کا شمار اس وقت بمبئی کی کامیاب ترین ہیروئنوں میں ہونے لگا ہے۔ شاہ رخ کی ایک فلم نے اس سال بہت زیادہ کامیابی حاصل کی جو "رام جانے" تھی۔ اس فلم میں جوہی چاولہ نے ہیروئن کا کردار ادا کیا ہے۔ شاہ رخ خان کی تیسری سپرہٹ فلم "تری مورتی" ہے جس میں انیل کپور اور جیکی شروف نے بھی اہم کردار ادا کیا تھا۔ یہ کردار پہلے سنجے دت نے ادا کرنا تھا لیکن اس کی گرفتاری کے باعث شاہ رخ خان کو یہ کردار مل گیا۔ اس طرح شاہ رخ خان نے خود کو نمبرون تسلیم کروالیا ہے۔ گوونڈا کے لئے بھی یہ سال بہت اچھا گیا اور اس کی دو فلموں "قلی نمبرون" "گیمبلر" سپرہٹ ہوگئیں۔ یہ دونوں کامیڈی فلمیں تھیں اور بڑا عرصے کے بعد کسی کامیڈی فلم کو اتنی مقبولیت حاصل ہوئی پہلی فلم کی ہیروئین کرشمہ کپور اور دوسری فلم کی شلپا سیٹھی تھی۔ مادھوری کے لئے یہ سال زیادہ اچھا نہیں گیا۔ اس کی محض دو فلموں کو کامیابی حاصل ہوئی۔ پہلی فلم "راجہ" تھی جس میں وہ انیل کپور کے چھوٹے بھائی سنجے کپور کی ہیروئن بنی تھی۔ اس کی دوسری کامیاب فلم "یارانہ" تھی جس کا ایک گانا "میرا پیا گھر آیا" سپرہٹ گیا۔ یہ گانا نصرت فتح علی خان کے گانے کا چربہ تھا۔ فلم کی کاسٹ میں رشی کپور اور راج ببر شامل تھے۔ ڈمپل کپاڈیہ اور راجیش کھنہ کی بیٹی ٹوئنکل کھنہ اور دھرمیندر کے بیٹے بوبی دیول کی پہلی فلم "برسات" ناکامی سے دوچار ہوئی۔ نانا پاٹیکر اور رشی کپور کی فلم "ہم دونوں" کو بھی بہت پسند کیا گیا اور دونوں سینئر فنکاروں نے اپنے اپنے فن کا خوب صورت مظاہرہ کیا۔ انوپم کھیر کی بطور ہیرو پہلی فلم "دل کا ڈاکٹر" بہت پسند کی گئی حالانکہ اس فلم پر بھارت میں نرسوں نے بہت احتجاج کی اور اسے اپنی توہین قرار دیا۔

انیل کپور اور اس کے فلم ساز بھائی بونی کپور کے لئے یہ سال بہت ناکامیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ دو سال قبل بونی کپور کی فلم "روپ کی رانی چوروں کا راجہ" فلاپ ہوگئی تھی جس پر دونوں بھائیوں نے کثیر سرمایہ کاری کی تھی۔ اس سال بھی ان کی فلم "پریم" فلاپ ہوگئی اور اس فلم پر بھی دونوں کا خطیر سرمایہ لگا تھا۔ تاہم اداکارہ تبو کو اس فلم سے بڑا بریک ملا۔ اس وقت تبو کا شمار بمبئی کی معروف ترین اداکاراؤں میں ہوتا ہے۔ مہیش بھٹ اور پوجا بھٹ دونوں باپ بیٹیوں کے لئے یہ سال بہت خراب رہا۔ مہیش بھٹ کی فلم "دافیو جتو" کا ہو بہو چربہ تھی۔ آر اے رحمان کا نام اب بمبئی میں کامیابی کی ضمانت سمجھا جاتا ہے۔ وہ ایک فلم کا میوزک تیار کرنے میں معاوضہ اس وقت پچاس لاکھ روپے لیتے ہیں اور پھر بھی وہ فلمسازوں کو مہنگے نہیں پڑے۔ گزشتہ تین برس سے فلمی دنیا میں آچکے ہیں لیکن ان کی پہلی فلم راجہ اس سال ریلیز ہوئی جو سپرہٹ گئی۔ اس کے علاوہ "کرتویہ" بھی ان کی سپرہٹ گئی۔

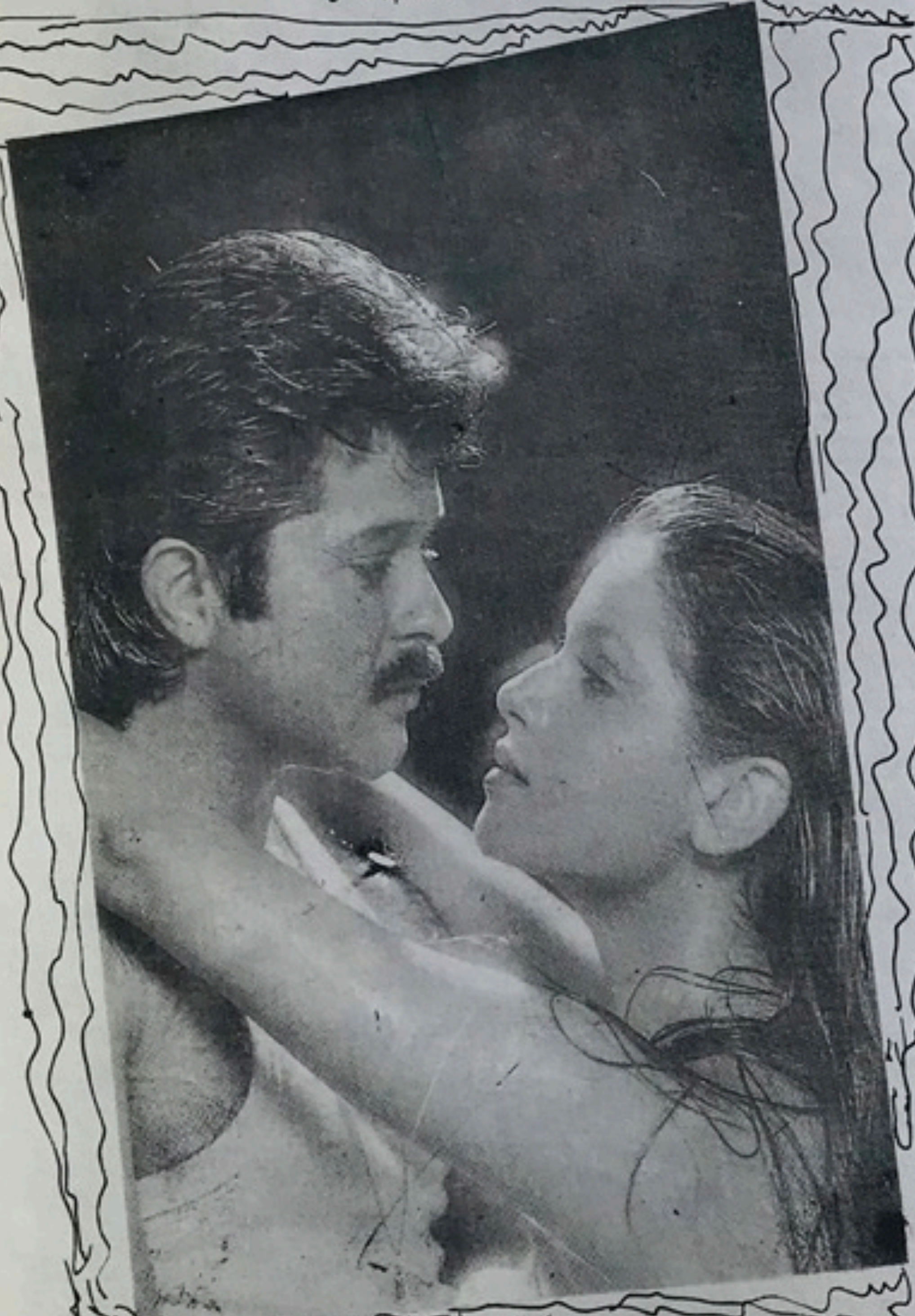

اس سال دیو آنند کو فلموں میں کام کرتے ہوئے 50 برس مکمل ہوگئے۔ اس مناسبت سے پونا میں ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں ان کی گولڈن جوبلی منائی گئی۔ اس موقع پر دیو آنند

اِنڈین فِلم انڈسٹری بزنس میں بہت آگے ہے •

نئی فلم "گینگسٹر" بھی دکھائی گئی۔ توقعات کے برخلاف یہ فلم مکمل طور پر فلاپ ہوگئی حالانکہ اس میں سابقہ ملکہ حسین شیشمتا حسن بھی اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوئی تھیں۔ ان کے علاوہ انیتا ایوب نے بھی کام کیا تھا لیکن کمزور سکرپٹ اور ڈائریکشن کے باعث فلم بالکل فلاپ ثابت ہوئی۔ شیشمتا حسن کی ناکامی کے باوجود فلموں میں عالمی حسیناؤں کو کاسٹ کرنے کے رجحان میں اضافہ ہوا ہے۔ مدھو سپری اور ایشوریا رائے بھی اس وقت متعدد فلموں میں اپنے جوہر دکھانے کے لئے پرتول رہی ہیں۔ ایشوریا اس وقت چھ سے زائد فلموں میں کام کررہی ہیں اور فلمی پنڈت اسے مستقبل کی نمبر ون قرار دے رہے ہیں۔ امیتابھ بچن کی فلموں میں واپسی بھی بمبئی کی فلم نگری کا سال رواں بڑا اہم واقعہ ہے۔ 1992ء میں ان کی آخری فلم "خدا گواہ" ریلیز ہوئی تھی جس کے بعد انہوں نے فلموں سے علیحدگی اختیار کرلی تھی تاہم 3 سال بعد امیتابھ بچن کو یہ احساس ہوگیا کہ ایسا کرکے انہوں غلطی کی ہے لوگ اب انہیں بھولنا شروع ہوگئے ہیں۔ اس لئے انہوں نے فلم میں کام کرنے کا اعلان کیا ہے۔ امیتابھ بچن کارپوریشن کے بینر تلے بننے والی اس فلم کے فلمساز اندار کمار ہیں اور امیتابھ بچن کو اس میں کام کرنے کا معاوضہ 3 کروڑ روپے ملے گا۔ انہوں نے اعلان کیاہے کہ وہ سال میں صرف اک فلم کیا کریں گے۔ فلم "بمبئی" کے ڈائریکٹر منی رتنم بھی امیتابھ بچن کو اپنی کسی فلم میں کاسٹ کرنے کے لئے بے چین ہیں۔

بمبئی کی فلمی دنیا کے حوالے سے اس سال کا سب سے اہم واقعہ سنجے دت کی رہائی ہے۔ انہیں چودہ سال کی قید سخت کے بعد چند ماہ قبل نئی دہلی کی بدنام زمانہ تہاڑ جیل سے رہائی ملی انہیں بمبئی کے مسلم کش فسادات میں مسلمانوں کی حمایت کرنے کے جرم میں قید کیا گیا تھا اور ان پر الزام تھا کہ وہ بم دھماکوں میں ملوث تھے۔ بمبئی کے باخبر حلقے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ سنجے دت کو اسلام دوستی کی سزا دی گئی اور انہیں اس شرط پر "گجرات" کی مسلم کش حکومت نے رہا کیا ہے کہ وہ مندروں میں جاکر عبادت کریں گے تاکہ یہ تاثر ہو کہ سنجے دت مسلمان نہیں بلکہ کٹر ہندو ہیں۔ ادھر سنیل دت نے بھی بیٹے کی خاطر کانگریس آئی چھوڑ کر بے جے پی میں شمولیت کرلی ہے۔ سنجے دت کے فلمی کیریئر کو اس پورے معاملے سے بہت دھچکا پہنچا ہے اور وہ اب اس کی تلافی کرنے کی بھرپور کوشش کررہے ہیں۔ اس وقت وہ ایک فلم کا معاوضہ ایک کروڑ روپے لے رہے ہیں۔ اکشے کمار، سنیل سیٹھی اور اجے دیو گن کے لئے 1995 کا سال بہت زیادہ کامیاب ثابت نہیں ہوا اور تینوں کی اکثر فلموں نے درمیانہ بزنس کیا۔ ہیروئنوں میں کاجل، منشیاء کوئرالہ، مادھوری اور ارملا کے لئے یہ سال بہت اچھا رہا۔

ہالی وڈ کے بعد اگر ہالی وڈ کے حالات پر نظر دوڑائی جائے تو ہمیں یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ ہالی وڈ کے لئے یہ سال بہت خراب رہا ہے۔ 1994ء میں ہالی وڈ میں بہت اچھی فلمیں بنی تھیں جو باکس آفس پر سپرہٹ تھیں۔ ان میں "جراسک پارک" اور آرنلڈ شیوازناگر کی "ٹرولائز" قابل ذکر ہیں لیکن اس سال کوئی ایسی فلم نہیں گئی جس نے کامیاب بزنس کیا ہو۔ سال رواں کی کامیاب انگریزی فلموں میں "بیٹ مین فار ایور" "گولڈن آئی" "اپالو 311" ڈائی ہارڈ تھرڈ، انڈر سیج سیکنڈ، نیچرل بورن کلر، اوٹلی یو اور ڈس کلوز قابل ذکر ہیں۔

سب سے کامیاب فلم "بیٹ مین فار ایور" ثابت ہوئی اس سے قبل بیٹ مین سلسلے کی دو فلمیں "بیٹ مین" اور "بیٹ مین ریٹرنز" بن چکی ہیں اور دونوں کو ہی بہت زیادہ کامیابی نصیب ہوئی تھی۔ اب تیسری فلم پر لوگوں کی نظریں تھیں لیکن اس مرتبہ "بیٹ مین" کی فلم میں وہ بنیادی تبدیلیاں کی گئی تھیں۔ پہلی یہ کہ ڈائریکٹر کو تبدیل کرکے ٹم برٹن کو فلم ڈائریکٹر لیا گیا جبکہ ہیرو کا کردار مائیکل کیٹن سے لے کر کلیم کو دے دیا گیا۔ ایسا مائیکل کیٹن کے نامناسب رویئے کے باعث کیا گیا۔ اس نے فلم کے آغاز سے قبل اس کردار کے عوض ایک کروڑ ڈالر کا خطیر معاوضہ طلب کیا تھا جس پر فلم ساز ادارے نے اسے بیٹ مین کے کردار سے فارغ کرکے ایک لاکھ ڈالر کے معمولی معاوضہ پر وال کلیم کو بیٹ مین کا کردار دے دیا اور وال کلیم نے عمدہ کارکردگی دکھا کر دنیا کو حیران کردیا۔ اس فلم میں اداکارہ نکولی کیڈمین نے بھی خوبصورت اداکارہ کا مظاہرہ کیا۔ سپیشل افیکس کی موجودگی کسی بھی انگریزی فلم کی کامیابی کی ضمانت ہوتی ہے اس فلم میں سپیشل افیکس کا بھی خوبصورت مظاہرہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ بیٹ مین ریٹرنز نے باکس آفس پر بہت زیادہ کامیابی حاصل کی۔ سال کی دوسری کامیاب فلم جیمز بانڈ سلسلے کی نئی فلم "دا گولڈن آئی" ہے۔ جس میں پیر زبور سنن نے پہلی مرتبہ جیمز بانڈ کا کردار ادا کیا۔ اس فلم کی شوٹنگ جزائر عرب الہند کے خوبصورت ساحل میں کی گئی اور جیمز بانڈ کی تمام فلموں کی طرح اس فلم نے بھی زبرت بزنس کیا۔ سٹیفن سیگال کی فلم انڈر سیج سیکنڈ بھی ایک خوبصورت ایکشن فلم تھی اور اس فلم نے بھی بہت زیادہ بزنس کیا۔ اس فلم میں سٹیفن سیگال نے ایک ایسے کمپیوٹر پروگرام سے جنگ کی جو امریکہ میں تخریب کاری کو فروغ دینے کا باعث بن رہا تھا۔

فلم میں ایکشن مناظر بہت خوبصورتی سے فلمبند کئے گئے بروس ویلز کی فلم "ڈائی ہارڈ ودو نجنس" بھی بہت کامیاب گئی۔ اس سے قبل "ڈائی ہارڈ" اور "ڈائی ہارڈ 2" میں بھی بروس ویلز نے خوبصورت پرفارمنس کا مظاہر کیا تھا۔ ڈیمی مور اور مائیکل ڈگلس کی فلم "ڈس کلوژر" بھی خوبصورت فلم تھی جس نے کمرشل سطح پر بھی اچھا خاصا بزنس کیا۔ مریسا نمائی کی "اوٹلی یو" بھی خوبصورت رومانوی فلم ثابت ہوئی۔

ہالی وڈ میں سب سے خوبصورت پرفارمنس اداکار ٹام ہینکس گزشتہ دو سال سے مسلسل بہترین اداکار کا آسکر ایوارڈ حاصل کررہے ہیں۔ گزشتہ سال انہوں نے فلم "فارسٹ گمپ" میں بہترین اداکاری پر اس سال فروری میں بہترین اداکار کا ایوارڈ حاصل کیا تھا۔ اس سال ان کی دو فلموں نے زبردست بزنس کیا۔ پہلی فلم "اپالو 311" تھی جس میں انہوں نے ایک خلاباز کا کردار خوبصورتی سے ادا کیا اور دوسری فلم "ٹوائے سٹور" ہے جس میں انہوں نے کھلونوں کی دکان پر ایک سیلز مین کا کردار ادا کیا۔ "اپالو 311" میں بہترین اداکاری پر انہیں مسلسل

فن کی بلندیوں پر اداکارہ
مادھوری ڈکشٹ

تیسری مرتبہ بہترین اداکار کے آسکر ایوارڈ کیلئے نامزد کیا گیا ہے۔ اگر وہ اس سال بھی یہ ایوارڈ لینے میں کامیاب ہوگئے تو ہالی وڈ کی تاریخ میں نیا ریکارڈ ہوگا۔

سال رواں کی بڑے بجٹ کی ناکامی فلموں میں سلوسٹر سٹالون کی "جج ڈیڈ" اور کیون کرنسٹر کی "واٹر ورلڈ" قابل ذکر ہے۔ "جج ڈرڈ" میں سلوسٹر سٹالون نے مستقبل میں جرائم کے خلاف لڑنے والے ایک جج کا کردار ادا کیا۔ کثیر سرمائے سے بنائی جانے والی یہ فلم ناکام رہی جبکہ کیون کونسٹر کی بطور پروڈیوسر پہلی فلم "واٹر ورلڈ" بھی کثیر سرمایہ کے باوجود ناکام رہی۔۔ کیون کنسٹر کو کروڑوں ڈالر کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔

ریما صف اول کی اداکارہ ہے

خوبصورت نئی هیروئنوں نے

پاکستانی فلم انڈسٹریز کے مُردہ جسم میں جان ڈال دی ہے

پاکستانی ہیروئنیں فن سے زیادہ جسم کی نمائش کرتی ہیں

گزشتہ سالوں میں اکا دکا فلمیں کامیاب ہوتی رہتی ہیں۔ مگر ہدایت کار شمیم آراء کی فلم "منڈا بگڑا جائے" نے بزنس کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے فلم انڈسٹری کو ایک نئی زندگی بخشی۔ فلم کا کاروبار گزشتہ دس سالوں سے گھاٹے کا سودا سمجھا جانے لگا تھا۔ جس کے باعث پروفیشنل فلمسازوں نے اس شغل سے توبہ کرلی تھی اور پھر صرف زیادہ تر وہی لوگ فلمیں بنارہے تھے جو شوقیہ فلمساز تھے۔ مگر اس "شغل میلہ" کے ساتھ ساتھ ایک ایسا گروہ بھی تبدیلی اور کامیابی کے لئے جدوجہد کر رہا تھا جن میں شمیم آراء سرفہرست تھیں۔ بالآخر اس گروہ کو کامیابی نصیب ہوئی ا ر ایک طویل عرصہ کے بعد پاکستانی سینماؤں میں دوبارہ رونقیں دیکھنے میں آئیں۔ ہدایت کار سید نور کی فلم "جیوا" گزشتہ عیدالفطر کو ریلیز ہوئی۔ آغاز میں اس فلم کو "بی کلاس" کہا گیا جوں جوں وقت گزرتا گیا اور لوگ اس فلم کو دیکھنے سینما گھر پہنچے۔ "ماؤتھ پبلسٹی" نے اس فلم کو سپر ہٹ بنادیا۔ سال 95ء میں تیسری بڑی کامیابی سجاد گل اور ہدایت کار اقبال کاشمیری کی فلم "جو ڈر گیا وہ مرگیا" کو ملی جس نے باکس آفس پر اپنی پروڈکشن سے تین گنا زیادہ بزنس کیا۔ اس فلم کی کامیابی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کی اس کی تشہیر میں جدید طریقے آزمائے گئے۔ فلم کا ٹیلر جنوبی ایشیا میں سب سے زیادہ مقبول نیٹ ورک "زی ٹی وی" سے نشر کیا گیا۔ اس فلم کی اشتہاری مہم بھی روٹین کی پبلسٹی سے مختلف تھی۔ اس فلم کی کامیابی میں سنسر کی نرمی کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

1995ء میں فلم انڈسٹری کو حکومت کا مکمل "آشیرباد" حاصل رہا۔ جس کے باعث پاکستانی سینما گھر دوبارہ آباد ہوئے۔ سال کے آغاز میں ہی زیر تکمیل فلموں کے گانوں پر مشتمل پروگرام "لالی وڈ ٹاپ ٹین" شروع کیا گیا۔ جس نے ان لوگوں کو فلم کی طرف متوجہ کیا جو ایک عرصہ سے پاکستانی فلم دیکھنا چھوڑ گئے تھے۔ ایس ٹی این سے بہت سے ایسے پروگرام شروع کئے گئے جس نے پاکستانی فلم اور سٹارز کو عوام میں مقبول بنایا۔ پی ٹی وی کے ساتھ ساتھ این ٹی ایم پر پاکستانی فیچر فلم کو دکھائے جانے پر پرانی روایت کو دوبارہ بحال کیا گیا۔ ان سب باتوں نے فلم کے کاروبار کو باکس آفس پر کامیابیاں بخشیں۔

چونکہ "منڈا بگڑا جائے" اور "جیوا" جنہیں کامیابی ملی وہ بیرون ملک بنائی گئی تھیں اس لئے سال بھر مختلف فلمی یونٹ ملک سے باہر جاتے رہے۔ اس سال شمیم آراء "لو 95ء" اور "مس استنبول" شوٹ کرنے کے لئے تقریباً تین ماہ تک ترکیہ رہیں۔ اس کے بعد سال کے نویں مہینے میں شمیم آراء "ہم تو چلے سسرال" بنانے کے لئے ایک بار پھر سری لنکا "کولمبو" گئیں۔ اقبال کشمیری "منڈا بگڑی جائے" کے فلمساز حاجی شیرا کے ساتھ "معاملہ گڑبڑ ہے" بنانے کے لئے سری لنکا گئے۔ ان تمام فلموں میں ریما کے ساتھ بابر علی تھے۔ دونوں فنکاروں نے سال کا بیشتر حصہ بیرون ملک ہی گزارا۔ ریما اور بابر علی کی "ڈیٹس" کے حوالے سے بہت سے فلمسازوں کے مابین جھگڑا ہوتے رہا۔ پورا سال اردو فلم بنانے کا آغاز کیا جو صرف اپنا نام بتائیں تو ان کی اردو ختم ہوجاتی ہے۔ اردو فلموں کی کامیابی اور مجموعی طور پر فلمسازی کے رجحان کے "نمبر آف پروڈکشن" بڑھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ پرانے فنکاروں کے ساتھ ساتھ نئے فنکاروں میں کام بٹا۔ اس سال جو نئے چہرے متعارف ہوئے ان میں میرا مسعود، روپ، لیلیٰ، سائرہ خان سمیت دوسرے فنکار شامل تھے۔ میرا جس کی پہلی فلم "کانٹا" آج ریلیز ہوگئی اس سے نے اپنی کوئی بھی فلم ریلیز ہونے سے قبل 35 فلمیں سائن کرکے ایک عالمی ریکارڈ قائم کیا۔ میرا سے قبل اداکارہ نرگس نے 32 فلمیں سائن کی تھیں۔

ہدایت کاروں میں شمیم آراء ہارٹ فیورٹ رہیں۔ ان کے بعد سید نور، اقبال کاشمیری، مسعود بٹ، الطاف حسین اور جاوید شیخ مصروف رہے۔ موسیقاروں میں ایم اشرف اور ان کے بیٹے ایم ارشد سب سے زیادہ مقبول رہے۔ اس سال موسیقار امجد بوبی، عدنان سمیع خان، اور ایم ارشد نے ایسے گیت بنائے جو عام لوگوں نے گنگنائے۔ ایسا ایک عرصہ بعد ہوا ہے وگرنہ یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ فلم کا میوزک صرف سینما کی چار دیواری میں ہی سنا جاتا ہے۔ عدنان سمیع خان نے فلم "سرگم" کے لئے ایسی دھنیں بنائیں جنہیں ہر طبقہ نے سراہا۔ ریما، بابر علی، میرا، ریشم، عندلیب، فیصل قریشی، ارم طاہر کے مصروف ہونے کے باعث ملکہ ترنم نورجہاں کے علاوہ دوسری گلوکاراؤں کو بھی گانے کا موقعہ ملا۔ اس سال انور رفیع، غلام عباس، حمیرا چنا، سائرہ نسیم، تحسین جاوید، وارث بیگ، شوکت علی عمران، ارشد محمود، بو ببرال، عامرہ فنا، شازیہ منظور اور سجاد علی نے مختلف فلموں کے لئے گایا۔ گلوکار انور رفیع، عدنان سمیع خان، سجاد علی، ارشد محمود اور تحسین جاوید نے "میل سنگنگ" کو دوبارہ زندہ کیا۔

اس سال چونکہ زیادہ تر فلموں کی شوٹنگ بیرون ملک ہوئی جس کے باعث نگار خانوں کی رونقیں ماند رہیں مگر چونکہ 95ء میں فلمسازی کے رجحان میں تیزی تھی اس لئے پاکستان میں بھی فلمسازی جاری رہی۔ اس رجحان کے باعث بعض افراد نے یہ بھی کہا کہ بیرون ملک فلمسازی کے رجحان کی وجہ سے یہاں مقامی تکنیک کار کو فائدہ ہونے کی بجائے نقصان ہوا۔

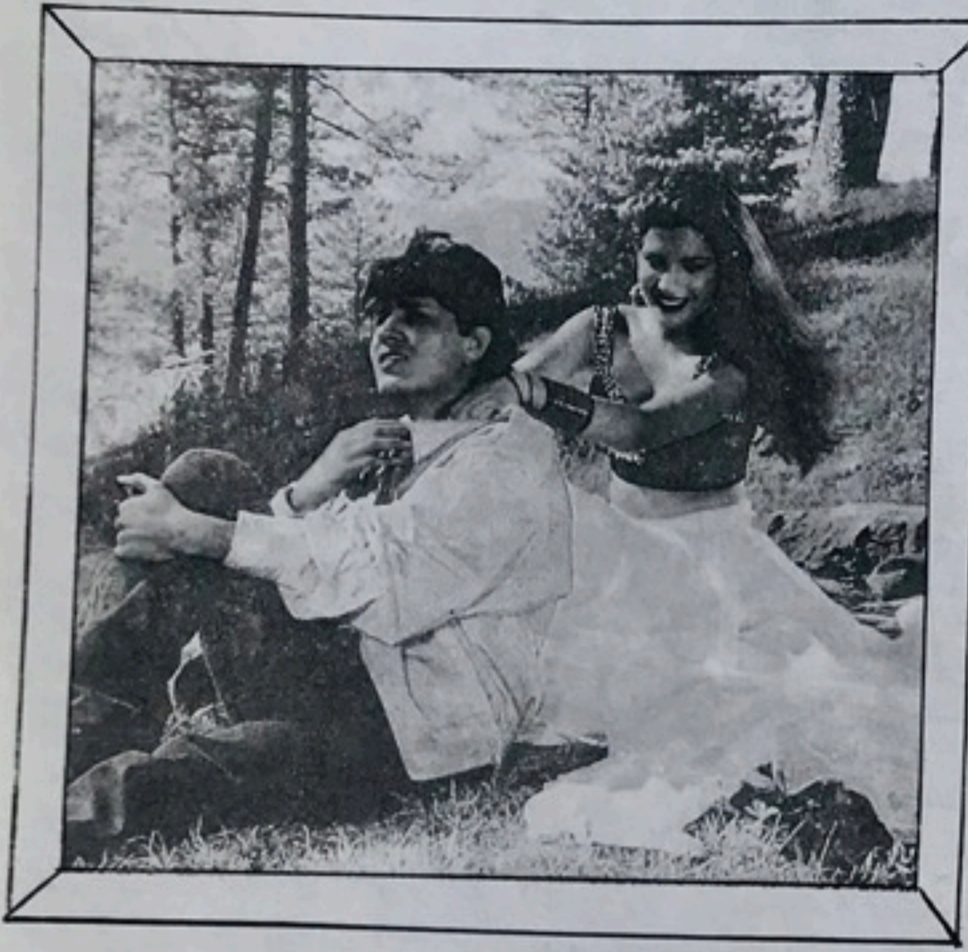

اس سال ایکشن فلموں کی جگہ رومانی اور ہلکی پھلکی فلموں نے لے لی۔ منڈا بگڑا جائے کی کامیابی کا اثر الگ تھلک تمام فلموں پر نظر آیا، متعدد ایسی فلمیں شروع ہوئیں جن میں لفظ "منڈا" کا ذکر تھا۔ گزشتہ 30 برسوں سے پاکستان سلور سکرین پر چھائے ہوئے اداکار سلطان راہی نے اس سال کم فلمیں سائین کیں۔ سلطان راہی جنہیں صرف پنجابی فلموں کے ساتھ "بریکٹ" کردیا گیا تھا انہیں اردو فلموں میں بھی

کاسٹ کیا گیا۔ ہدایت کار اقبال کشمیری کی فلم "سڑک" میں سلطان راہی، بابر علی، ریما سمیت دوسرے فنکاروں کے ساتھ تمام سرکٹ کی توجہ کھینچنے کے لئے ایک تجربہ کیا گیا جسے خاطر خواہ کامیابی تو نہ مل سکی لیکن اسے ناکام بھی نہیں کہا جاسکتا۔ فلم انڈسٹری کی نمائندہ تنظیمیں حکومت سے فلم انڈسٹری کے لئے جدید سہولتوں کا تقاضا کرتی رہیں۔ خام مال کی قیمت میں 25 فیصد اضافے اور تفریحی ٹیکس کی بات کی گئی۔ حکومت کو فلم اکیڈمی کے قیام کا وعدہ یاد دلایا گیا۔ اور فخر زمان نے نگار ایوارڈ کی تقریب میں اعلان کیا کہ دسمبر 96ء میں اکیڈمی اپنا کام شروع کردے گی۔

اس سال ہمسایہ ملک بھارت کی طرح پاکستانی فلم میکروں نے بھی بھری روپ کو اہمیت دی۔ بھارت نے تو یہ فارمولہ بڑی دیر سے اپنا رکھا ہے وہ نئے اور کم معاوضہ لینے والے آرٹسٹوں کو کاسٹ کرتے ہیں۔ اس طرح ان کو بجٹ بچتا ہے۔ اسے بھارتی فلم میکر اپنی فلم کو سجانے اور خوب صورت بنانے پر صرف کررہے ہیں جب سے پاکستان میں زی ٹی وی دیکھا جانے لگا ہے اس پر نئی آنے والی فلموں کی تشہیر موثر اور خوش کن انداز سے جاری ہے۔ اس طریقہ کار سے بھارتی فلموں نے اربوں روپے کا بزنس کیا ہے۔ "ہم آپ کے ہیں کون" فلم کے صرف ایک گانے "دیدی تیرا دیور دیوانہ" نے موثر تشہیر کے باعث اربوں روپے کا بزنس کیا۔ یش چوپڑہ کے بیٹے کی فلم "دل والے دلہنیا لے جائیں گے" نے یہ ریکارڈ بھی توڑا۔ پاکستان کے بھی پڑھے لکھے فلمسازوں نے یہی طریقہ اپنایا اس سلسلے میں سجاد گل کی فلم "جو ڈر گیا وہ مر گیا" کی مثال بھی دی جاسکتی ہے۔

کوریو گرافی کے حوالے سے ہمارے ہاں اس سال کوئی نیا تجربہ نہ کیا گیا۔ پورے سال میں صرف جاوید شیخ کی فلم "بس بھئی بس زیادہ بات نہیں چیف صاحب" کی مثال دی جاسکتی ہے۔ مگر اسے بھی "اپ ٹو ڈیٹ" نہیں کیا جاسکتا مگر کوریو گرافی کے حوالے سے یہ ایک کوشش ضرور تھی۔ ریما جو پاکستان کے حوالے

سے ڈانسنگ ہیروئن کا امیج رکھتی ہیں۔ انہوں نے اس سلسلہ میں کہا کہ اس میں فنکاروں کو قصور وار نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ یہ تو ذمہ داری ڈانسر ڈائیرکٹروں کی ہے کہ وہ ہم سے نئے نئے انداز کے ڈانس کرائیں اور ڈانس ڈائریکٹروں سے بھی پہلے یہ موسیقار کو چاہئے کہ وہ ایسے گیت بنائیں جن پر مختلف انداز میں ڈانس کیا جاسکے۔ جیسا کہ بھارت کے موسیقار اور ڈانس ڈائریکٹر کررہے ہیں۔

مصنف رشید ساجد گزشتہ ربع صدی سے فلم نگری میں وابستہ ہیں۔ وہ پیشن گوئی کرتے ہیں کہ 1996ء بہت بڑے امتحان کا سال ہوگا۔ 95ء میں فلم انڈسٹری کی کوکھ میں اردو فلم نے دوبارہ جنم لیا۔ جو اگلے سال سینما میں جوان ہوچکی ہوگی اور جوانی کی غلطیاں تباہ کن ہوتی ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ ہم ہجوم کی صورت میں تنگ گلی سے گزر رہے ہیں۔ اور اندیشہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے نیچے آکر کہیں مر نہ جائیں۔ 95ء میں اردو فلم کو شفقت ملی ...... 96ء میں معیار کی توقع کی جائے گی .... 95ء میں تو پاکستانی فلم انڈسٹری عملی طور پر سری لنکا کی انڈسٹری بنی رہی۔ پاکستان اپنی فلمیں غیر ممالک میں بنانے میں سر فہرست رہا اور پاکستان کی 98 فی صد فلمیں ترکی، سری لنکا، فلپائن اور دوسرے ممالک میں بنائی گئیں۔ رشید ساجد کہتے ہیں کہ ہمیں اپنا رویہ بدلنا ہوگا ورنہ ہمارے چہرے جو پہلے ہی پرانے ہوچکے ہیں اور بھی پرانے ہوجائیں گے۔

قلمی دوستی

نام: محمد اعظم
تعلیم: ایف اے (جاری)
عمر: انیس سال
مشغلہ: یوتھ پڑھنا انڈین فلم دیکھنا، مذاق کرنا، دل لگا کر شرارت کرنا اور لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا جو بھی قلمی دوستی کا خط ارسال کرے گا اسے تحفہ پیش کروں گا
پسندیدہ اداکار: امیتابھ بچن، دیویا بھارتی، شلپا شیٹھی، صاحبہ، کومل رضوی، جوہی چاولہ، متھن چکرورتی، سنجے دت، مادھوری اور ریما
ایڈریس: کوئین گارمنٹس اینڈ ہینڈی کرافٹس شاپ نمبر ۱، ۲، ۳ ہمام بلڈنگ بالمقابل بزنس گارڈن برنس روڈ کراچی

نام: طاہرہ یاسمین
تعلیم: بیس سال
عمر: ایف اے (جاری)
مشغلہ: مخلص لڑکے لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا یوتھ پڑھنا
ایڈریس: پوسٹ بکس نمبر ۵۶۸ پی او فیصل آباد

نام: محمد صدیق
تعلیم: میٹرک
عمر: چوبیس سال
مشغلہ: قلمی دوستی، یوتھ انٹرنیشنل پڑھنا، انڈین و پاکستانی فلمیں دیکھنا
ایڈریس: پاک اسٹیٹ ایجنسی مواچھ گوٹھ نمبر ۲ بس سٹاپ حب ریور روڈ کراچی ۵۱

نام: ارم شہزادی
تعلیم: انٹر
عمر: بیس سال
مشغلہ: شاعری، قلمی دوستی، صحافت
ایڈریس: پوسٹ بکس نمبر ۵۶۸ جی پی او بکس فیصل آباد

نام: اصغر علی
تعلیم: مڈل
عمر: بائیس سال
مشغلہ: قلمی دوستی، یوتھ پڑھنا، ہر خط کا جواب باقاعدگی سے دیا جائے گا
ایڈریس: پاک اسٹیٹ ایجنسی مواچھ گوٹھ نمبر ۲ بس اسٹاپ حب ریور روڈ کراچی

نام: عبدالرحمان لبو
تعلیم: میٹرک
عمر: ۲۶ سال
مشغلہ: انجینئرنگ کرنا، یوتھ پڑھنا، انڈین و پاکستانی فلمیں دیکھنا
پیغام: ہر لڑکی جو مجھ سے قلمی دوستی کرے گی یوتھ اخبار ایک سال کے لئے مفت روانہ کروں گا بشرط تصویر لازمی

جھنکار فرینڈز کلب
نام:۔ خالد رحمان ولدیت عبدالرحمان
تعلیم:۔ ایف اے عمر بیس سال مشغلہ کرکٹ کھیلنا انگلش فلمیں دیکھنا، یوتھ صرف یوتھ پڑھنا، عمران سیریز کے ناول پڑھنا، لڑکیوں سے قلمی دوستی کرنا
پسندیدہ اداکار: ممتا کلکرنی، جوہی چاولہ نانا پاٹیکر، نصیرالدین شاہ اور شاہ رخ خان
ایڈریس مکان نمبر ۷ ۱۲ گلی نمبر ۲ امین پارک راوی روڈ لاہور

نام: ایم ناول کھوسو
تعلیم: انٹر
عمر: پچیس سال
مشغلہ: اچھے میگزین کا مطالعہ کرنا، قلمی دوستی کرنا
پسندیدہ فنکار تمام ٹیلی ویژن فنکاروں کے علاوہ نرگس، شان، سلیم شیخ اور بابر علی
پتہ: ایم ناول کھوسو چیئرمین آل کراچی ٹی وی سٹار فین کلب بیت اللہ جنرل سٹور نور محمد ویلج مرزا آدم خان روڈ جونا دھوبی گھاٹ کراچی

نام: عبدالرشید شیخ
عمر: تیس سال
مشغلہ: قلمی دوستی، انعامی بانڈ جمع کرنا، صحافت کرنا، اخبارات پڑھنا، جو بھی دوست پہلے خط تحریر کرے گا ان کو گفٹ روانہ کروں گا مگر مکمل کوائف کے ساتھ رابطہ کریں۔
ایڈریس: کارس پینٹ ہاؤس پاکستانی چوک لاڑکانہ سندھ ۷۷۱۵۰

سرحدی امور کے وفاقی وزیر مملکت

ملک عبدالقیوم سے خصوصی انٹرویو

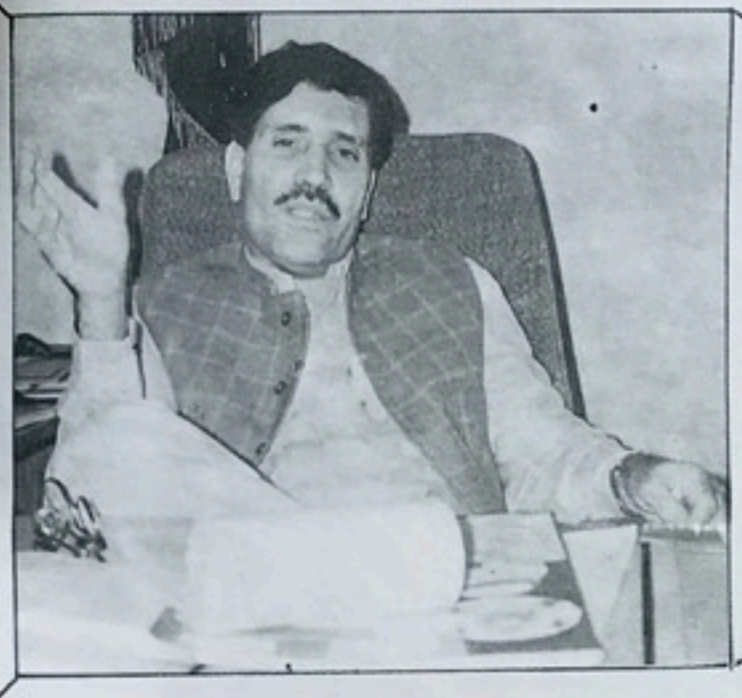

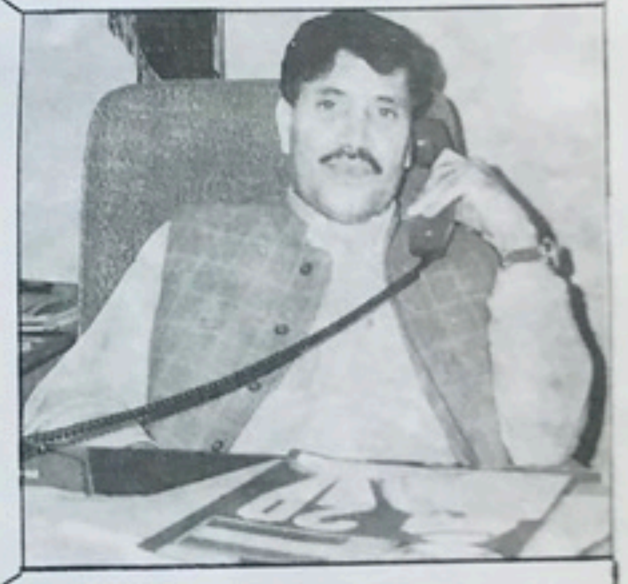

جناب ملک عبدالقیوم خان سے خصوصی انٹرویو ملک عبدالقیوم خان کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ ایک ایماندار دیانتدار فرض شناش بے لوث قومی رہنما کی حیثیت سے اندرون و بیرون ملک جانے پہچانے جاتے ہیں وطن عزیز سے بے پناہ محبت اور خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہیں اس باصلاحیت مدبر سیاستدان نے اپنی زندگی قبائلی علاقہ جات کی خدمت اور سماجی فلاحی کاموں کیلئے وقت رکھی ہے آپکے انہی بے شمار اوصاف کو دیکھتے ہوئے آپ کے حلقہ جنوبی وزیرستان کے عوام آپ پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہیں آپ کی ہمہ گیر عوامی شخصیت کو قبائلی علاقہ جات کے لوگ بڑی عزت احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور آپ کو قبائلی علاقہ جات کا مقبول ترین قائد تصور کرتے ہیں بحیثیت رکن اسمبلی اور وفاقی وزیر مملکت آپ دن رات اپنے قبائلی بھائیوں کے مسائل کو حل کرنے میں مصروف ہیں سیاسی لحاظ سے آپ پکے پاکستانی اور عوامی سیاست کے قائل ہیں پاکستان پیپلزپارٹی کیساتھ آپ کا اور آپکے خاندان کا گہرا لگاؤ ہے محترمہ بے نظیر بھٹو نے ملک عبدالیقوم خان کو سرحدی امور کی اہم وزارت دے رکھی ہے قارئین آئیں ملک عبدالقیوم خان کیساتھ تو باقاعدہ گفتگو کا آغاز کرتے ہیں

یوتھ انٹرنیشنل ملک عبدالیقوم خان صاحب آپ اپنی شخصیت اور خاندان کے حوالے سے ہمارے قارئین کو بتائیں؟

ملک عبدالقیوم خان برادر صدیق القادری صاحب آپ کا انٹرویو کیلئے تشریف لانے کا بہت مشکور ہوں

میرا تعلق ساوتھ وزیرستان کے معروف سیاسی خاندان سے ہے ہمارا خاندان پاکستان بننے کے بعد ایکٹو پالیٹکس میں چلا آرہا ہے میرے والد ملک احمد خان اور میرے چچا اور خاندان کے دیگر افراد نے کشمیر لیبریشن وللہ میں قبائیوں کے بہت بڑے لشکر کی قیادت کرتے ہوئے کشمیری بھائیوں کو حق خواد ارادیت دلانے کیلئے باقاعدہ عملی جہاد میں بھرپور حصہ لیا کشمیر لیبریشن وللہ نے میرے والد اور چچا کو ان کی خدمات پر خطابات سے نوازا تھا یہ اعزازت ہمارے خاندان کیلئے بہت بڑا انعام تھے قائداعظم محمد علی جناح کے دوڑ سے پچھلی چار اسمبلوں میں ہماری ساوتھ وزیرستان کی قومی

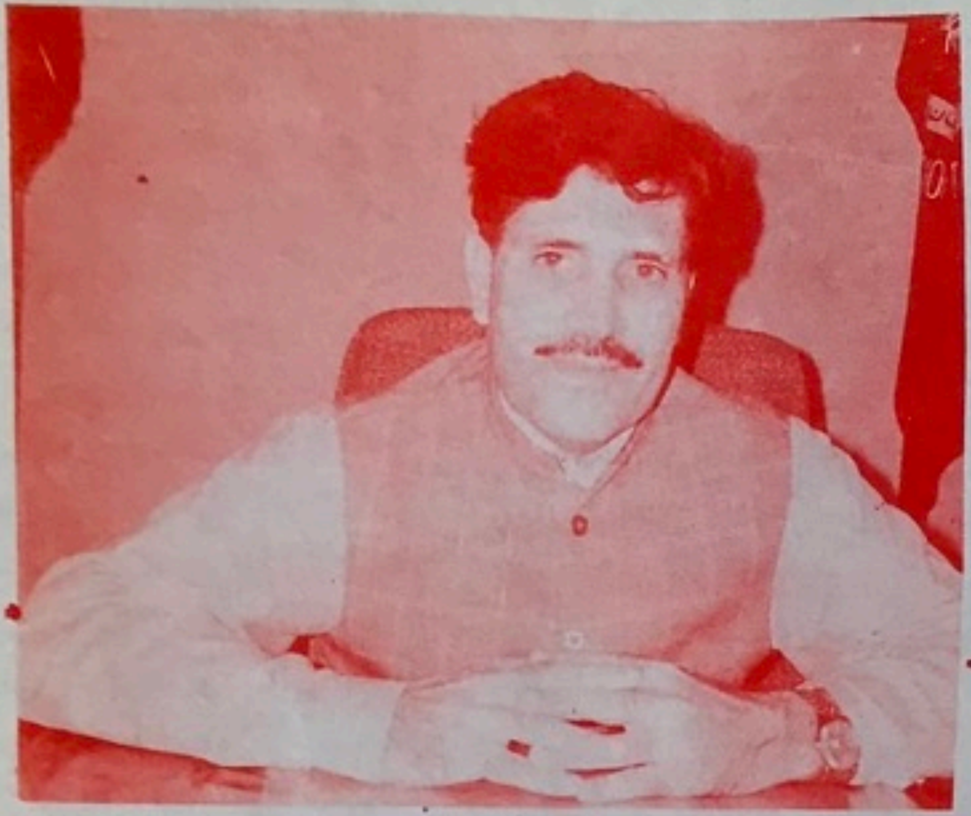

اسمبلی کی سیٹیں ہمارے خاندان کے پاس چلی آرہی ہیں اس وقت نیشنل اسمبلی اور سینٹ کی دونوں سیٹیں ہمارے خاندان کے پاس ہیں ایک میں اپنا تعارف کراتا چلوں میں ۵ مئی ۱۹۴۷ء کو سپین قمر جنوبی وزیرستان میں پیدا ہوا میٹرک ضلع ڈیرہ اسماعیل خان سے کیا صدیق القادری صاحب آپ کیلئے ایک اہم انکشاف کرتا چلوں ہمارے موجودہ صدر سردار فاروق احمد خان لغاری کی پیدائش بھی ہماری ساوتھ وزیرستان کی ہی ہے ان دنوں ان کے نانا ساوتھ وزیرستان کے پولٹیکل ایجنسی کے ایجنٹ تھے میں نے انٹرمیڈیٹ کراچی سے کیا گریجویشن ڈگری کالج ڈیرہ اسماعیل خان پشاور یونیورسٹی سے حاصل کی بحیثیت طالب علم کھیلوں میں بے حد دلچسپی رہی کئی انعامات حاصل کیئے تعلیم سے فارغ ہو کر بزنس کیلئے کراچی شہر کو منتخب کیا کراچی میں آٹو موبائل کا بزنس شروع کیا آہستہ آہستہ ترقی کرتے ہوئے اس شعبہ میں خاصا نام پیدا کیا آٹو موبائل کی کئی مشہور کمپنیوں کی ڈیلر شپ حاصل کی۔

بزنس کی فلیڈ میں یورپ، فارن اسٹیٹ مڈیسٹ ترکی، آسٹریلیا اور انگلینڈ کے وزٹ کیئے۔

یوتھ انٹرنیشنل خان صاحب پیپلزپارٹی کیساتھ آپ کے کیسے سیاسی روابط رہے؟

ملک عبدالقیوم خان ذوالفقار علی بھٹو جب وزیر خارجہ تھے تب ہمارے خاندان کے اس پارٹی کیساتھ تعلقات ہیں ساوتھ وزیرستان اور ہمارے خاندان نے ایوب خان کا ساتھ دینے کی بجائے ذوالفقار علی بھٹو کا ساتھ دیا تھا جب بھٹو صاحب وزیراعظم بنے تو انھوں نے ہمارے گاؤں کا دورہ کیا تھا یہ وہ زمانہ تھا جب

ذوالفقار علی بھٹو پُرکشش عوامی شخصیت تھے

ہماری ایجنسی کا تحصیل دار بھی ہمارے گاؤں میں نہیں پہنچ سکتا تھا۔

بحیثیت قبائلی لیڈر میں بلا خوف کہتا ہوں کہ پاکستان کی عوام میں جناب بھٹو نے ہی سیاسی شعور پیدا کیا ان کی ولولہ انگیز قیادت میں پاکستان کو داخلی وخارجی محاذ پر زبردست کامیابیاں ملی انھوں نے ہی ہر پاکستانی کیلئے پاسپورٹ عام کرکے لاکھوں پاکستانیوں کو بیرون ملکوں میں ملازمتیں دلوائیں جناب بھٹو کی بدولت ہی ہماری لاکھوں قبائیلیوں کیلئے ترقی و خوشحالی کے دروازے کھلے

یوتھ انٹرنیشنل! آپ کی پہلی ملاقات بھٹو صاحب سے کب ہوئی تھی؟

ملک عبدالقیوم خان ذوالفقار علی بھٹو سے میری پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب وہ وزیر خارجہ تھے میں یونیورسٹی کا طالب علم تھا جب بھٹو صاحب وزیر اعظم بنے میری کیئں ملاقاتیں ان سے ہوئیں میں سیاست میں بھٹو صاحب کو اپنا امام مانتا ہوں بھٹو صاحب واقعی پرکشش متاثر کن شخصیت کے عظیم عوامی لیڈر تھے انھوں نے پاکستان کی سیاست کو محلوں اور بنگلوں سے نکال کر گلی کوچوں میں لانے کا منفرد انداز اپنایا ذوالفقار علی بھٹو شہید آج بھی پاکستانی عوام کے مقبول ترین لیڈر ہیں میں سمجھتا ہوں محترمہ بے نظیر بھٹو کی سیاست بھی بھٹو صاحب کے رہنما اصولوں کے مطابق ہے ہماری قائد محترمہ بے نظیر بھٹو ہیں جنھوں نے سخت ترین آمریت کا جواں مردی سے مقابلہ کرتے ہوئے ملک کے عوام کو جمہوری ماحول دیا آج بھی عوام کو جو آزادی حاصل ہے وہ محترمہ بے نظیر بھٹو کی بے مثال قربانیوں کا ثمر ہے۔

یوتھ انٹرنیشنل

آپ جمہوری حکومت کے وفاقی وزیر سرحدی امور ہیں سیاسی جمہوری حلقوں میں قبائلی علاقہ جات میں عوامی حق

رائے دہی کے ذریعے انتخابات کا مطالبہ ہو رہا ہے کیا آپ وہاں عوامی رائے دہی کے انتخابات کے حق میں ہیں یا موجودہ سسٹم نمائندوں کے تحت انتخابات کے حق میں ہیں

ملک عبدالقیوم خان قادری صاحب آپ کا سوال بہت مشکل ہے سب سے پہلے میں اپنی طرف آتا ہوں میں سمجھتا ہوں پالیٹکس میں آدمی کو ایماندار دیانتدار خدا ترس ہونا چاہیے منتخب نمائندے کو عوام کا خادم سمجھنا چاہیے لوگوں کو عزت دینی چاہیے لوگوں کے مسائل کے حل کیلئے دیانتداری کیساتھ توجہ دینی چاہیے جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے ہمیشہ اپنے آپ کو عوام کا حقیقی نمائندہ سمجھ کر لوگوں کو ان کے حقوق دلانے کی بھرپور کوشش کی ہے میں دعویٰ کیساتھ کہتا ہوں میں نے گورنمنٹ سے کبھی کوئی فائدہ نہیں اٹھایا نہ ہی کبھی قرضہ لیا اور معاف کرایا اور نہ کبھی پلاٹ یا ایجنسی حاصل کی حتیٰ کہ ایم این اے کا ٹیلی فون کا کوٹہ بھی ذاتی استعمال میں نہیں لایا میرا ایمان ہے یہ چیزیں عوام کی امانت ہیں عوام کا ہی ان پر حق ہے یہی وجہ ہے ہمارے خاندان نے ہمیشہ عوام کیساتھ وفا کی ہے ہمارے حلقے کے لوگ بھی ہم پر بھرپور اعتماد کرتے ہیں لہٰذا الیکشن جس طریقے سے بھی ہوں ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا

چونکہ اس وقت پاکستان میں عوامی جمہوری حکومت ہے حکومت قبائلی علاقہ جات میں جس طریقے سے بھی انتخابی سسٹم اپنائے گی ہمیں قبول ہوگا ہم تو عوامی سیاست پر یقین رکھتے ہیں عوام کی خدمت کریں گے تو عوام ہمیں ووٹ دیں گے

دراصل مسئلہ یہ ہے قبائلی علاقہ جات کے حالات پاکستان کے دوسرے علاقوں جیسے نہیں ہیں ذرائع و مواصلات کی مناسب سہولتیں نہ ہونے حلقہ انتخابات بہت بڑا ہونے کی وجہ سے وہاں بہت دشواریاں عوامی رائے دہی صحیح طور پر اس وقت استعمال ہو سکتی ہے جب لوگوں کیساتھ روابط میں دشواریاں نہ ہوں اور امیدواروں کے پاس ایسے وسائل فراہم کیے جائیں کہ وہ ووٹ کا حق بہتر طور استعمال کر سکیں

یوتھ انٹرنیشنل
خان صاحب آپ اپنی وزارت کے بارے میں ہمارے قارئین کو بتائیں کہ

آپ نے سرحدی امور کی وزارت کے دائرہ اختیار کے بارے میں کیا کیا ہے؟

ملک عبد القیوم! میرے دوست، قارئین صاحب میری وزارت قبائلی علاقہ جات کے امور پر مشتمل ہے قبائلی علاقہ جات پاکستان کے زیر کنٹرول ہیں قبائلی علاقہ جات کا رقبہ ۲۷ ہزار مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا ہے چھ سو سات ۶۰۷ کلومیٹر لمبائی اور چالیس سے پچاس کلومیٹر چوڑائی ہے ان علاقہ جات کی افغانستان کے ساتھ باؤنڈری بہت ہی طویل ہے جو چترال سے لے کر چاغی تک مشتمل ہے ان علاقہ جات کی پاپولیشن ۳۵ لاکھ ہے یہ پورا علاقہ خشک اور کوہستانی (پہاڑی) علاقہ ہے ایگری کلچرل لینڈ بہت کم ہے جسکی وجہ سے ان علاقوں میں پسماندگی اور غربت بہت زیادہ ہے کے یہاں لوگ زیادہ محنت مزدوری کرنے والے ہیں ملازمت پیشہ ہیں وہاں انڈسٹریز نہ ہونے کے برابر ہیں تعلیم صحت ذرائع خواندگی ۶.۵ فی صد ہے جسمیں لڑکیوں کی تعلیم زیرو پوائنٹ ایٹ (۰.۸) فی صد ہے ڈویلپمنٹ نہ ہونے کے برابر ہے محترمہ بے نظیر بھٹو نے اقتدار میں آتے ہی سرحدی علاقہ جات کی وزارت کو بااختیار اور فعال بنانے کا فیصلہ کیا تاکہ وہاں کے لوگ بھی ملک کے دوسرے علاقوں کی طرح ترقی و خوشحالی کی طرف آگے بڑھتے رہیں

ان مقاصد کے حصول کیلئے میری وزارت سرحدی علاقہ جات کے عوام کی فلاح و بہبود اور ان کو درپیش مسائل کے حل کیلئے کوشاں ہے ان علاقوں میں صحت تعلیم ذرائع و مواصلات کے لیے ہنگامی بنیادوں پر ترقی دینے کی منصوبہ بندی کی گئی یہاں جنگلات کی بہت کمی ہے ان علاقہ جات میں جنگلات کو بہتر بنانے کیلئے نہایت اچھے اقدامات کیے گئے ہیں جس سے یہ علاقہ جات سرسبز و شاداب بن جائیں گے موجودہ حکومت نے پہلی مرتبہ وفاقی حکومت کے ۴ ½ کوٹہ کے علاوہ ۳۶۹۶ پوسٹوں کا کوٹہ قبائلی علاقہ جات کے لوگوں کیلئے مختص کیا ہے ان پوسٹوں میں زیادہ تر ایجوکیشن کی پوسٹیں ہیں۔ قبائلی علاقہ جات میں امن و امان برقرار رکھنے کیلئے فرنٹیر کانسٹیبلری بھی ہماری وزارت کیساتھ کام کررہی ہے ہماری وزارت کی بہتر کارکردگی کی وجہ سے قبائلی علاقہ جات میں ڈویلپمنٹ شروع ہوگئی ہے انشاء اللہ آئندہ پانچ سال میں ان علاقوں میں سڑکوں کا جال بچھا دیں گے **خان صاحب!**

آپ سرحدی علاقہ جات وزیر ہیں آپ کی وزارت کا دائرہ اختیار افغانستان کیساتھ باؤنڈری تک ہے کیا آپ بتائیں گے افغانستان میں خون ریز لڑائی کے کیا اثرات ہوں گے حکومت پاکستان کو افغانستان، امن و امان کی بحالی کیلئے کیا اقدامات کرنے چاہئے۔

ملک عبدالقیوم خان! میرے بھائی افغانستان کے عوام اور ہمارے ملک پاکستان کی بد قسمتی ہے کہ اتنی بڑی قربانیوں کے بعد بھی افغان مجاہدین کے سرکردہ لیڈر آپس میں لڑرہے ہیں خون ریز خانہ جنگی سے گیارہ ہزار سے زائد لوگ مرچکے ہیں ہزاروں کی تعداد میں زخمی ہو چکے ہیں اور لاکھوں بے گھر ہوگئے ہیں افغانستان کے اسلام پرست عوام نے اسلام کے نام پر ایک بہت بڑی سپر پاور کو شکست دی تھی روس جیسی سپرپاور نے ۱۹۸۸ میں افغان مجاہدین کے آگے اپنی شکست تسلیم کرلی تھی ۱۹۹۳ میں جو افغان عبوری حکومت تشکیل دی گئی وہ گورنمنٹ پاکستان کی کم عقلی نا سمجھی کی وجہ سے انتہائی نقصان دہ ثابت ہوئی اگر حکومت پاکستان سمجھداری کیساتھ تمام افغان لیڈرز کیساتھ باہمی مشورے اور دونوں برادر ملکوں کے عظیم تر مفادات کو مد نظر رکھتے ہوئے افغانستان کی پہلی عبوری حکومت کیلئے ایسا ڈھانچہ تشکیل دیتی تو یہ خون ریز قتل و غارت کی نوبت نہ آتی کیونکہ ان دنوں سارے افغان مجاہدین پاکستان میں موجود تھے میرے خیال میں اس وقت سارے افغان لیڈرز کو اکٹھا کرکے قومی جمہوری حکومت بنائی جائے جسمیں تمام افغان پارٹیوں کو نمائندگی دے دی جائے تو مذہب کے نام پر افغان مجاہدین کو لڑایا نہ جاتا۔ افغان عوام کی مقبول لیڈر شپ لانے کیلئے افغانستان میں آزادانہ منصفانہ انتخابات کے انعقاد کیلئے ہماری حکومت افغان لیڈروں کیساتھ ہر طرح کا بھرپور تعاون کرنے کیلئے تیار ہے

یوتھ انٹرنیشنل آپ سرحدی علاقہ جات کے وزیر ہیں ان علاقوں میں سمگلنگ روکنے کیلئے آپ نے کیا اقدامات کیئے ہیں؟

ملک عبدالقیوم! افغانستان کیساتھ ہماری بہت طویل باؤنڈری ہے چترال سے چاغی تک کا ایریا افغانستان کیساتھ منسلک ہے اس ایریا میں ۳۵۰ روٹس ہیں اتنے زیادہ روٹس ہونے کی وجہ سے ہمارے لیے سمگلنگ کو روکنا بہت ہی مشکل ہے بلکہ ہماری ہوائی فورس سمگلنگ کو روکنے کے لیئے کوشاں ہے

یوتھ انٹرنیشنل خان صاحب افغانستان میں موجودہ خانہ جنگی کے اصل محرکات کیا ہیں اس کے سدباب کیلئے کیا کیا اقدامات کرنے چاہئے؟

ملک عبدالقیوم خان صدیق القادری صاحب میں حکومت میں وفاقی وزیر ہوتے ہوئے بھی بڑی ایمانداری سے کہہ رہا ہوں بعض بین الاقوامی اسلام دشمن قوتیں نہیں چاہتیں کہ اس پورے خطے پاکستان ایران، ترکی اور سنٹرل ایشیا کی ریاستوں، میں ایک مضبوط

اسلامی ریجن قائم ہو۔ یہی اسلام دشمن قوتیں ایک سپر پاور کی سر کردگی میں افغانستان میں باقاعدہ منصوبہ بندی کے ذریعے افغانستان میں خانہ جنگی کو ہوا دے رہی ہیں وہاں خون ریزی قتل و غارت، تخریب کاری کروا کر ایک طرف پوری دنیا کو اسلامی انقلاب سے ڈرانا چاہتی ہیں دوسری طرف پاکستان کے افغانستان کے راستے سے سنٹرل ایشیا کی مسلم ریاستوں کیساتھ بڑھتے ہوئے روابط کو روکنا چاہتی ہیں یہ قوتیں پاکستان کیساتھ جدید ٹیکنالوجی سے مالا مال ۲۵ کروڑ مسلمانوں کیساتھ بھرپور تعاون سے خائف ہیں ان قوتوں کی خواہش ہے افغان مجاہدین کو آپس میں لڑوا کر مضبوط اسلامی بلاک کی بنیاد کو روکا جائے افسوس اس بات کا ہے کہ اسلام دشمن قوتوں کے آلہ کار ہمارے مسلمان افغان مجاہدین بنے ہوئے ہیں جبکہ وسیع تر اسلامی مفادات کا تقاضہ ہے کہ افغانستان میں تمام مسلمان آپس میں جاری لڑائی بند کر کے افہام و تفہیم کے ذریعے دوست اسلامی ممالک کو ثالث بنا کر اپنے جھگڑوں کا حل تلاش کریں افغان مجاہدین میں اتحاد و اتفاق کو فروغ دینے کیلئے ہماری حکومت ہر طرح اور ہر ممکن ذرائع سے ممکن تعاون کیلئے تیار ہے

یوتھ انٹرنیشنل! صابر شاہ حکومت کو تبدیل کرنے کے کیا اسباب تھے؟

ملک عبدالقیوم خان صابر شاہ حکومت آزاد ممبران کی بیساکھیوں پر قائم تھی آزاد ممبران بھی صابر شاہ حکومت سے نالاں تھے اسلیے کوئی بھی کمزور حکومت علاقہ کے مجموعی مفادات میں بہتر ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ کمزور حکومت میں قوت فیصلہ کی کمی ہوتی ہے سرحد اسمبلی کے ممبران قابل مبارک باد ہیں کہ انھوں نے آفتاب شیرپاؤ جیسے قابل اور مخلص لیڈر کی زیر قیادت موجودہ صوبائی حکومت کو آگے لائے ہیں اسلیئے میں سمجھتا ہوں شیرپاؤ حکومت کا آنا صوبہ سرحد کے عوام کی خوش قسمتی ہے

یوتھ انٹرنیشنل! مرکزی حکومت نے افغانستان میں اشیا کے پرمٹ کی تقسیم کے اختیارات صابر شاہ حکومت کے پاس ہونے کی بنا پر صابر شاہ حکومت کو ختم کیا اس بات میں کس حد تک سچ موجود ہے؟

ملک عبدالقیوم خان یہ سراسر بہتان ہے یہ حقیقت ہے کہ صابر شاہ پر ممبران سرحد اسمبلی نے عدم اعتماد کیا ہے جہاں تک پرمٹوں کا سوال ہے صابر شاہ حکومت نے دو ماہ کے اندر اندر ایک لاکھ انیس ہزار ٹن کی اشیا خوراک کے پرمٹ تقسیم کیے تھے ان دنوں پشاور میں پرمٹوں کی کھلی خرید و فروخت ہوئی تھی صابر شاہ کے قریبی ساتھیوں نے کروڑوں روپے پرمٹوں سے کمائے تھے جبکہ میں جب سے وفاقی وزیر مملکت سرحدی امور بنا ہوں میں نے صرف چھ ماہ کے عرصے میں صرف پانچ ہزار ٹن کے پرمٹ دیئے ہیں ہم صرف حق دار اور صحیح لوگوں کو پرمٹ دے رہے ہیں جو واقعی اشیاء افغانستان لیجا کر عوام تک پہنچاتے ہیں ہم چاہتے ہیں ہر افغان شہری تک ضروریات زندگی کی اشیاء پہنچیں

یوتھ انٹرنیشنل! بیرون ممالک میں رہنے والے پاکستانیوں کیلئے آپ کا کیا پیغام ہے؟

ملک عبدالقیوم خان پاکستان سے باہر رہنے والے پاکستانیوں کو چاہیے کہ وہ بیرون ممالک میں اپنے علاقہ یا صوبہ کا لسانی گروہ کے حوالے سے تعارف کروانے کی بجائے اپنے آپ کو حرف پاکستان کی حیثیت سے متعارف کرائیں علاقائی اور لسانی تعصبات قوموں کی عزت و وقار اور قومی ترقی کے آگے دیوار بنتے ہیں ترقی یافتہ مہذب ممالک کے لوگ اپنی پہچان اپنے ملک کے شہری کی حیثیت سے کراتے ہیں نا کہ کسی صوبے یا علاقے کے حوالے سے۔ لہذا میری بیرون ممالک میں رہنے والے تمام پاکستانیوں سے درخواست ہے کہ وہ بحیثیت پاکستانی اچھے کردار کی وجہ سے اپنے آپ کو قابل فخر پاکستانی ثابت کریں

یوتھ انٹرنیشنل! موجودہ حکومت نے اوور سیز پاکستانیوں کیلئے ری کنڈیشن پر پابندی لگا دی ہے اس اقدام سے کیا بیرون ممالک میں رہنے والوں کی حق تلفی نہیں ہو گی؟

ملک عبدالقیوم خان! میں خود بھی آٹو موبائل کے بزنس سے وابستہ ہوں ہماری حکومت نے

ری کنڈیشن گاڑیوں پر پابندی اچھا اقدام ہے

ری کنڈیشن گاڑیوں پر پابندی لگا کر بہت ہی اچھا اقدام کیا ہے دو سال سے زیادہ گاڑیاں ملک کی معیشت پر بوجھ بن رہی تھی ملک کا کروڑوں روپے کا زرمبادلہ ضائع ہو رہا تھا چند لوگ گاڑیوں کے جعلی ٹیکس تیار کر کے معیشت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہے تھے۔ آٹو موبائل میں ملک کی انڈسٹریز تباہ ہو رہی تھیں اس فلیڈ میں نئی سرمایہ کاری بند تھی موجودہ حکومت کے اس انقلابی جرات مندانہ قدم سے ملک کی انڈسٹریز کو ترقی ملے گی نئی سرمایہ کاری ہو گی ملک کا قیمتی زرمبادلہ ضائع ہونے سے بچے گا میرے خیال میں ہماری حکومت کا یہ درست فیصلہ ہے۔

با اصول جرأت مند شخصیت

چوہدری محمد افضل

پروپرائٹر: افضل انٹرپرائیزز راولپنڈی سے انٹرویو!

بیرون ملک روزگار دلانے میں افضل انٹرپرائیزز کا قابل تعریف کردار ہے

چوہدری محمد افضل ایک ملنسار، خوش اخلاق بے لوث ہمدرد اور باصول روشن خیال کے مالک ہیں ٹالاں پور جٹاں تحصیل کھاریاں ڈسٹرکٹ گجرات کی مشہور جاٹ فیملی کے چشم و چراغ ہیں تعلیم کے دوران طلبہ کے ہر دلعزیز رہنما اور کالج کی نصابی غیر نصابی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتے رہے ڈگری کالج گجرات سے بی اے کے بعد برٹش کمپنی میں فورمین کی حیثیت سے سعودی عرب چلے گئے وہاں 4 سال بطور فورمین کام کرتے رہے پھر 8 سال بلڈنگ کنٹریکٹر رہے 12 سال سعودی عرب میں قیام کے بعد واپس پاکستان آ گئے 1991ء میں ریکروٹمنٹ کا لائسنس لیا اپنی شبانہ روز محنت سے مین پاور کی ایکسپورٹ کے کاروبار میں مشغول ہو گئے ان کی بزنس کارکردگی اس لحاظ سے قابل تعریف ہے کہ انہوں نے 91ء کے قلیل وقت میں 800 سے زائد مین پاور، سعودی عرب کویت، (امارات) قطر، بحرین، اور اومان میں ایکسپورٹ کی ہے ان کی فرم کا اعتماد پبلک میں کافی حد تک نمایاں ہوا ہے اتنے عرصے میں کسی پارٹی یا ایجنسی کو آپ کی فرم کے متعلق کسی قسم کی شکایت نہیں آئی۔ چوہدری افضل جس لگن اور محنت سے مین پاور کی ایکسپورٹ میں ترقی کر رہے ہیں یہ امید کی جا سکتی ہے مستقبل میں مین پاور کی برآمد میں پاکستان کا نام روشن کریں گے۔

فیڈریشن آف پنجاب کنسٹریکٹرز بلڈنگز ڈیپارٹمنٹ کے سینئر نائب صدر عبدالحفیظ چوہدری سے انٹرویو

آج کے اس مادیت کے دور میں جہاں شہرت کے لئے بڑے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں ہمارے ہاں بہت کم ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو معاشرے میں بڑا مقام حاصل کرنے کے باوجود نمود و نمائش کی بجائے سادگی کی زندگی بسر کرتے ہیں- ان میں ایک نام میاں عبدالحفیظ چوہدری ہے-

عبدالحفیظ چوہدری ایک باصلاحیت نوجوان بزنس مین، بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کے کنٹریکٹروں کے ہر دلعزیز مقبول ترین رہنما ہیں- گزشتہ کئی سالوں سے مسلسل راولپنڈی کنٹریکٹرز ایسوسی ایشن کے پلیٹ فارم پر پنجاب کے کنٹریکٹروں کی بلا امتیاز خدمت کرتے چلے آ رہے ہیں- عبدالحفیظ کامیاب بزنس مین اور بااصول لیڈر ہیں- ہمیشہ اصولوں پر رہتے ہوئے کنٹریکٹروں کے جائز حقوق کی جدوجہد کرتے چلے آ رہے ہیں- ان کی شب و روز کی انتھک محنتوں کا ثمر ہے کہ بلا مقابلہ ایسوسی ایشن کے پنجاب کے نائب صدر منتخب ہوتے آ رہے ہیں-

ایک تفصیلی ملاقات میں عبدالحفیظ چوہدری جو بزنس مین کم اور لیڈر زیادہ دکھائی دیتے ہیں- ایسوسی ایشن کے اغراض و مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا-

بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کی کنٹریکٹرز ایسوسی ایشن کنٹریکٹروں کے جائز مسائل حل کرانے افسران کی ناجائز ڈیمانڈوں کو روکنے اور ٹھیکیداروں میں اتحاد و اتفاق کو فروغ دینے کے لئے قابل تعریف حد تک جدوجہد کر رہی ہے- جس کی بدولت کنٹریکٹروں کی قوت میں نہ صرف اضافہ ہوا ہے بلکہ کنٹریکٹر آپس کے تنازعے بھی ایسوسی ایشن کے پلیٹ فارم پر حل کر رہے ہیں- ہماری کوشش ہے اس ڈیپارٹمنٹ میں کنسٹرکشن کا معیار بلند ہو ادارے سے بدعنوانیوں کا بھی کسی حد تک خاتمہ رہے- ہماری کوششوں سے کنٹریکٹروں کی افسران کے خلاف شکایتوں میں کمی واقع ہوئی ہے- جبکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت کنٹریکٹروں کے جائز مسائل کو حل کرنے کی طرف فی الفور توجہ دے- کنٹریکٹروں کو ناجائز تنگ کرنے سے بچایا جائے- تعمیراتی معیار کو بین الاقوامی معیار کے مطابق لانے کے لئے گورنمنٹ کے 79ء کے شیڈول ریٹ میں اضافہ کیا جائے- کنسٹرکشن کے شعبے کو صنعت کا درجہ دے کر اب کنٹریکٹروں کو اپنے پراجیکٹ مکمل کرنے کے لئے بنکوں کی آسان شرائط پر قرضوں کی سہولتیں فراہم کی جائیں- ٹنڈروں کے موجودہ سسٹم کو تبدیل کر کے پراجیکٹ کو جلد مکمل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ٹنڈروں کے موجودہ نظام میں تبدیلی لائی جائے اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے کنٹریکٹروں کی سرکاری سطح پر حوصلہ افزائی کی جائے- بڑے پراجیکٹ بین الاقوامی فرموں کو دینے کی بجائے پاکستانی فرموں کے دیئے جائیں تاکہ پاکستانی کنٹریکٹرز مل کر اعلیٰ اور معیاری پراجیکٹ کی تعمیر میں اپنا رول ادا کر سکیں-

عبدالحفیظ چوہدری نے کہا پاکستانی کنٹریکٹروں کے ساتھ حکومت کے افسران کا رویہ غیر ملکی کنٹریکٹروں کی نسبت سوتیلی ماں جیسا ہوتا ہے- پاکستانی زر مبادلہ کو بچانے کے لئے حکومت کنٹریکٹروں کو ڈیوٹی اور ٹیکس میں مزید سہولتیں اور قرضے فراہم کرے تاکہ کنٹریکٹرز جدید تعمیراتی مشینری امپورٹ کر کے دور حاضر کے تقاضوں کے مطابق قومی تعمیراتی کاموں میں بھرپور حصہ لے کر قیمتی زر مبادلہ کو بچا سکیں- انہوں نے کہا کہ قومی ترقی اور خوشحالی کے لئے ضروری ہے کہ ہم ملکی زر مبادلہ کو غیر ملک میں منتقل ہونے سے بچائیں- جو ریٹ ہمارے ادارے غیر ملکی فرموں کو دے رہے ہیں وہی ریٹ پاکستانی کنٹریکٹرز کو دیں-

ایک اور سوال کے جواب میں عبدالحفیظ چوہدری نے کہا کہ پاکستانی کنٹریکٹرز تعمیراتی کاموں کو بین الاقوامی معیار کے مطابق کر سکتے ہیں- ہمارے ہاں تعمیراتی شعبے میں ٹیلنٹ بہت زیادہ ہے- ہمارے انجینئرز بھی بہت باصلاحیت ہیں ضرورت تو یہ ہے کہ ہم اپنے ملکی ٹیلنٹ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں- ایک اور سوال کے جواب میں صدر کنٹریکٹرز ایسوسی ایشن نے کہا کہ پاکستان میں ناقص اور غیر معیاری تعمیر کی ذمہ داری افسران پر عائد ہوتی ہے- افسر کرپٹ ہوں گے تو وہ ٹھیکیداروں کو کرپٹ کریں گے اگر افسر ایماندار ہوں گے تو یقیناً" ایک اچھا معیار لیں گے- ہمارے ٹھیکیدار اس قابل ہیں کہ وہ قومی تقاضوں کے عین مطابق اعلیٰ سے اعلیٰ تعمیراتی معیار دے سکتے ہیں-

بیورو آف امیگریشن اینڈ اوورسیز میں کرپشن اور رشوت کے خلاف محمود علی ملک کی احتجاجی مہم

محمود علی ملک کی شخصیت پروموٹرز کیونٹی میں کسی تعارف کی محتاج نہیں- مین پاور کی ایکسپورٹ ٹریولنگ کی فیلڈ میں آپ کی قابل تعریف خدمات ہیں- خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ایک سلجھے ہوئے تعلیم یافتہ بے لوث انسان ہیں اور یہی جذبہ ان کی شخصیت کا خاصہ بھی ہے- کیونٹی کے کاموں میں بے حد دلچسپی ان کی بڑی پذیرائی اور ہر دلعزیزی کا باعث ہے اپنی کیونٹی کے مفاد کے سلسلے میں ہمیشہ صف اول میں رہے ہیں- آپ پروموٹرز ایسوسی ایشن کے لاہور زون اور سنٹرل چیئرمین رہے ہیں- محمود ملک ان آیاٹا ٹریول ایسوسی ایشن کے مسلسل مرکزی صدر چلے آ رہے ہیں- کسی پروموٹر کا کوئی مسئلہ چاہے انکم ٹیکس کا ہو یا رجسٹریشن کا چاہے لائسنس Cancel ہونے کا مسئلہ ہو یا زبردستی رشوت لینے یا ریکروٹمنٹ چھیننے کا مسئلہ ہو- بیوروکریسی کے دفاتر کے چکر ہوں یا قانونی چارہ جوئی کا میدان ہو وہ جواں ہمت، جرات مند ترجمان بن کر پروموٹرز کا ساتھ دیتے ہیں-

آج کل پروموٹرز کی اکثریت بیورو آف امیگریشن کے دفاتر میں کھلم کھلا رشوت کی وجہ سے سراپا احتجاج ہیں جہاں روزانہ لاکھوں روپے کی رشوت اکٹھی کر کے پورے گینگ میں تقسیم ہوتی ہے- رشوت نہ دینے والے پروموٹرز کے خلاف مجرموں اور اچھوتوں جیسا سلوک کیا جاتا ہے- ایسے حالات میں محمود ملک پروموٹرز کی آواز اور ترجمان بن کر میدان عمل میں کود چکے ہیں-

انہوں نے بیورو آف امیگریشن میں کرپشن، رشوت کے خلاف سخت احتجاج کرتے ہوئے کہا منسٹر آف مین پاور اینڈ اوورسیز میں راشی افسروں کے خلاف بیورو آف امیگریشن میں موجود سرعام زبردستی رشوت لینے والوں کو بے نقاب کر کے ان کے خلاف سخت ترین ایکشن لینے تک جدوجہد جاری رہے گی- اور اس جہاد میں پروموٹرز برادری ہمارے ساتھ ہے- انہوں نے کہا ہم بیورو آف امیگریشن کی انتقامی کارروائی کی دھمکیوں سے ڈرنے والے ہرگز نہیں ہیں ہم عدالتی اور اخبارات کے میدان میں انہیں بے نقاب کر کے دم لیں گے-

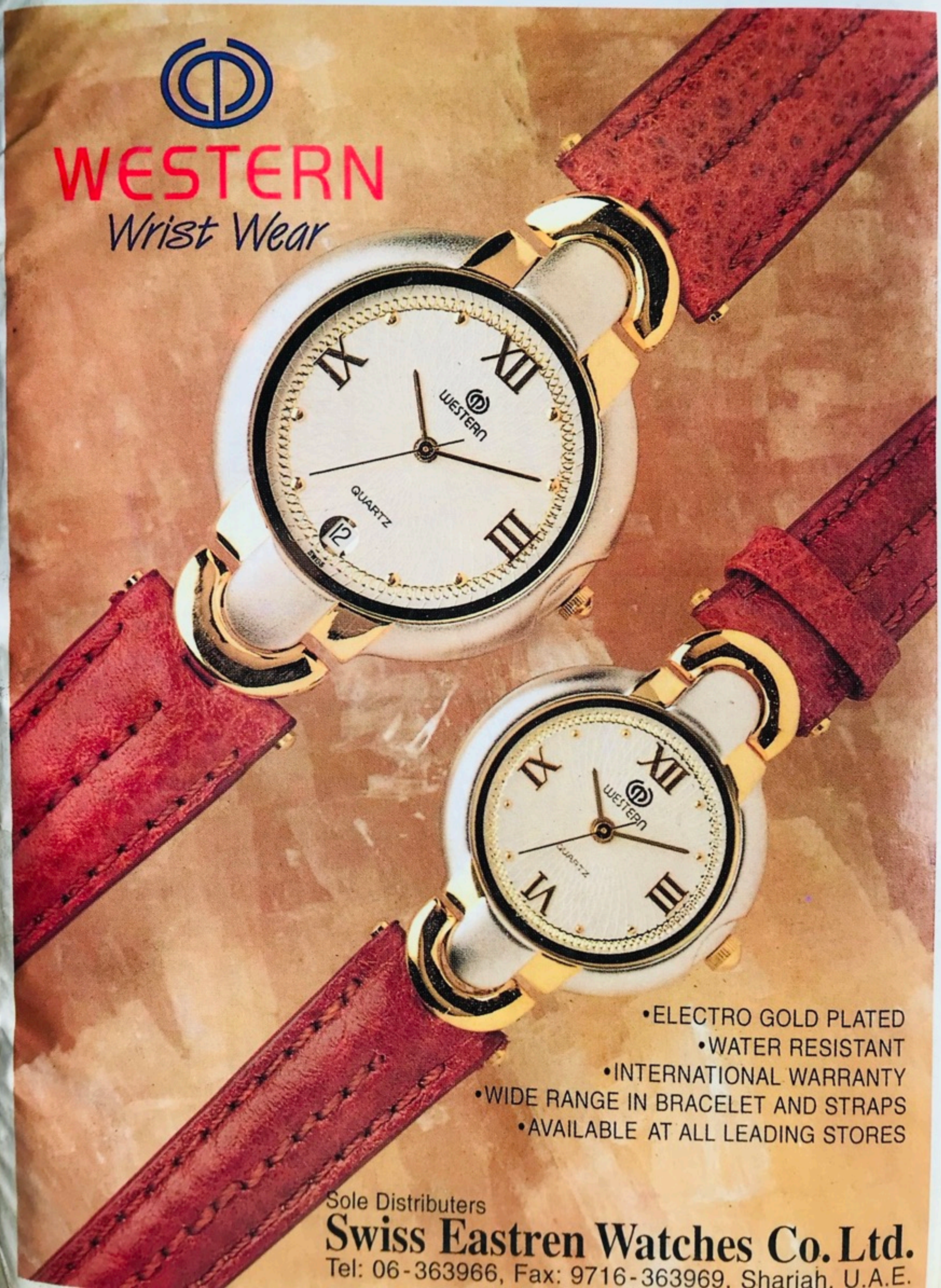
WESTERN
Wrist Wear
WESTERN
QUARTZ
•ELECTRO GOLD PLATED
•WATER RESISTANT
•INTERNATIONAL WARRANTY
•WIDE RANGE IN BRACELET AND STRAPS
•AVAILABLE AT ALL LEADING STORES
Sole Distributers
Swiss Eastren Watches Co. Ltd.
Tel: 06-363966, Fax: 9716-363969, Shariah, U.A.E.